

ASIAN AND NORTH INDIAN CHURCHES
IN MIDDLE AGES.
BY THE REV. D. BARAKAT ULLAH M. A.

تاریخ کلیسیائے ہندوستان

قرن وسطیٰ کی

ایشیائی اور ہندوستانی کلیسیائیں

مصنف

پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے

پنجاب لکھنؤ سوسائٹی

انارکلی — لاہور

179

تاریخ کلیسیائے ہندوستان

جلد سوم

قرن وسطیٰ کی کشمیری اور ہندوستانی کلیسیا

مصنف

پادری برکت اللہ ایم۔ اے

سابق کینن لاہور کیتھیڈرل ڈائریکٹر امرت سرگودھا

پنجاب راجس بک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

۱۹۶۲ء

تعداد ۱۰۰۰

۱۹۶۲

Rev Michael Joseph. Cell # 92 300 7233 854.
vescallesus@gmail.com
vesmicheal@yahoo.co.uk
 Evenglist Yousaf Masih.
 Cell # 92 300 7233 853.

فہرست مضامین

مضمون

صفحہ	مضمون
۴	مقدمہ
۱۵	حوضہ اول - مغربی ایشیا اور وسط ایشیا کی کلیسیائیں
۱۶	باب اول - مسیحی کلیسیا کی ابتدائی صدیاں
۱۷	فصل اول - مشرق و مغرب کی کلیسیائیں
۳۰	فصل دوم - قبل از اسلام عرب کی مسیحی کلیسیائیں
۳۵	فصل سوم - محمد عربی کے زمانہ کا مشرقی کلیسیائیں
۵۱	باب دوم - اسلام کا نظام حکومت
۵۱	فصل اول - اسلامی مملکت کے خصائص و لوازم
۵۹	فصل دوم - قرآنی احکام اور مسیحی کلیسیا کا مقام
۹۷	باب سوم - خلفائے اسلام کا زمانہ مشرقی کلیسیا کی پرالتگی
۹۷	فصل اول - خلفائے راشدین کا زمانہ
۱۳۹	فصل دوم - خلافت بنی امیہ کا زمانہ
۱۳۹	فصل سوم - خلافت عباسیہ کا زمانہ
۱۹۷	فصل چہارم - زمانہ خلفائے عباسیوں کی قانونی حیثیت
۱۵۷	باب چہارم - محمد و خلفاء کے مسیحی اطباء و حکماء اور فضلاء
۲۷۸	باب پنجم - زمانہ خلفاء میں اسلام پر مسیحی تصورات کا اثر
۲۸۵	باب ششم - مغربی تحقیق اور مذاہنظرے

یہ کتاب
انٹرنیشنل ایسٹرنس کے پبلشرز
جناب بشپ سی۔ آر۔ ایچ ولفسن صاحب
کے نام معنون کی جاتی ہے
کیونکہ ان کی حوصلہ افزائی اور مدد کے بغیر یہ لکھی نہ جاتی۔
برکت اللہ
انٹرنیشنل ایسٹرنس کا پبلا آرچ وائس

باب ہفتم۔ وسط ایشیا کی زرنگی قبائل اور مسیحیت اسلام کا تصادم	۲۲۰
فصل اول۔ وسط ایشیا میں مسیحیت کی اشاعت	۲۲۰
فصل دوم۔ خان قحط کا زمانہ	۲۲۰
فصل سوم۔ چنگیز کی خوارزمین کا حملہ حکومت	۲۲۸
فصل چہارم۔ ایران کی ایل خانی بادشاہ	۲۶۶
فصل پنجم۔ قبائلی ترک اور کابل سلجوقی	۲۸۲
فصل ششم۔ تیموری حکومت	۲۹۰
باب ہشتم۔ وسط ایشیا میں کلیسیا کے زوال کے اسباب	۲۹۴
فصل دوم۔ سلطنت دہلی کا قیام و شمال مشرقی کلیسیا کا انجام	۳۰۳
باب اول۔ شمال مشرقی ہندوستان کی قدیم کلیسیا میں	۳۳۳
باب دوم۔ آرمین مسیحیوں اور آرمینی کلیسیا کی پرانگیں	۳۴۲
فصل اول۔ محمد بن قاسم	۳۵۱
فصل دوم۔ محمود غزنوی کے حملے	۳۵۹
فصل سوم۔ شہاب الدین محمد غوری	۳۶۵
باب سوم۔ مسلمانوں کی پہلی کازان اور مسیحی کلیسیا کا زوال	۳۶۵
فصل اول۔ خاندان قلاماں	۳۶۵
فصل دوم۔ تیلچی مسلمانین	۳۸۸
فصل سوم۔ خاندان افغان ولوری	۵۰۳
فصل چہارم۔ سلطنت دہلی کے قیام اور مسلمانوں کے مذہبی رجحان	۵۲۱
فصل پنجم۔ امیر تیمور کا حملہ اور وسط ایشیا کی کلیسیا کا مابقیہ	۵۴۴

باب چہارم۔ شمالی ہندوستان کے قیام میں فلسفہ مسیحیت کا اثر	۵۵۳
فصل اول۔ مسیحیت اور ہندو فلسفہ	۵۵۳
فصل دوم۔ مسیحیت اور ہندو فلسفہ کے واسطے	۵۶۶
باب پنجم۔ شمالی ہندوستان کے قیام اور غریب و حدوت (دیں) نقشہ جات	۵۸۴
(۱) وسط اور شمالی ایشیا کے ممالک و جہات اول کے مقابلہ	
(۲) مغربی سلطنت	
(۳) مغربی سلطنت دہلی	

مقدمہ

دشمنانہ محفل میں پیش کیا گیا
 حمد اور سپاس ہو جس خداوند کی جس نے اپنی لازوال رحمت سے مجھے گزار فرمایا
 بیانی اظہار کے اس قابل بنایا کہ میں تاریخ کلیسیا کے ہندوستانی کی تیسری جلد
 لکھ سکوں۔

میں نے جلد اول، مقدس نواد رسول ہند کے دیباچہ میں لکھا تھا کہ ہندوستان
 کی کلیسیا کے واقعات کا تعلق نہ صرف ہندوستان کے سیاسی سماجی اقتصادی اور مذہبی
 واقعات سے ہے بلکہ تمام ملک کی سیاسی و مذہبی اور کلیسیائی تاریخ سے بھی گہرے
 طور پر وابستہ ہے جن کا تعلق مختلف صدیوں کے دورانی میں ہندوستانی کی کلیسیا
 کے ساتھ رہا ہے کیونکہ وہ ملک کے تاریخی واقعات نے ہندوستان کی کلیسیا کی زندگی پر
 بڑا اثر ڈالا ہے۔

میں خود کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس سلسلہ کی پہلی جلد دو فوشائع ہو چکی ہے اور
 دوسری جلد کا ترجمہ ہندی زبان میں بھی ہو گیا ہے۔ سیری دوسرے کے ہندوستان کے کمال
 و عزت کے بھی ادھر سے بھی کلیسیا کے گذشتہ کارناموں کا مطالعہ کر کے کلیسیا کے
 ہندوستان کی تاریخ سے فائدہ اٹھائیں۔

اسلامی تاریخ کے پچھلے سات سو سالوں میں عرب - شام - عراق - ایران اور دیگر
 ممالک وسط ایشیا کی کلیسیا کی کاتھولک ہندوستان کی کلیسیا کے ساتھ رہا ہے۔ پس لای
 ملک کی سیاسی اور مذہبی تاریخ کا مطالعہ ایک ناگزیر امر ہے کیونکہ یہ ملک کے سیاسی اور
 مذہبی حالات نے وہاں کی کلیسیا کو کتنی قسمت کا فیصلہ کیا ہے اور ان کلیسیا کو کتنی

ہندوستان کی کلیسیا کی قسمت سے وابستہ رہی ہے جس پہلے اس جلد کے پہلے حصہ
 میں عرب - شام - ایران اور وسط ایشیا کے ملکوں کے سیاسی اور دیگر حالات اور اس حکومت
 کے اثرات کا ذکر کیا ہے۔

دوسرے حصہ میں ہم نے شمالی ہند کی کلیسیا کا ذکر اٹھویں صدی عیسوی میں
 ہجری سے کیا ہے جب عربوں نے ہندوستانی پر فوجی ہتھکنڈے شروع کئے تھے۔
 یہ جلد تیسرے حصہ (۱۳۳۰ء) پر ختم ہو جاتی ہے۔

(۲)

لکھنؤ، بلاغیہ ملک کے حالات زیادہ تر اسلامی مؤرخوں کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔
 لیکن ان ابتدائی اسلامی صدیوں میں علم تاریخ کا موجودہ غور و جوی بھی نہیں آیا
 تھا۔ آج کل کے طلباء جانتے ہیں کہ کسی ملک کی تاریخ کو اس کے باشندوں کی اپنی نہیں جیسا کہ قوم
 آدمی چاہے اس عاصی افسانہ پٹیل یا رٹا اور کتے ہیں اور نئی شہریت کے حقوق اور ان کے ملک
 اور ترقی کی زندگی میں حصہ لیتے ہیں۔ ملک کے لوگوں کی صحیح تصویر صرف وہی تاریخ پیش کر سکتی
 ہے جو علم تاریخ کے ان اصولوں کے مطابق لکھی جائے جو تاریخ کا یہ نام ہے کہ قوم و ملک کی
 تاریخی زندگی کی شان و شوکت میں ان کے اس دور میں زندگی کے سماجی و سیاسی و اقتصادی
 اور سیاسی و مذہبی حالات پر جامع نظر ڈالے۔ ملک کے مختلف سماجوں - گروہوں اور جمہور
 کے باہمی تعلقات اور عمل و رد عمل کا اس سال بتلائے اور مختلف سماجوں اور مذہبوں کے
 ان جماعتوں کا صحیح مقام معلوم کرے۔ جیسا کہ پہلی جلد میں فرماتے ہیں۔ "ہر ملایہ تاریخ
 کتابوں کے موجودہ زمانہ میں تاریخ کا وہی ترقی کی جس پائے پہنچ گیا ہے اور یوں کہ درجہ
 اتنی نے اس کے اصول و ذریعہ پر جو نفاذ یافتہ اضافہ کئے ہیں اس کا اعتبار سے
 ہماری قدیم تصنیفات ہمارے مقصد کے لئے بالکل کافی نہیں۔ . . . واقعات بھی
 کو جو ایسے عاصیہ نظر لیتے ہیں جو کہ پیچھے ہیں کہ ان کے اسباب و علل کا مرتب

www.ancientindia.org

سلسلہ حکومتوں کا ہے اور مذہب کے کسی قسم کے دقیق تاریخی تحقیق سلسلہ بروکے ہیں۔
... تاریخ کا جو ہر واقعہ ہفت سے مختلف واقعات کے سلسلہ میں بندھا ہے
ان لوگوں کو دیکھ کر اچانک پتہ لگتا اور ان سے فلسفیانہ رنگہ بھی کے ساتھ تاریخی تصانیح کا
مستند کرنا ایسی دو چیز ہے جو علم تاریخ کی جان اور روح ہے اور یورپ کا اس فن کے
متفق جو اختراع و ایجاد پر پورا تھکا ہے وہاں کسی قسم کی پروہ کشانی ہے۔۔۔۔
جن باتوں کو مذہب نے اس خیال سے نظر انداز کر دیا کہ چیز کے احوال عام معمولی باتیں تصنیف
کی مشائخ کے شاہان نہیں اس کے بغیر انہیں کی تلاش میں لگا دیا اس وقت تک تو ان
میں تاریخ کا مفہوم اس کے برعکس یہ تھا کہ ملک کے بادشاہوں کی فرمائش کا
ہی ذکر کیا جائے حکومت دہلی کے زمانہ میں چار عاصرتاریخیں ہیں ان میں زمانہ کے
ملاق کے مطابق جنگوں کی داستانیں ہیں جن میں علمی اور قدرتی علامات کہیں کہیں غرض
ظہور پر ہی درج کئے گئے ہیں جن کی تلاش کے لئے بڑی محنت اور کاوش درکار ہے۔
یہ تاریخ قوم و ملک کی نشو و نما اور اس کی فطری و انسانی مختلف منزلوں اور مرحلوں
کی جانب سے ہے نیاز تھی۔

[illegible]

نہیں رہتا۔ اسلامی دنیا میں یہ کلیسیا کہ صرف اسلام کا سرکاری مذہب تھا اور اس سے
برف کا سا سلوک کیا گیا۔ علاوہ ازیں ہندوستان میں مسلمانوں کی ہندوؤں کی گوشت کھیت
نہی جو کسی مملکت کے لئے خطرہ و آفات خیال کی جاتی۔ پس اگر ہندوؤں اور مسلمان
مذاہب نے ہندوستانی کلیسیا کی اہمیت کا ذکر نہیں کیا تو یہ کوئی عداوت و نفرت و تعصب
نہیں ہے۔ ہمیں یہ حقیقت بھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ اس زمانہ میں ہندوؤں اور
ہرات و جی اور تہی کو قبول نہ ہونے سے بھی اپنی جی اور اس کے متعلق کو وقت صرفت سے
معبوست پر بھی جاتی تھی۔ پس سلطان دہلی کے زیادہ تر ہندو دھرم کے پیروں کا دارائی
کے تحت رہتا، اور مسلمانوں کی کشت و کشتی دیکھ کر کہ پرہیز تھا کرتے ہیں۔ وہ یہ کلیسیا
کا کہیں کوئی اہمیت کو قبول نہ کرتے تھے۔

موجودہ زمانہ کے ہندوستانی قومیت پرانہ وہم و گمبھیر سے ناواقف نہ مل سکتے ہیں کہ سلطنتِ دہلی کے زمانہ میں شمالی ہندوستان میں یہ کلیسیاؤں کی کتنی جتنی خاصی تعداد موجود تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے عیسائی - اہل اہل افسانہ کے دیرینہ مغربی - کیمک اور مسلمان ایٹم کی کوئی - شامی مضبوطی میں نہ تھی۔ ان کی کلیسیاؤں کی - رہنمائی حاصل کرنے کی محنت نہیں اٹھائی کہ کسی تاریخی واقعہ سے ناواقف ہو کر عیسائی کی بات نہیں کہیں کہ کوئی ایک شخص یا اگر وہ کسی ملک کی تاریخ کے تمام واقعات کا علم حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن جب یہ علم سوجانے کی سلطنتِ دہلی کے زمانہ میں شمالی ہندوستان کے مختلف شہروں میں یہ کلیسیاؤں کی کثرت موجود تھی تو پھر ان کو نظر انداز کر دینا بالکل معافی جرم ہے۔ پھر یہ تیسرے کہ ذریعہ جو یہ اصل پر چاروں ملک کے شوقی تحقیق و تجسس کو بخیر لگائے میں سے ہد دیں گی۔

جی صدیوں کا اس جرم میں ملکہ کا گناہ ہے کہ ان کی تاریخ کا مطالعہ ابھی آئندہ تکمیل
سہ ہونا پڑے گا اور ان کا مطالعہ ان کے دینی میں تاریخی طور پر مکمل کیا جائے گا۔ کمیشن کی

پنجاب میں سلطنت دیکر بدلتا ہے کہ وہ پھر پر فرمایا تھا ہندوستان کی تہ تیغ کا
 فرمان تھا جو ستارے پنجم ہوتا ہے خاص طور پر مطالعہ کرنے کے قابل ہے میں بات
 کی بات ضرورت ہے کہ اس زمانہ کے ہر دور سے کھرج کی جائے۔ ہم کو سائنسی
 اور اٹھویں صدی کے ہندوستان کا کچھ کچھ علم ہے اور پھر نئی کی سلطنت کے زمانہ
 کے حالات کا بھی کچھ علم ہے لیکن ان دونوں زمانوں کے درمیان زمانہ کا مطالعہ نہیں جس
 کا تعلق مغربی سلطنت کی ابتدا سے اور اس سلطنت کا شمال مغربی ہند میں پھیلنے
 سے ہے۔ اس زمانہ کے سماجی اور سیاسی حالات کی کوئی صحیح تصویر نظر نہیں آتی۔
 یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اگرچہ ایک اس زمانہ کی کوئی خاصی کتبہ تاریخ کا مطالعہ بھی نہیں
 کیا گیا اس کے نام ہم تک پہنچے ہیں۔ مثلاً ہمیں معلوم ہے کہ الیاف الضل پیٹھی نے
 مغربی ہندوستان کی تاریخ تیس صدیوں میں لکھی تھی یہی حال ہم کو اس کے پایہ سے
 ہی دستیاب ہوئے ہیں۔ ان گم شدہ صدیوں کے سلسلے سے اس زمانہ کے ہندوستان
 کی تاریخ پر نئی روشنی پڑ سکتی ہے۔ یہ بھی ہم کو اس زمانہ کی چند نئی معلومات حاصل
 ہو گئی ہیں جو مفید ثابت ہوگی۔ ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کے بعد کے اند
 کے لئے بھی جاری معلومات کا اور مزاد نہ پا جاؤ صرف فارسی کتابوں پر ہی ہے لیکن ہم
 نے عربی کتابوں کی طرف توجہ نہیں کی مگر ان کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے
 یہ لازم ہے کہ ہمارے مؤرخ ان عربی ماخذوں کا بھی مطالعہ کریں تاکہ ہندوستان کی
 تاریخ میں اس زمانہ کے تجارتی۔ اقتصادی۔ سماجی اور سیاسی حالات کا ہم کو پیش اور
 پیش طور حاصل ہو سکے۔ عجیب ہمارے ملک کے قابل اشخاص اس زمانہ کا لغو و
 سربوط اٹھ کر ہیں گئے تو شمال مغربی ہندوستان کی کلیسیاؤں کے اندرونی اور بیرونی
 حالات کا بھی زیادہ علم حاصل ہو جائیگا کیونکہ جس طرح مساتویں صدی سے
 لے کر ہندوستانی ہندوستانی کی کلیسیاؤں کی زندگی اور حرکت کا زمانہ تھا۔ درکت اللہ

پہلے یونانی پاتری۔ جسکی۔ اور میں افواج نے شمال مغربی ہند کے ہند میں سے
 گذر کر کچھ کچھ کئے تھے جن کا اثر یونانی کلیسیاؤں پر ہوا تھا اسی طرح مغربی
 افواج نے بھی ہندوستان میں سے گذر کر ہندوستان پر حملے کئے۔ ہم بتلا چکے ہیں کہ وہ
 کھڑک اور سہروں میں سے شامی کلیسیا میں لسنی تھیں جن کا مستقبل ان تارہی
 حملوں سے وابستہ تھا۔

(نظم)

ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ کوئی مؤرخ خلی الفہم میں ہندوستان
 نہیں لکھتا۔ اس کی بناؤں مختلفات اور اسل و غیرہ اگر شعوری طور پر نہیں تو
 غیر شعوری طور پر اس کی تحریکات پر اثر دے کر نہیں رہتے۔ یہ مؤرخ ہوا اگر مسلسل
 ہوتے تھے جو ہر وقت کو اپنے مخصوص مذہبی نقطہ نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہم کو یہ بھی
 یاد رکھنا چاہئے کہ کتبہ تاریخ ہم تک پہنچے ہیں ان کی ایک اشخاص کے ذمہ دار اور راخول
 کے خیالات سے متاثر ہو کر ہی ہم تک پہنچے ہیں۔ پس مؤرخ و کتبہ جہاں لغوی تفسیر
 اور ہندوستانی یا کم از کم شخصی رائے اور افرونی سیلاؤں سے متاثر نہیں ہیں۔ میں لازم ہے کہ
 تاریخی کتب کے پڑھنے والے ان کتابوں کے نتائج کو تنقید نگاہ سے دیکھیں اور اصل
 واقعات کو دونوں کے خیالات۔ جذبات اور معتقدات وغیرہ سے جدا کر کے ان کو اصل
 رنگ و روپ میں دیکھنے کی کوشش کریں۔ یا شخص جس جب کوئی مؤرخ زمانہ قدیم کے لوگوں کی
 بے حد تعریف کرتا ہے تو ان کی ولایت۔ استقامت اور دانشمندی کی تعریف کرے مگر
 کمزور افغانیوں کیلئے کہ کمرچوہا نسل کے لوگوں کو ان کے مقابل میں کم عقل۔ کوتاہ
 فہم۔ شر۔ خرد۔ و نابار عقرا وغیرہ بتلاتا ہے ایسی کتاب کے نتائج سے ہم کو گھٹنا
 ہند لازم ہے کہ چونکہ ایسے بیانات مشکوک ہوتے ہیں۔ جس زمانہ کا اس حد سے تعلق
 ہے اس کے مؤرخین عموماً غلو اور مبالغہ۔ افراط اور کفر بڑے سے اکثر کام لیتے ہیں ہم کو

ایس بات کا سنی حاصل ہے کہ ہم ایسے مؤرخوں کے خیالات، خیامات اور تالیفات کو دیکھ کر ان سے اختلاف کرتے ہیں اور ان کی قوت فیصلہ اور قہم کو ناپسندیدگی کی وجہ سے دیکھتے ہیں۔

کسی مؤرخ کے لئے لازم نہیں کہ وہ سب واقعات کو تسلیم نہ کرے یا ان کی طرف سے اختلاف کی خاطر اختیار کرے یا اسے غیر اختیار کرے یا اس کا مطلب یہ نکلتی نہیں ہوتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ واقعات کو معروضی زاویہ نگاہ سے دیکھے اور داخلی امور و شخصی تعصبات اور ذاتی خیالات کو تالیفی واقعات کو سمجھنے میں خلل نہ لگائے اور نہ ہی اسے یہ کہ شش کی ہے کہ سب واقعات کو قطعاً معروضی اور شادی جواز پر تکیہ کرنا یا سب واقعات کو ان کے درست تناسب اور صحیح تناظر میں دیکھیں۔

(۴)

کلیسیائے ہندوستان کی گذشتہ تاریخ سے موجود روایت سبق حاصل کر سکتی ہے۔ گذشتہ واقعات کی روشنی میں ہم یہ فیصلہ کر کے کہ قابل ہو جاتے ہیں کہ ہم کو موجودہ حالات کو پیش نظر رکھ کر اپنا اختیار کرنا چاہیے۔ دو برصغیر کی تاریخ زیادہ ماضی میں گڑی ہوئی ہیں اور موجودہ زمانہ کا جسے قبل کے دور پر جاتا ہے۔ جو قوم اپنے ماضی کی طرف سے عظمت اختیار کرتی ہے اس کی چیزیں سب پر جاتی ہیں پس اگر ہم نے اپنے ہلالی دور سے کچھ فائدہ اٹھانا ہے تو ہمیں لازم ہے کہ ہم کلیسیا کی تاریخ پر صحیح پائے نظر ڈالیں۔ مختلف واقعات کا صحیح تناسب اور تناظر میں مطالعہ کریں اور عاقبت اندیشی سے کام لے کر عمل اقدامات اختیار کریں تاکہ گذشتہ صدیوں کے جان شادمان صلیب کے لیے لوٹ خدمات اور ان کی سرفراز خانہ مساوی کے پہل ضائع نہ ہوں بلکہ کلیسیا کی زندگی میں انقلاب برپا کر کے اس میں نئی زندگی اور نئی روح پھونک دیں۔ تہم زمانہ میں سے پیل جلیل کا تو ہمارے ملک کی مذہبی

اور روحانی حالت کو بدلتا سنا اور اتنا اور متحرک کرنا چاہیے ہے۔ ہمارا بھی تعلیمی کام ہے اس پر مصروف ہو کر ان کے فیصلے میں مدد دی ہے۔ اب جو حوالے ہم اب کے لئے کوٹھ دیتے ہیں اور ان کی بخشی ہے کلیسیا کا یہ فرض ہے کہ ملک اور قوم کے اختلاف کو سدھارے۔ اس کی روحانی حالت کو بلند کرے اور اپنے ہم وطنوں کو جہان کے نئی کے قدموں میں لائے۔ پہلی وہ جہان کی طرح اس جہان میں بھی الفاظ ہندو، اور ہندوستان سے مراد ہوا، برصغیر پر ۱۹۵۷ء کے طوائف سے پہلے سلطنت برطانیہ کے تحت تھا اور جس میں آپ پاکستان اور ہندوستان دونوں شامل ہیں۔

اس جہان میں ہم نے ہمارے ماضی کی کتاب کا حال دیا ہے لیکن کسی کسی میں ہجری کا بھی حال دیا ہے۔ ہم نے اپنی کتاب محمد عربی کے مقدسہ میں بھی ہجری کی تاریخ پر مدد دی ہے۔ ناظرین کی سہولت کے لئے ہم ذیل میں وہ طریقہ لکھ دیتے ہیں جس سے وہ تاریخ ہجری کو ہجری میں خود تبدیل کر سکتے ہیں۔

سہ ہجری کے دن عموماً ۳۳ ہجری ہیں اور باہر مہینوں میں ان کو تقسیم ہیں۔
(۱) - ۱۱ - محرم (۲) - ۱۲ - شوال (۳) - ۱۳ - رجب (۴) - ۱۴ - جمادی الاول (۵) - ۱۵ - جمادی الثانی (۶) - ۱۶ - شعبان (۷) - ۱۷ - رمضان (۸) - ۱۸ - شوال (۹) - ۱۹ - ذی القعدہ (۱۰) - ۲۰ - محرم (۱۱) - ۲۱ - شعبان (۱۲) - ۲۲ - رجب (۱۳) - ۲۳ - جمادی الاول (۱۴) - ۲۴ - جمادی الثانی (۱۵) - ۲۵ - شعبان (۱۶) - ۲۶ - رمضان (۱۷) - ۲۷ - شوال (۱۸) - ۲۸ - ذی القعدہ (۱۹) - ۲۹ - محرم (۲۰) - ۳۰ - شعبان (۲۱) - ۳۱ - رجب (۲۲) - ۳۲ - جمادی الاول (۲۳) - ۳۳ - جمادی الثانی (۲۴) - ۳۴ - شعبان (۲۵) - ۳۵ - رمضان (۲۶) - ۳۶ - شوال (۲۷) - ۳۷ - ذی القعدہ (۲۸) - ۳۸ - محرم (۲۹) - ۳۹ - شعبان (۳۰) - ۴۰ - رجب (۴۱) - ۴۲ - جمادی الاول (۴۳) - ۴۴ - جمادی الثانی (۴۵) - ۴۶ - شعبان (۴۷) - ۴۸ - رمضان (۴۹) - ۵۰ - شوال (۵۱) - ۵۲ - ذی القعدہ (۵۳) - ۵۴ - محرم (۵۵) - ۵۶ - شعبان (۵۷) - ۵۸ - رجب (۵۹) - ۶۰ - جمادی الاول (۶۱) - ۶۲ - جمادی الثانی (۶۳) - ۶۴ - شعبان (۶۵) - ۶۶ - رمضان (۶۷) - ۶۸ - شوال (۶۹) - ۷۰ - ذی القعدہ (۷۱) - ۷۲ - محرم (۷۳) - ۷۴ - شعبان (۷۵) - ۷۶ - رجب (۷۷) - ۷۸ - جمادی الاول (۷۹) - ۸۰ - جمادی الثانی (۸۱) - ۸۲ - شعبان (۸۳) - ۸۴ - رمضان (۸۵) - ۸۶ - شوال (۸۷) - ۸۸ - ذی القعدہ (۸۹) - ۹۰ - محرم (۹۱) - ۹۲ - شعبان (۹۳) - ۹۴ - رجب (۹۵) - ۹۶ - جمادی الاول (۹۷) - ۹۸ - جمادی الثانی (۹۹) - ۱۰۰ - شعبان (۱۰۱) - ۱۰۲ - رمضان (۱۰۳) - ۱۰۴ - شوال (۱۰۵) - ۱۰۶ - ذی القعدہ (۱۰۷) - ۱۰۸ - محرم (۱۰۹) - ۱۱۰ - شعبان (۱۱۱) - ۱۱۲ - رجب (۱۱۳) - ۱۱۴ - جمادی الاول (۱۱۵) - ۱۱۶ - جمادی الثانی (۱۱۷) - ۱۱۸ - شعبان (۱۱۹) - ۱۲۰ - رمضان (۱۲۱) - ۱۲۲ - شوال (۱۲۳) - ۱۲۴ - ذی القعدہ (۱۲۵) - ۱۲۶ - محرم (۱۲۷) - ۱۲۸ - شعبان (۱۲۹) - ۱۳۰ - رجب (۱۳۱) - ۱۳۲ - جمادی الاول (۱۳۳) - ۱۳۴ - جمادی الثانی (۱۳۵) - ۱۳۶ - شعبان (۱۳۷) - ۱۳۸ - رمضان (۱۳۹) - ۱۴۰ - شوال (۱۴۱) - ۱۴۲ - ذی القعدہ (۱۴۳) - ۱۴۴ - محرم (۱۴۵) - ۱۴۶ - شعبان (۱۴۷) - ۱۴۸ - رجب (۱۴۹) - ۱۵۰ - جمادی الاول (۱۵۱) - ۱۵۲ - جمادی الثانی (۱۵۳) - ۱۵۴ - شعبان (۱۵۵) - ۱۵۶ - رمضان (۱۵۷) - ۱۵۸ - شوال (۱۵۹) - ۱۶۰ - ذی القعدہ (۱۶۱) - ۱۶۲ - محرم (۱۶۳) - ۱۶۴ - شعبان (۱۶۵) - ۱۶۶ - رجب (۱۶۷) - ۱۶۸ - جمادی الاول (۱۶۹) - ۱۷۰ - جمادی الثانی (۱۷۱) - ۱۷۲ - شعبان (۱۷۳) - ۱۷۴ - رمضان (۱۷۵) - ۱۷۶ - شوال (۱۷۷) - ۱۷۸ - ذی القعدہ (۱۷۹) - ۱۸۰ - محرم (۱۸۱) - ۱۸۲ - شعبان (۱۸۳) - ۱۸۴ - رجب (۱۸۵) - ۱۸۶ - جمادی الاول (۱۸۷) - ۱۸۸ - جمادی الثانی (۱۸۹) - ۱۹۰ - شعبان (۱۹۱) - ۱۹۲ - رمضان (۱۹۳) - ۱۹۴ - شوال (۱۹۵) - ۱۹۶ - ذی القعدہ (۱۹۷) - ۱۹۸ - محرم (۱۹۹) - ۲۰۰ - شعبان (۲۰۱) - ۲۰۲ - رجب (۲۰۳) - ۲۰۴ - جمادی الاول (۲۰۵) - ۲۰۶ - جمادی الثانی (۲۰۷) - ۲۰۸ - شعبان (۲۰۹) - ۲۱۰ - رمضان (۲۱۱) - ۲۱۲ - شوال (۲۱۳) - ۲۱۴ - ذی القعدہ (۲۱۵) - ۲۱۶ - محرم (۲۱۷) - ۲۱۸ - شعبان (۲۱۹) - ۲۲۰ - رجب (۲۲۱) - ۲۲۲ - جمادی الاول (۲۲۳) - ۲۲۴ - جمادی الثانی (۲۲۵) - ۲۲۶ - شعبان (۲۲۷) - ۲۲۸ - رمضان (۲۲۹) - ۲۳۰ - شوال (۲۳۱) - ۲۳۲ - ذی القعدہ (۲۳۳) - ۲۳۴ - محرم (۲۳۵) - ۲۳۶ - شعبان (۲۳۷) - ۲۳۸ - رجب (۲۳۹) - ۲۴۰ - جمادی الاول (۲۴۱) - ۲۴۲ - جمادی الثانی (۲۴۳) - ۲۴۴ - شعبان (۲۴۵) - ۲۴۶ - رمضان (۲۴۷) - ۲۴۸ - شوال (۲۴۹) - ۲۵۰ - ذی القعدہ (۲۵۱) - ۲۵۲ - محرم (۲۵۳) - ۲۵۴ - شعبان (۲۵۵) - ۲۵۶ - رجب (۲۵۷) - ۲۵۸ - جمادی الاول (۲۵۹) - ۲۶۰ - جمادی الثانی (۲۶۱) - ۲۶۲ - شعبان (۲۶۳) - ۲۶۴ - رمضان (۲۶۵) - ۲۶۶ - شوال (۲۶۷) - ۲۶۸ - ذی القعدہ (۲۶۹) - ۲۷۰ - محرم (۲۷۱) - ۲۷۲ - شعبان (۲۷۳) - ۲۷۴ - رجب (۲۷۵) - ۲۷۶ - جمادی الاول (۲۷۷) - ۲۷۸ - جمادی الثانی (۲۷۹) - ۲۸۰ - شعبان (۲۸۱) - ۲۸۲ - رمضان (۲۸۳) - ۲۸۴ - شوال (۲۸۵) - ۲۸۶ - ذی القعدہ (۲۸۷) - ۲۸۸ - محرم (۲۸۹) - ۲۹۰ - شعبان (۲۹۱) - ۲۹۲ - رجب (۲۹۳) - ۲۹۴ - جمادی الاول (۲۹۵) - ۲۹۶ - جمادی الثانی (۲۹۷) - ۲۹۸ - شعبان (۲۹۹) - ۳۰۰ - رمضان (۳۰۱) - ۳۰۲ - شوال (۳۰۳) - ۳۰۴ - ذی القعدہ (۳۰۵) - ۳۰۶ - محرم (۳۰۷) - ۳۰۸ - شعبان (۳۰۹) - ۳۱۰ - رجب (۳۱۱) - ۳۱۲ - جمادی الاول (۳۱۳) - ۳۱۴ - جمادی الثانی (۳۱۵) - ۳۱۶ - شعبان (۳۱۷) - ۳۱۸ - رمضان (۳۱۹) - ۳۲۰ - شوال (۳۲۱) - ۳۲۲ - ذی القعدہ (۳۲۳) - ۳۲۴ - محرم (۳۲۵) - ۳۲۶ - شعبان (۳۲۷) - ۳۲۸ - رجب (۳۲۹) - ۳۳۰ - جمادی الاول (۳۳۱) - ۳۳۲ - جمادی الثانی (۳۳۳) - ۳۳۴ - شعبان (۳۳۵) - ۳۳۶ - رمضان (۳۳۷) - ۳۳۸ - شوال (۳۳۹) - ۳۴۰ - ذی القعدہ (۳۴۱) - ۳۴۲ - محرم (۳۴۳) - ۳۴۴ - شعبان (۳۴۵) - ۳۴۶ - رجب (۳۴۷) - ۳۴۸ - جمادی الاول (۳۴۹) - ۳۵۰ - جمادی الثانی (۳۵۱) - ۳۵۲ - شعبان (۳۵۳) - ۳۵۴ - رمضان (۳۵۵) - ۳۵۶ - شوال (۳۵۷) - ۳۵۸ - ذی القعدہ (۳۵۹) - ۳۶۰ - محرم (۳۶۱) - ۳۶۲ - شعبان (۳۶۳) - ۳۶۴ - رجب (۳۶۵) - ۳۶۶ - جمادی الاول (۳۶۷) - ۳۶۸ - جمادی الثانی (۳۶۹) - ۳۷۰ - شعبان (۳۷۱) - ۳۷۲ - رمضان (۳۷۳) - ۳۷۴ - شوال (۳۷۵) - ۳۷۶ - ذی القعدہ (۳۷۷) - ۳۷۸ - محرم (۳۷۹) - ۳۸۰ - شعبان (۳۸۱) - ۳۸۲ - رجب (۳۸۳) - ۳۸۴ - جمادی الاول (۳۸۵) - ۳۸۶ - جمادی الثانی (۳۸۷) - ۳۸۸ - شعبان (۳۸۹) - ۳۹۰ - رمضان (۳۹۱) - ۳۹۲ - شوال (۳۹۳) - ۳۹۴ - ذی القعدہ (۳۹۵) - ۳۹۶ - محرم (۳۹۷) - ۳۹۸ - شعبان (۳۹۹) - ۴۰۰ - رمضان (۴۰۱) - ۴۰۲ - شوال (۴۰۳) - ۴۰۴ - ذی القعدہ (۴۰۵) - ۴۰۶ - محرم (۴۰۷) - ۴۰۸ - شعبان (۴۰۹) - ۴۱۰ - رجب (۴۱۱) - ۴۱۲ - جمادی الاول (۴۱۳) - ۴۱۴ - جمادی الثانی (۴۱۵) - ۴۱۶ - شعبان (۴۱۷) - ۴۱۸ - رمضان (۴۱۹) - ۴۲۰ - شوال (۴۲۱) - ۴۲۲ - ذی القعدہ (۴۲۳) - ۴۲۴ - محرم (۴۲۵) - ۴۲۶ - شعبان (۴۲۷) - ۴۲۸ - رجب (۴۲۹) - ۴۳۰ - جمادی الاول (۴۳۱) - ۴۳۲ - جمادی الثانی (۴۳۳) - ۴۳۴ - شعبان (۴۳۵) - ۴۳۶ - رمضان (۴۳۷) - ۴۳۸ - شوال (۴۳۹) - ۴۴۰ - ذی القعدہ (۴۴۱) - ۴۴۲ - محرم (۴۴۳) - ۴۴۴ - شعبان (۴۴۵) - ۴۴۶ - رجب (۴۴۷) - ۴۴۸ - جمادی الاول (۴۴۹) - ۴۵۰ - جمادی الثانی (۴۵۱) - ۴۵۲ - شعبان (۴۵۳) - ۴۵۴ - رمضان (۴۵۵) - ۴۵۶ - شوال (۴۵۷) - ۴۵۸ - ذی القعدہ (۴۵۹) - ۴۶۰ - محرم (۴۶۱) - ۴۶۲ - شعبان (۴۶۳) - ۴۶۴ - رجب (۴۶۵) - ۴۶۶ - جمادی الاول (۴۶۷) - ۴۶۸ - جمادی الثانی (۴۶۹) - ۴۷۰ - شعبان (۴۷۱) - ۴۷۲ - رمضان (۴۷۳) - ۴۷۴ - شوال (۴۷۵) - ۴۷۶ - ذی القعدہ (۴۷۷) - ۴۷۸ - محرم (۴۷۹) - ۴۸۰ - شعبان (۴۸۱) - ۴۸۲ - رجب (۴۸۳) - ۴۸۴ - جمادی الاول (۴۸۵) - ۴۸۶ - جمادی الثانی (۴۸۷) - ۴۸۸ - شعبان (۴۸۹) - ۴۹۰ - رمضان (۴۹۱) - ۴۹۲ - شوال (۴۹۳) - ۴۹۴ - ذی القعدہ (۴۹۵) - ۴۹۶ - محرم (۴۹۷) - ۴۹۸ - شعبان (۴۹۹) - ۵۰۰ - رمضان (۵۰۱) - ۵۰۲ - شوال (۵۰۳) - ۵۰۴ - ذی القعدہ (۵۰۵) - ۵۰۶ - محرم (۵۰۷) - ۵۰۸ - شعبان (۵۰۹) - ۵۱۰ - رجب (۵۱۱) - ۵۱۲ - جمادی الاول (۵۱۳) - ۵۱۴ - جمادی الثانی (۵۱۵) - ۵۱۶ - شعبان (۵۱۷) - ۵۱۸ - رمضان (۵۱۹) - ۵۲۰ - شوال (۵۲۱) - ۵۲۲ - ذی القعدہ (۵۲۳) - ۵۲۴ - محرم (۵۲۵) - ۵۲۶ - شعبان (۵۲۷) - ۵۲۸ - رجب (۵۲۹) - ۵۳۰ - جمادی الاول (۵۳۱) - ۵۳۲ - جمادی الثانی (۵۳۳) - ۵۳۴ - شعبان (۵۳۵) - ۵۳۶ - رمضان (۵۳۷) - ۵۳۸ - شوال (۵۳۹) - ۵۴۰ - ذی القعدہ (۵۴۱) - ۵۴۲ - محرم (۵۴۳) - ۵۴۴ - شعبان (۵۴۵) - ۵۴۶ - رجب (۵۴۷) - ۵۴۸ - جمادی الاول (۵۴۹) - ۵۵۰ - جمادی الثانی (۵۵۱) - ۵۵۲ - شعبان (۵۵۳) - ۵۵۴ - رمضان (۵۵۵) - ۵۵۶ - شوال (۵۵۷) - ۵۵۸ - ذی القعدہ (۵۵۹) - ۵۶۰ - محرم (۵۶۱) - ۵۶۲ - شعبان (۵۶۳) - ۵۶۴ - رجب (۵۶۵) - ۵۶۶ - جمادی الاول (۵۶۷) - ۵۶۸ - جمادی الثانی (۵۶۹) - ۵۷۰ - شعبان (۵۷۱) - ۵۷۲ - رمضان (۵۷۳) - ۵۷۴ - شوال (۵۷۵) - ۵۷۶ - ذی القعدہ (۵۷۷) - ۵۷۸ - محرم (۵۷۹) - ۵۸۰ - شعبان (۵۸۱) - ۵۸۲ - رجب (۵۸۳) - ۵۸۴ - جمادی الاول (۵۸۵) - ۵۸۶ - جمادی الثانی (۵۸۷) - ۵۸۸ - شعبان (۵۸۹) - ۵۹۰ - رمضان (۵۹۱) - ۵۹۲ - شوال (۵۹۳) - ۵۹۴ - ذی القعدہ (۵۹۵) - ۵۹۶ - محرم (۵۹۷) - ۵۹۸ - شعبان (۵۹۹) - ۶۰۰ - رمضان (۶۰۱) - ۶۰۲ - شوال (۶۰۳) - ۶۰۴ - ذی القعدہ (۶۰۵) - ۶۰۶ - محرم (۶۰۷) - ۶۰۸ - شعبان (۶۰۹) - ۶۱۰ - رجب (۶۱۱) - ۶۱۲ - جمادی الاول (۶۱۳) - ۶۱۴ - جمادی الثانی (۶۱۵) - ۶۱۶ - شعبان (۶۱۷) - ۶۱۸ - رمضان (۶۱۹) - ۶۲۰ - شوال (۶۲۱) - ۶۲۲ - ذی القعدہ (۶۲۳) - ۶۲۴ - محرم (۶۲۵) - ۶۲۶ - شعبان (۶۲۷) - ۶۲۸ - رجب (۶۲۹) - ۶۳۰ - جمادی الاول (۶۳۱) - ۶۳۲ - جمادی الثانی (۶۳۳) - ۶۳۴ - شعبان (۶۳۵) - ۶۳۶ - رمضان (۶۳۷) - ۶۳۸ - شوال (۶۳۹) - ۶۴۰ - ذی القعدہ (۶۴۱) - ۶۴۲ - محرم (۶۴۳) - ۶۴۴ - شعبان (۶۴۵) - ۶۴۶ - رجب (۶۴۷) - ۶۴۸ - جمادی الاول (۶۴۹) - ۶۵۰ - جمادی الثانی (۶۵۱) - ۶۵۲ - شعبان (۶۵۳) - ۶۵۴ - رمضان (۶۵۵) - ۶۵۶ - شوال (۶۵۷) - ۶۵۸ - ذی القعدہ (۶۵۹) - ۶۶۰ - محرم (۶۶۱) - ۶۶۲ - شعبان (۶۶۳) - ۶۶۴ - رجب (۶۶۵) - ۶۶۶ - جمادی الاول (۶۶۷) - ۶۶۸ - جمادی الثانی (۶۶۹) - ۶۷۰ - شعبان (۶۷۱) - ۶۷۲ - رمضان (۶۷۳) - ۶۷۴ - شوال (۶۷۵) - ۶۷۶ - ذی القعدہ (۶۷۷) - ۶۷۸ - محرم (۶۷۹) - ۶۸۰ - شعبان (۶۸۱) - ۶۸۲ - رجب (۶۸۳) - ۶۸۴ - جمادی الاول (۶۸۵) - ۶۸۶ - جمادی الثانی (۶۸۷) - ۶۸۸ - شعبان (۶۸۹) - ۶۹۰ - رمضان (۶۹۱) - ۶۹۲ - شوال (۶۹۳) - ۶۹۴ - ذی القعدہ (۶۹۵) - ۶۹۶ - محرم (۶۹۷) - ۶۹۸ - شعبان (۶۹۹) - ۷۰۰ - رمضان (۷۰۱) - ۷۰۲ - شوال (۷۰۳) - ۷۰۴ - ذی القعدہ (۷۰۵) - ۷۰۶ - محرم (۷۰۷) - ۷۰۸ - شعبان (۷۰۹) - ۷۱۰ - رجب (۷۱۱) - ۷۱۲ - جمادی الاول (۷۱۳) - ۷۱۴ - جمادی الثانی (۷۱۵) - ۷۱۶ - شعبان (۷۱۷) - ۷۱۸ - رمضان (۷۱۹) - ۷۲۰ - شوال (۷۲۱) - ۷۲۲ - ذی القعدہ (۷۲۳) - ۷۲۴ - محرم (۷۲۵) - ۷۲۶ - شعبان (۷۲۷) - ۷۲۸ - رجب (۷۲۹) - ۷۳۰ - جمادی الاول (۷۳۱) - ۷۳۲ - جمادی الثانی (۷۳۳) - ۷۳۴ - شعبان (۷۳۵) - ۷۳۶ - رمضان (۷۳۷) - ۷۳۸ - شوال (۷۳۹) - ۷۴۰ - ذی القعدہ (۷۴۱) - ۷۴۲ - محرم (۷۴۳) - ۷۴۴ - شعبان (۷۴۵) - ۷۴۶ - رجب (۷۴۷) - ۷۴۸ - جمادی الاول (۷۴۹) - ۷۵۰ - جمادی الثانی (۷۵۱) - ۷۵۲ - شعبان (۷۵۳) - ۷۵۴ - رمضان (۷۵۵) - ۷۵۶ - شوال (۷۵۷) - ۷۵۸ - ذی القعدہ (۷۵۹) - ۷۶۰ - محرم (۷۶۱) - ۷۶۲ - شعبان (۷۶۳) - ۷۶۴ - رجب (۷۶۵) - ۷۶۶ - جمادی الاول (۷۶۷) - ۷۶۸ - جمادی الثانی (۷۶۹) - ۷۷۰ - شعبان (۷۷۱) - ۷۷۲ - رمضان (۷۷۳) - ۷۷۴ - شوال (۷۷۵) - ۷۷۶ - ذی القعدہ (۷۷۷) - ۷۷۸ - محرم (۷۷۹) - ۷۸۰ - شعبان (۷۸۱) - ۷۸۲ - رجب (۷۸۳) - ۷۸۴ - جمادی الاول (۷۸۵) - ۷۸۶ - جمادی الثانی (۷۸۷) - ۷۸۸ - شعبان (۷۸۹) - ۷۹۰ - رمضان (۷۹۱) - ۷۹۲ - شوال (۷۹۳) - ۷۹۴ - ذی القعدہ (۷۹۵) - ۷۹۶ - محرم (۷۹۷) - ۷۹۸ - شعبان (۷۹۹) - ۸۰۰ - رمضان (۸۰۱) - ۸۰۲ - شوال (۸۰۳) - ۸۰۴ - ذی القعدہ (۸۰۵) - ۸۰۶ - محرم (۸۰۷) - ۸۰۸ - شعبان (۸۰۹) - ۸۱۰ - رجب (۸۱۱) - ۸۱۲ - جمادی الاول (۸۱۳) - ۸۱۴ - جمادی الثانی (۸۱۵) - ۸۱۶ - شعبان (۸۱۷) - ۸۱۸ - رمضان (۸۱۹) - ۸۲۰ - شوال (۸۲۱) - ۸۲۲ - ذی القعدہ (۸۲۳) - ۸۲۴ - محرم (۸۲۵) - ۸۲۶ - شعبان (۸۲۷) - ۸۲۸ - رجب (۸۲۹) - ۸۳۰ - جمادی الاول (۸۳۱) - ۸۳۲ - جمادی الثانی (۸۳۳) - ۸۳۴ - شعبان (۸۳۵) - ۸۳۶ - رمضان (۸۳۷) - ۸۳۸ - شوال (۸۳۹) - ۸۴۰ - ذی القعدہ (۸۴۱) - ۸۴۲ - محرم (۸۴۳) - ۸۴۴ - شعبان (۸۴۵) - ۸۴۶ - رجب (۸۴۷) - ۸۴۸ - جمادی الاول (۸۴۹) - ۸۵۰ - جمادی الثانی (۸۵۱) - ۸۵۲ - شعبان (۸۵۳) - ۸۵۴ - رمضان (۸۵۵) - ۸۵۶ - شوال (۸۵۷) - ۸۵۸ - ذی القعدہ (۸۵۹) - ۸۶۰ - محرم (۸۶۱) - ۸۶۲ - شعبان (۸۶۳) - ۸۶۴ - رجب (۸۶۵) - ۸۶۶ - جمادی الاول (۸۶۷) - ۸۶۸ - جمادی الثانی (۸۶۹) - ۸۷۰ - شعبان (۸۷۱) - ۸۷۲ - رمضان (۸۷۳) - ۸۷۴ - شوال (۸۷۵) - ۸۷۶ - ذی القعدہ (۸۷۷) - ۸۷۸ - محرم (۸۷۹) - ۸۸۰ - شعبان (۸۸۱) - ۸۸۲ - رجب (۸۸۳) - ۸۸۴ - جمادی الاول (۸۸۵) - ۸۸۶ - جمادی الثانی (۸۸۷) - ۸۸۸ - شعبان (۸۸۹) - ۸۹۰ - رمضان (۸۹۱) - ۸۹۲ - شوال (۸۹۳) - ۸۹۴ - ذی القعدہ (۸۹۵) - ۸۹۶ - محرم (۸۹۷) - ۸۹۸ - شعبان (۸۹۹) - ۹۰۰ - رمضان (۹۰۱) - ۹۰۲ - شوال (۹۰۳) - ۹۰۴ - ذی القعدہ (۹۰۵) - ۹۰۶ - محرم (۹۰۷) - ۹۰۸ - شعبان (۹۰۹) - ۹۱۰ - رجب (۹۱۱) - ۹۱۲ - جمادی الاول (۹۱۳) - ۹۱۴ - جمادی الثانی (۹۱۵) - ۹۱۶ - شعبان (۹۱۷) - ۹۱۸ - رمضان (۹۱۹) - ۹۲۰ - شوال (۹۲۱) - ۹۲۲ - ذی القعدہ (۹۲۳) - ۹۲۴ - محرم (۹۲۵) - ۹۲۶ - شعبان (۹۲۷) - ۹۲۸ - رجب (۹۲۹) - ۹۳۰ - جمادی الاول (۹۳۱) - ۹۳۲ - جمادی الثانی (۹۳۳) - ۹۳۴ - شعبان (۹۳۵) - ۹۳۶ - رمضان (۹۳۷) - ۹۳۸ - شوال (۹۳۹) - ۹۴۰ - ذی القعدہ (۹۴۱) - ۹۴۲ - محرم (۹۴۳) - ۹۴۴ - شعبان (۹۴۵) - ۹۴۶ - رجب (۹۴۷) - ۹۴۸ - جمادی الاول (۹۴۹) - ۹۵۰ - جمادی الثانی (۹۵۱) - ۹۵۲ - شعبان (۹۵۳) - ۹۵۴ - رمضان (۹۵۵) - ۹۵۶ - شوال (۹۵۷) - ۹۵۸ - ذی القعدہ (۹۵۹) - ۹۶۰ - محرم (۹۶۱) - ۹۶۲ - شعبان (۹۶۳) - ۹۶۴ - رجب (۹۶۵) - ۹۶۶ - جمادی الاول (۹۶۷) - ۹۶۸ - جمادی الثانی (۹۶۹) - ۹۷۰ - شعبان (۹۷۱) - ۹۷۲ - رمضان (۹۷۳) - ۹۷۴ - شوال (۹۷۵) - ۹۷۶ - ذی القعدہ (۹۷۷) - ۹۷۸ - محرم (۹۷۹) - ۹۸۰ - شعبان (۹۸۱) - ۹۸۲ - رجب (۹۸۳) - ۹۸۴ - جمادی الاول (۹۸۵) - ۹۸۶ - جمادی الثانی (۹۸۷) - ۹۸۸ - شعبان (۹۸۹) - ۹۹۰ - رمضان (۹۹۱) - ۹۹۲ - شوال (۹۹۳) - ۹۹۴ - ذی القعدہ (۹۹۵) - ۹۹۶ - محرم (۹۹۷) - ۹۹۸ - شعبان (۹۹۹) - ۱۰۰۰ - رمضان (۱۰۰۱) - ۱۰۰۲ - شوال (۱۰۰۳) - ۱۰۰۴ - ذی القعدہ (۱۰۰۵) - ۱۰۰۶ - محرم (۱۰۰۷) - ۱۰۰۸ - شعبان (۱۰۰۹) - ۱۰۱۰ - رجب (۱۰۱۱) - ۱۰۱۲ - جمادی الاول (۱۰۱۳) - ۱۰۱۴ - جمادی الثانی (۱۰۱۵) - ۱۰۱۶ - شعبان (۱۰۱۷) - ۱۰۱۸ - رمضان (۱۰۱۹) - ۱۰۲۰ - شوال (۱۰۲۱) - ۱۰۲۲ - ذی القعدہ (۱۰۲۳) - ۱۰۲۴ - محرم (۱۰۲۵) - ۱۰۲۶ - شعبان (۱۰۲۷) - ۱۰۲۸ - رجب (۱۰۲۹) - ۱۰۳۰ - جمادی الاول (۱۰۳۱) - ۱۰۳۲ - جمادی الثانی (۱۰۳۳) - ۱۰۳۴ - شعبان (۱۰۳۵) - ۱۰۳۶ - رمضان (۱۰۳۷) - ۱۰۳۸ - شوال (۱۰۳۹) - ۱۰۴۰ - ذی القعدہ (۱۰۴۱) - ۱۰۴۲ - محرم (۱۰۴۳) - ۱۰۴۴ - شعبان (۱۰۴۵) - ۱۰۴۶ - رجب (۱۰۴۷) - ۱۰۴۸ - جمادی الاول (۱۰۴۹) - ۱۰۵۰ - جمادی الثانی (۱۰۵۱) - ۱۰۵۲ - شعبان (۱۰۵۳) - ۱۰۵۴ - رمضان (۱۰۵۵) - ۱۰۵۶ - شوال (۱۰۵۷) - ۱۰۵۸ - ذی القعدہ (۱۰۵۹) - ۱۰۶۰ - محرم (۱۰۶۱) - ۱۰۶۲ - شعبان (۱۰۶۳) - ۱۰۶۴ - رجب (۱۰۶۵) - ۱۰۶۶ - جمادی الاول (۱۰۶۷) - ۱۰۶۸ - جمادی الثانی (۱۰۶۹) - ۱۰۷۰ - شعبان (۱۰۷۱) - ۱۰۷۲ - رمضان (۱۰۷۳) - ۱۰۷۴ - شوال (۱۰۷۵) - ۱۰۷۶ - ذی القعدہ (۱۰۷۷) - ۱۰۷۸ - محرم (۱۰۷۹) - ۱۰۸۰ - شعبان (۱۰۸۱) - ۱۰۸۲ - رجب (۱۰۸۳) - ۱۰۸۴ - جمادی الاول (۱۰۸۵) - ۱۰۸۶ - جمادی الثانی (۱۰۸۷) - ۱۰۸۸ - شعبان (۱۰۸۹) - ۱۰۹۰ - رمضان (۱۰۹۱) - ۱۰۹۲ - شوال (۱۰۹۳) - ۱۰۹۴ - ذی القعدہ (۱۰۹۵) - ۱۰۹۶ - محرم (۱۰۹۷) - ۱۰۹۸ - شعبان (۱۰۹۹) - ۱۱۰۰ - رمضان (۱۱۰۱) - ۱۱۰۲ - شوال (۱۱۰۳) - ۱۱۰۴ - ذی القعدہ (۱۱۰۵) - ۱۱۰۶ - محرم (۱۱۰۷) - ۱۱۰۸ - شعبان (۱۱۰۹) - ۱۱۱۰ - رجب (۱۱۱۱) - ۱۱۱۲ - جمادی الاول (۱۱۱۳) - ۱۱۱۴ - جمادی الثانی (۱۱۱۵) - ۱۱۱۶ - شعبان (۱۱۱۷) - ۱۱۱۸ - رمضان (۱۱۱۹) - ۱۱۲۰ - شوال (۱۱۲۱) - ۱۱۲۲ - ذی القعدہ (۱۱۲۳) - ۱۱۲۴ - محرم (۱۱۲۵) - ۱۱۲۶ - شعبان (۱۱

سال ششم، روزہ، اگست، ملت شروع ہوا تھا۔

ایک اور مثال :- $2019 = (369) + (333) + (311) + (99) + (99)$
 + ۲۲۱ = ۱۹۹۹ - سالی میری ۲۹ گزیرہ ہفتہ سنواری ۱۹۹۹ شروع ہو اٹھا۔
 جیسا کہ اس سلسلہ کی پہلی چلہ میں عرض کی گئی تھی اس میں نے ظاہر کی کے
 زمانہ میں ان حکام کی تباہی کا مطالعہ نہیں کیا ہے کہ ان کا اس چلہ میں ہے۔ اس قص
 کو فتح کرنے کے لئے میں نے بیسیوں کتابیں پڑھی ہیں۔ لیکن
 تا جملہ وسیلہ دانش میں کہ بدنام نہیں کہ ناخام

یہیں نے کوشش کی ہے کہ صرف مستند مشائخ اور معتمد شخصوں اور بہت محققوں کی کتب سے استفادہ حاصل کر کے ان کے شاہی نظریوں کے سامنے حقیقی کردار چنانچہ اس جلد میں شکل کوئی اس بات کو بھی گئی ہے جو کسی نہ کسی کتاب سے ماخوذ نہ ہو۔ کتاب کے آخر میں انگریزی کتابوں کی فہرست دیا گئی ہے جو مشائخ و زبانوں کی کتابوں کے نام میں دیے گئے ہیں۔ اس فہرست کا مقصد یہ ہے کہ انکار میں ان کتابوں کی طرف رجوع کر سکیں جو مختلف واقعات کی نسبت غلط فہم رکھنے والے قائم کریں۔

میں ان تمام اصحاب کا مشفق ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف میں میری مدد کی ہے۔ گدوان کو جڑائے خیر و برکت

الحق العبد

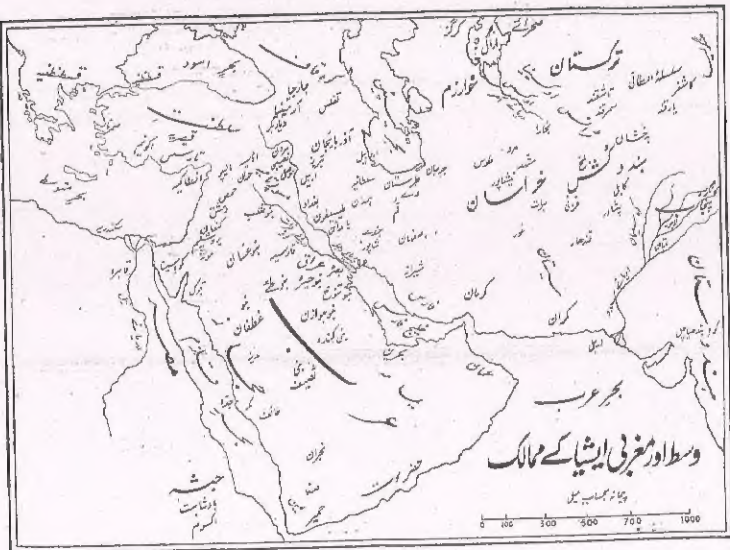
برکت اللہ

کوہ منصوری - پامیر

۱۹۴۰ - اگست

حصہ اول

مغربی ایشیا اور وسط ایشیا کی کلیسیا میں



وسط اور مغربی ایشیا کے ممالک

پیمانہ بمقام میل

0 100 300 500 700 1000

Rev Michael Joseph, Cell # 92 300 7233 154.
yscalesus@a.yahoo.com
yesmicheal@yahoo.co.uk
 Evenclist Yousaf Masih.
 Cell # 92 300 7233 853.

باب اول

مسیحی کلیسیا کی ابتدائی صدیاں

فصل اول - مشرق و مغرب کی کلیسیا

مقدس باپ پطرس نے اپنی تعلیمات کو وہاں پہنچا جو پہلے طور پر بتلانا
 پہلے باب میں مذکور ہے کہ وہاں مسیح کا ظہور مندرجہ ذیل کو باب کے
 ۱۲۰ روایتوں سے ملے گا۔ کیا یہ سبھی شاکا حال قرار دینا مناسب ہے
 گئے۔ خصوصاً مقدس پطرس کے سامعین کے ساتھ سے شروع
 کہ۔ چھ سال کے بعد میں یہاں توڑا کو کشش کر کے مشرق و مغرب کے
 مختلف ملکوں اور صوبوں کے لئے شہر دیں اور عیسویں میں عیسائی
 کیج کر کے شہر درمیان میں عیسائیوں کو گزیرا۔ وہ روایتوں سے بھی
 ان ملک کو سنبھال کر کے منہ کی مالک بنے۔ حضور میں اور ان کے شہر میں
 ۱۰۰ عیسائی کا چھوٹا گروہ۔ مقدس پطرس کو پہلے کو سنبھالنے کے حرام
 جس کو حق رہتی ہے۔ سب شہروں کے ان کی تعمیر کو ٹھکرا کر کے لئے
 ان اندر ہوئی ہیں کہ لوگ ایک اور سرے پر بسنے دے گئے۔ ان میں ۲
 تھے۔ وہ ان کی عیسائی کی مشاعرہ و شہر میں مقیم رہا جس کا مندرجہ بالا
 کہ وہ عیسائی کی مشاعرہ سے پہلے ہی ان کے عیسائی کے

بھیلتی گئی فیستھیر۔ اسس اور کسٹھہ کی کونسلوں میں عرب پستھوں کے ساتھ شہزادہ اللہ۔ وجہ اللہ وغیرہ موجود ہیں۔

عرب میں مسیحی مذہب رپہ روزوں تک لڈنیا اور حوالت نشین راہروں کی نفس پھلائی جو عرب و یمن میں رہتے تھے۔ اگرچہ مسیحیت کی ترویج وراثت راہروں کے ذریعہ ہوئی مگر راہروں کا وہاں فرض شیخ تھا کیوں کہ وہ ریاضت کس تھے اور بغاوت میں رہتے تھے بن وایام لوگ جو دنیا سے اکٹھے تھے ان راہروں کی وجہ سے وہ کچھ پلے آتے تھے۔ عربی و سب شمعون SIMON STYLITES کی تعلیم اور شیخ کے ذریعہ متعقد عرب فتن میں مسیحیت کی ترویج میں آئے۔ اس کا نام میں کے گورگوش میں مشہور تھا۔ غالب عرب کے گورگوش اس کی دوسری قوم پھرتے تھے اور اس کو مسیحی بدعتوں میں لکر اس کے متعلق تھے۔ وہی مٹی اس کے مٹی ملافہ کے ٹکڑے پرست تھے۔ اس کی ترویج و تہذیب جو کس کس مٹی کے تھکوں میں تھے۔ عرب کے گورگوش میں رہا یہ تھکوں میں رہتے تھے اور یہاں کا علاج نہ تھا ہی درحقیقت سے مفید کیا کرتے تھے۔ ان راہروں کی محنت سے تمام عربوں کو مسیحیت کے مفید دیکھنے والی تھی۔ پتا چلی کہ عربی و یمن میں رہنے والے راہروں کی وجہ سے جو کہ عرب تہذیب کا مدد دیا تھا وہی جو کہ اور وہاں مدد دے دی مٹی کو خود واد مسیح کے ناموں میں لے آئے۔ مسیحی ہونے کے بعد اس نے تعلیم کی سہولت دی مٹی اور رک ڈھائی جو کہ گورگوش عرب میں رہا۔ برقیہ کے مددگاروں نے اس کو مدد دی فتن کا پتہ لگا دیا۔ اس کا نام تمام بادشاہوں میں رہنے کے لئے مشہور رہا۔ لوگ عربوں طرف سے اس کے اختیار میں رہنے کے لئے چلے آئے تھے۔ اور یہی وہی آمد و رفت کا ماحول تھا۔

ایسا کہ مذہب کھنسا ہے کہ جس طرح پانی بہتا چلا جاتا ہے اسی طرح لوگوں کی آمد و رفت مشتبہ و روزمرہ کی رہتی تھی جس کا کوئی آخر نہ تھا۔ مسیحیت میں یہ بات مسلم تھی کہ جو شخص اس کو تہذیبوں کا مدد دے اس کے پاس آ جاتا تھا وہاں وہاں ہونے کی بات پانا تھا۔

یہ میرٹ کی طرف واکٹاف میں متعقد اسقفی علاقے میں ہوئے۔ چنانچہ مصری پاپا بھی بپتسمہ میں اور یمن و دیگر مہینوں میں پستھوں کا بگڑا تھا۔ چنانچہ صدقہ کی تہذیب لائی تھی جو گیا تھا۔ اس کے امیر کا نام عبد اللہ تھا۔ ۳۳۰ء میں ایک عرب یہودیہ کے ذریعہ جرہ کا امیر یمن یونان میں مسیحی ہو گیا اور اس نے یہودیہ کے علاقہ میں متعقد گورگوش تعمیر کئے۔ رابو اللہ اس کی۔ رعایا کے بہت سے باشندے بھی مسیحی ہو گئے۔ اس کی سلطنت ۵۹۹ء سے ۶۲۸ء تک رہی۔

جرہ ملکہ دوم میں یابہ و مکی فتن سوم میں شاہ بوراٹھ کی سپاہ کاریوں کا مرکز بن گیا۔ اس نے مسیحی کلیسیا پر رو رکھی تھی۔ اس نے عرب پر بھی چڑھائی کی۔ یہاں گیارہ سو اس کے ہمراہ تھے۔ اس نے نجف افواج کے کسی حصہ کو عرب مخصوص مسیحیوں کو زندہ چھوڑ دیا۔ وہاں کے کتھوں کو چھید کر اس میں لوہے کے پتھر پرو کر ان کو بائبل کے باندھ کر رکھا۔ وہ عیسائیوں کو طرح طرح کی غلوئیں دے کر ان کو مشرب زہر جلایا۔ اس نے کتھوں نے ان مخصوص بہرہ روزہ جو نے بھی اس وجہ سے اختیار کیا۔

ایسا ہی جسے جنوبی عرب یا دی عرب سے ملک تھا اور وہاں سے نکل کر وہاں تک گیا اور تھا۔ وہاں کی حکومت مضبوط اور حکم کی آواز سے سال قبل از مسیح ہجرت کے ہاتھوں میں تھی۔ دوسری صدی مسیحی میں

رجیر جو کئی عرب کے فوجی تھے۔ یہاں کا اوشاد من کا یا سند تھا جس نے
 ہمدانی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اس نے اپنی حکومت کو برصغیر و ہندوستان
 اپنی جبری قوتوں کی قوت بارہویہ و ساگر کے سب سے پہلے یعنی سب کی سلطنت
 کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس کی بغاوت کا منیاب ناب ہوئی کیونکہ ایک
 فوجی بغاوت تھی۔ یہ سینہ کی حکومت عیسائی حکومت تھی۔ اور لوگ بغاوت
 کرتے تھے کہ چونکہ وہ عیسائی ہیں لہذا وہ ہر کسی کو سب کے سب
 بنی صالحین کے شمال میں بحر میں رہتے تھے۔ وہ ایک سامی مسیحی
 مسیح کی طرف سے دیکھ کر مذہب کے ذمہ داروں میں آگئے تھے۔ ہندو کے ہندو نے
 دوسرے کو گھسایا اور اس نے بحر میں دوسرے دیکھا۔ چونکہ اس کے گرد ایک
 بڑی فوج اور برصغیر کی فوج لہذا وہ اس فوج کے یا وجود اس کو
 فتح نہ کر سکا۔ پس اس نے دغا سے کام لیا کہ کئی کئی گروہ ہندوؤں کے
 مذہب سے کوئی نقص نہ کرے۔ اس پر ہندو کے وہ مے کھولنے گئے۔ اس
 دوسرے نے اپنے وعدہ کو توڑا۔ جس نے ہندو کو نہ کہ تہ بھد دیا اور ان تمام
 مردوں، عورتوں اور بچوں کو اس میں جھکیل دیا۔ چوبیسویں برس ہجری
 اس نے منیاب کا خیر قصد و کار کی پابیاں ملوائیں۔ مگر دوسرا وہ اس کو
 کنواری بنا۔ اس دوسرے کے توڑنے والی تھیں۔ جب انہوں نے سنی ایمان
 کا اقرار کیا تو ہندوؤں کو اس کی آنکھوں کے سامنے شہید کر دیا۔ ان کا خون
 ان کے تخت میں بہا دیا۔ اس کو کسی نہ طرح منیاب سے کشید کر دیا
 گیا۔ وہاں کی عورتوں میں سے ایک ہندو نامہن جو کہ ایک ہندوؤں سے تھی
 نے ایک زبان میں کہا کہ اگر کیا تھا۔ اس نے وہاں کے فوجیوں سے کہا کہ
 یاد نہ کر اور اپنے بیٹے کی خاطر کچھ بھی عزت بخش کر میں بھی شہید۔ اس میں شامل

ہونے کے لئے فوجیوں۔ اس کی دعا قبول ہوئی۔ اس کو گرفتار کر کے دو جنگلی
 آدمیوں کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ وہ آدمیوں کو جنگل میں ہانک دیں گے۔ یہاں اس
 دوسرے دوسرے کا نام مسروق بھی تھا۔ اس نے ۲۵۰ھ میں ایک ہندو ۲۵۰
 ۲۵۰ھ میں ایک ہندو رہی۔ وہ خود شہر کی فوج میں رہ کر اس کی جنگ لڑی
 کرتا رہا۔ اس جانکاہ واقعہ کا ذکر قرآن (سورہ بروج) اور کتب حدیث میں
 پایا جاتا ہے۔ اس آیت کا بیان ہے کہ اس موقع پر میں ہزار سیسی شہید
 ہو گئے۔

شاہ حبش نے اس وقت کو کس کر دوسرے پر چڑھا لی اور اس کو
 شکست دے کر قتل کر ڈالا۔ اس گرجاؤں کو دوسرے نے مساجد ڈال دیا۔ وہ دوسرے
 تعمیر کیے گئے۔ میں تہ حبش کے ماتحت ہو گیا۔ ادب مسکتہ ہند کے
 کے ماتحت اس رقبہ اور حبشین مقرر ہونے لگے۔ وائل زیادہ میں وہ ابصر کے
 میریو پادشہ کے ماتحت ہوتے تھے۔

ہمدانی سپین کہتے ہیں کہ سلطنت ۲۵۰ھ سے ۵۹۵ھ تک قائم
 رہی۔ (ارض القرآن)۔ اس عہد کا ایک کتبہ موجود ہے جس پر یہ الفاظ کندہ
 ہیں: رحمان۔ مسیح۔ روح القدس کی قدرت اور فضل سے۔ اس یادگار
 کے پتھر پر لکھا ہے: ابراہا (ابراہیم) انور حبشیوں کے رئیس نے یہ یادگار
 قائم کی ہے۔۔۔ رحمان کی عزت سے نبی شکی کی طرف سے سفیر ۳۳۰ھ میں
 دوستی اور محبت کے تھمارے لئے آئے۔ (ارض القرآن) مثلاً یہ سیلیاں ہندو
 جلد اول صفحہ ۱۱۹۔

جو ان تک پہنچے تھے کہ قلعہ کا قلعہ تھا۔ اس کتبہ کا لفظ رحمان کا لفظ
 پر وہ خیر حمد جس خاں کہتے ہیں کہ رحمان اسم ذات ہے اور رحمان میں اللہ کا مترادف

ہے۔ عرب کے مسیحی عہد کو زمانہ کے نام سے پکارتے تھے کہو کہ ان کے نزدیک
 یہ لفظ "باب" کا مترادف تھا۔ تاہم یہ کیا واسطہ کہ کارتریش کہتے تھے کہ
 ہم ارمان کو یہاں لے گئے تھے۔ یہاں سے کہو کہ وہ عجیب طور پر خدا ہے۔
 جسوں نے مکہ پر حملہ کر کے کہو کو چھوڑ دیا تھا۔ جب ان سے پوچھا کہ
 مسیحی تھا کہ بچہ تھا۔ اس نے ارمان کا نام لیا۔ "وہ عہد تو مسیحیوں نے کیا تھا۔"
 کہو کہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس کا نام ہے۔ محمد عیسیٰ یوں کا دوست ہے کہ
 پھر وہ اہل حبش سے ہم پر حملہ کر دیا چاہتا ہے وہاں سے۔ وہی۔ جب
 شہرہ نوی درہرست لے۔

میں حضرت نبی کریم کے وقت میں جن مشاہیر کا ذکر ہے اس میں
 کے ساتھ ہے۔ سورہ ہرم۔ سورہ طہ۔ سورہ طہم۔ ان کے کتب سے۔ جس
 کا لفظ اور وہاں ہے۔ شہر کہیں لڑائی رہا ہے۔ نہ کہ اس میں ہی شہر ہے۔ وہ
 قرآن میں عیسیٰ کی شاعرانہ باتیں جو زمانہ پہلے کا ہے۔ عہد شہرہ
 میں خدا کے لئے لڑائی کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ یہ خاص بہرہ ہے۔ عہد
 عرب کے شہرہ ہے۔ نصیبی میں اس کو لڑائی کہتے تھے۔ یہ اس کا ہی شہرہ
 خیر یہ تو عہد حضرت عہد تھا۔ بخیر کے شہر صنعا میں، البتہ اس کا نشان
 گرہ تھا جس کا نام "کہو" تھا۔ "نصیبی" جس کو عہد لہذا نے کہو کے مقابلہ
 پر بنایا تھا۔ عرب پھر میں کوئی گویا اس سے ہر نہ تھا۔ اس کے اوتخان کی
 آمدنی دو لاکھ سالانہ تھی۔ البتہ یہاں اس کا زمانہ عرب مکہ کے کہو
 کو جانے کی بجائے مسیحیت کے اس گریبان کی زیارت کیا کریں جو صنعا میں
 میں تھا۔ لہذا اس کا اثر اہل مکہ کی آمد پر پڑا تھا اور وہ اس بات کی شدت
 ذکر کے ہیں البتہ شخص مکہ سے شہر گیا اور وہاں اس نے گریبان میں جاکر اس

تاپاک کر دیا۔ یہ ہر اس سے عورت کی برداشت نہ کر سکا تھیں اس نے کہو کو گونے
 کے لئے حجاز کا رخ کیا اور اس نے حضرت محمد کے دو اجداد مطلب کے زمانہ میں مکہ
 پر آیا۔ شہر میں حجاز گیا۔ اس کا ذکر قرآن کی سورہ نبیل و سورہ ۵۰ میں
 محل طہ پر مذکور ہے۔ احادیث وغیرہ میں بعض فقرہ پر پایا جاتا ہے۔ اس حملہ کے
 پہلی سال بعد حضرت محمد کی ولادت ہوئی۔

سبطیہ مالائے ظاہر ہے کہ مشور عربی کی پیدائش سے پہلے مسیحیت
 عرب میں اس قدر شاعت پا چکی تھی کہ وہ براعرب میں ہر جہاں اور بعض جہاں
 تھی مسیحیت عرب پر میں طرف سے اس کا ذکر کیا تھا۔ شمال مغرب میں ملک
 سہمی طرف سے شمال مشرق میں مسویہ نامیہ کی طرف سے اور مغرب میں باہر
 کی طرف سے مسیحیت پایا۔ ان کے ہاں اس کا ذکر کرتے ہیں انہی کے پھر اصرار
 کی طرف سے اور جنوب میں میں کی طرف سے۔ یہ کیا کہو کہ وہ باہر سینا کی مسیحی
 حکومت کے ماتحت تھا۔ اس میں مختلف طرف سے عرب مسیحیت سے متاثر ہو رہا
 تھا۔ اگرچہ جنوب میں مسیحیت کی جڑیں مضبوط تھیں۔ مغرب کی عرب کے لوگ بھی تعلیم
 اور عقائد سے واقف تھے کہو کہ عرب شہر سورہ اور بدو وغیرہ دور دور کا
 سفر کیا کرتے تھے۔ مسیحیت ان مشرق کی جانب سے تبلیغ فوس کے کناروں تک
 پھیل گئی۔ شمال مغرب کی طرف سے وہ عرب کے وسط اور شمال کی جانب بڑھی
 اور جنوب کی جانب پھلا۔ اگرچہ یہاں تک پہنچ گئی۔ کتب احادیث میں آتا ہے کہ خداوند
 مسیح کا ایک بچہ کہو میں تھا جس سے ظاہر ہے کہ وہاں میں مسیحیت کا اثر مگر اور
 مدینہ میں موجود تھا۔

"زمانہ جاہلیت" کے شہرہ کا کلام بھی ثابت کرتا ہے کہ یہ شہر مسیحیت
 مسیحی تعلیم اور رسوم و عبادت سے اچھی طرح واقف تھے۔ ان کے کلام میں

سیسی نامی دوں، درویشوں کا اکثر ذکر آتا ہے۔ چنانچہ بعد رجوہل میں
 لاہور میں تھا اور بعد میں مسلمان ہو گیا تھا، کے اشعار ہیں جو اس نے اسلام
 اختیار کرنے سے پہلے لکھے، بار بار دُعا، دُعا، گناہ کی معافی، فضل، نیک اعمال
 و شرف کے رُح و شفقت وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں جو اس نے مسیحیت سے
 حاصل کئے تھے۔ مشہور شاعر امراء العیسٰی یا یطینی سلطنت کے دربار حکومت
 قسطنطنیہ تک گئے۔ بہ نادر سیسی قبائل مشاہیرہ اور غسان کے مغزوں
 کے ہاں جاتے اور ان سے انعام و اکرام حاصل کرتے تھے۔ زمانہ جاہلیت
 کے اشعار میں آرامی زبان کے وہ الفاظ ملتے ہیں جو مشرقی کلیسیا میں مروج
 تھے۔ مثلاً کنیسہ۔ صلوہ و بیت، فیسس وغیرہ۔ قرآن میں بھی الفاظ کنیسہ
 شامس، صلوہ (دُعائے عام)، سنج، نرکہ، عبد۔ فرس۔ ملاکر، مکن، غیر
 استعمال ہوئے ہیں جو بھی اصطلاحات تھیں۔ زمانہ جاہلیت کی
 محترم ہستیوں مسیحیت سے متاثر تھیں۔ مثلاً ورقم بن نوفل مکی جو
 گناہ تھا اور انجیل کا مترجم تھا، آنحضرت کی بیوی خدیجہ کا رشتہ دار
 تھا۔ عیسا اللہ بن جحش جو مرنے سے پہلے مسیحی ہو گیا تھا۔ زید بن عمر
 جو اپنی موت تک حق کا مناد رہی۔ م۔ عثمان بن حویرث جو مسیحی ہو گیا تھا۔
 یہ اور دیگر بزرگ ہستیوں زمانہ جاہلیت میں مسیحیت اور مسیحی تعلیم
 کے اثر کی گواہ ہیں اور ثابت کرتی ہیں کہ مسیحی مذہب قبل از اسلام عرب
 کے خاص و عام کو متاثر کر رہا تھا۔ ہم ناظرین کی توجہ امام النظارین
 اکبر مسیح مرحوم کی کتاب نایف القرآن کی جانب مبذول کرنے پر
 اکتفا کرتے ہیں۔

فضل سوم۔ مجری کے زمانہ کی مشرقی کلیسیا

گذشتہ فصول میں ہم بتلا چکے ہیں کہ حضرت محمد کے زمانہ سے بہت
 پہلے مسیحی کلیسیا میں ہزاروں کی تعداد میں مغربی سیسیا کے امام ممالک کے
 گوشہ گوشہ میں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہیں بدن زرق کی جگہ پر بھی
 آئینہ، شام، مصر، رانی سیسیا، سبتس، کی کلیسیا میں مذہبی راسخ
 تھیں۔ پانچویں صدی کے درمیان میں اس کلیسیا کے دانشوروں کی تعداد
 ہوئی جن میں سے ایک لسیپ مار بعلوہ، لہ وائی، حبیب، راڈیوس، ایڈلیس
 کا لسیپ تھے۔ شیخ نہایت قابلِ مہار اور جوشیلا تھا جو سبتس کے مذہب
 پیروں کا سربراہ، عربی، لوانی، ویرہ لانی دیانوس کا ماہر تھا جو ان کے عالم میں
 ہی بیاضت کسی کے صاحب، مل تھا جس کے وقت پ ہوا تو اس نے اپنی کلیسیا
 کی طرف توجہ کی۔ وہ ۵۵۲ء سے ۵۶۲ء تک لسیپ رہا اور اس دوران میں
 اس نے دو ہیڈ یا کون ۵۵۴ء بشپوں اور ایک لکھ لسیپوں کی تعداد میں دل
 کیا۔ جس کی تبلیغی مساعی کے وجہ سے باطلین سلطنت کے مشرقی و مغربی
 صوبوں کے گوشہ گوشہ میں مذہبی راسخ کلیسیا کی نظر پھیل گئی اس کی کوششوں
 کی وجہ سے ہی اس کلیسیا کا نام یقیناً کلیسیا پڑ گیا اگرچہ اس سے پہلے
 بھی یہ کلیسیا کبھی تھی کہ وہ خود مدد کے بغیر ایضاً بعلوہ کے نظام کے تحت
 البرہی عموماً پائیدار رہتی تھیں سے سکتہ یہ تک سفر کیا کرتا تھا اور بہت
 موٹے کپڑے پہنا کرتا تھا۔ اس نے ساسانی بادشاہ خسرو وں کے بیٹے
 کو مستعمر ویا تھا۔ ۶۲۷ء میں یعقوبی کلیسیا نے ایران میں ایک خاص
 نظام بن کر کیا جس کے مطابق نہایت کا لسیپ اس کا بیٹا ہو گیا

اور اس کے ماتحت بادشاہ شیب تھے۔ ایرانی حکومت نے اس کلیسیا کو ایک
اہم حالت تسلیم کر لیا تھا۔ گرجاؤں کے شرکاء کی تعداد اسطوریہ کلیسیا کے
شرکاء کے برابر تھی۔

اس کلیسیا کا عقیدہ یہ تھا کہ خداوند مسیح کی زادہ و عقیقہ اسی کی
مشتیت واحد حق اور اس مشیت کا فعل ہی واحد تھا اور طبیعت انسانی
و مشیت خداوند واحد (فصل و حد)۔ جو لوگ آخر آدم میں دو ذاتوں کے
قابل تھے ان کی نسبت دیکھتے تھے کہ وہ خداوند کی ذات کے دو ٹکڑے
کرتے ہیں پس ان کی بھی دو ٹکڑے کر دینا چاہیے۔ اور عقوبت نجات
زبردست تمام تھا اور اس کی خلیج کے ماننے والے ستارہ کی سرحد میں ہر ایک
پہیلے ہوئے تھے۔ اس کلیسیا کے لاکھوں ایشیائی قبیس اترتے رہتے تھے۔

عرب کے جیسے نیکو عملی و ذوال اثرات یعنی مسیح کی ذات کی وحدت ماننے
والے تھے۔ جیسا کہ عربیوں کا یہ نام نہانک محرم ابدا ہی اس فرقہ کا
ترویج و ترویج ہی تھا جس کا یہ عقیدہ بھی یہی تھا کہ تھے۔ بادشاہ
المرث نے مذکورہ کے پیڑ پر رک پڑا اور دیگر شیعوں کو جبر و جبر شہنشاہ
جسٹینیئن کے مذہبی تعصب کے نغمہ و ستم کے ہاتھوں بھاگ نکلتے تھے اپنے
میں نہاد کی حیرت کے باوجود نے جی بہت اپنیوں اور قیسوں کو نہاد کی
اور یعقوبی فرقہ میں ہر طرف پھیلتا جا گیا۔ چنانچہ جو اہل اور بہتر سے
دور و دراز مقامات میں اور دیگر قبائل کی اطراف میں فرقہ چھایا گیا اب
کے باہر کے قبائل کے سردار یا مقتدب ابدا ہی کے زبردست حامی تھے جس
کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے عرب کے جنوب اور دور کے ملک جیسٹین بھی اپنی
تعلیم کے اشاعت کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ عرب مؤرخین ایشیائی جنگ

کو مار یعقوبی اور دیگر مذہب سے قہر لعافہ السراجی و اولیٰ طرہ الحقیقہ
کہتے ہیں۔ یعقوبی یعنی مولوی اثرات کلیسیا کے معتقد اپنے مخالفین کو ازاد
طرحہ مذہبی، جلاتے تھے کہ وہ شہنشاہ و ایک جیسٹین کے اشراروں
پر چلتے تھے۔

مصر کی قبطی کلیسیا میں مولوی اثرات قبطی جمعیٹی صدی کے شروع
میں مولوی اثرات کلیسیا کے عربستان میں ملے کہ تھے جہاں سے اس کی کلیسوں کی
اشاعت ہر جہاد شوقی ہو رہی تھی۔ مرکز طور پر بدستوریت و درایت
تھے۔ ان کے علاوہ و قتل کے مغرب میں اس کلیسیا کا ایک دور کا نتیجہ
تھا جو سائنس اور طب کے علوم کے بڑے مشہور تھا۔

۲۲

عربوں نے نہاد سے پہلے اس کی کلیسیا زیادہ تر اسطوریہ فرقہ
مسیحیوں میں سے اس کلیسیا کا بیشتر حصہ مسیحیوں اور امپ و عراق کے
جو مشہور ہیں میں تھا اور اس کے شرکاء کو ہندو لاکھوں سے زیادہ تھے۔ یہودیوں
حسب ذیل تھے: (۱) ہالو نیا کے ہودیہ کا کہنے والی کو سس کو گیبیسیہ جون
(۲) میں رہتا تھا۔ (۳) کوہ نورستان کا مشہور پولی ٹن جس سے تیار اور
دہشت لاپت، میں رہتا تھا۔ (۴) بہت عوامانے کا میٹر پورن نصیری
و فیس میں تمام گرجاؤں کی ۱۰۰ خلیج فارس کے نزدیک مسیحیوں کے
مذہب کا میٹر پولی ٹی بعد میں سکونت کرتا تھا۔ (۵) ہادیہ میں کے مذہب کا
میٹر پورن میں آجیل میں رہتا تھا اور (۶) بہت گرجے یا مہرے کا میٹر پولی
کو لوگ میں رہا تھا۔ اس مذہب کے علاوہ مسیحی کلیسیا میں ۱۰۹
سے پہلے گیلان آمد بکتر یا میں موجود تھے۔ ۱۰۰ لاکھوں فارس میں ایشیائی

تھے۔ اور کھجوریں۔ بیت المقدس کے مغرب میں جھون، دینا در، ہندو میں
مسیحی کلیسیا میں تھیں۔ بیت المقدس کے مغرب میں مسیحی کلیسیا میں تھے۔ اور
میں تھیں۔ صوبہ خراسان میں شہر نیشاپور میں مسیحی تھے۔ بیت المقدس میں تھے۔
بیشاپ اور۔ ہرات کے بستیپ ایک کونسل میں جمع ہوئے تھے تاکہ وہ
مختلف کلیسیائی امور پر باجماع ہو سکیں۔ ۹۹۰ء کے پہلے دربار کے ایک کونسل
کے نزدیک تھے، اور ترک قوم کے لوگ مسیحی ہو گئے تھے جن کے لئے ۱۰۰۰
میں ایک بستیپ کی لکھنوں کی گئی تھی۔ ۱۰۰۰ء میں ہرات کے اصلاح کی
کلیسیا میں شہر میں اس قدر چڑھ گئی تھیں کہ ہرات کا بستیپ شہر پولی ٹن
بنادیا گیا تھا۔ ہرات میں ایک بستیپ تھا جو میٹر پولی ٹن کا عہدہ رکھتا
تھا۔ حضرت محمد کی وفات سے پہلے مسلمان بستیپ کلیسیا بھی آویں
میں مسیحی ظلم ہو گئی تھی کہ ۱۰۰۰ء میں نکر مسیحی بستیپ میٹر پولی ٹن بنادیا گیا
تھا۔ اس کے ماتحت بارہ بستیپ تھے۔

ہمد اور دنا کر کے ہیں کہ مشرق عربی کے زمانہ سے پہلے عرب کے
منفقہ ذیلیا مسیحی ہو چکے تھے جس میں مسیحی حکومت تھی جو عباسیوں کے
تھی۔ اس کی شمال حد پر خراسان کا شہر مہندیوں کا شہر تھا کہ وہ خوار
کے راستہ پر منگول یا مسند تھا۔ اس کے عہد میں کے دوسرے شہر وادی
چھوٹے بڑے قصبوں میں مسیحی پسند تھے جس میں موت کے باشندوں کی ایک
کثیر تعداد مسیحیوں میں شامل تھی۔ اس کی مؤرخ حلقہ کے بڑے گزیر کا ذکر
کرتے ہیں۔ چھوٹوں میں مسیحیت کی شاعت ہو چکی تھی۔ صلیبا سے ۵۵
میل مشرق شمال مشرق کی جانب مغرب میں مسیحی کلیسیا تھی حضرت

کے عہد قریب عدن سے ۵۰ میل شمال مشرق کی جانب صوفیہ میں درجہ
حماں کے علاقہ میں ہے، ایک بڑا گہرا تھا۔ بعض عرب ذیلیا عرب کے شمال کی
جانب حجاز اور شام میں جا کر بس گئے تھے اور مسیحی ہو گئے تھے۔ مثلاً بنو تغلب
جو انجیل (مسیحوت نامیہ) سے تھے جنس اور ہمد اور تنوخ ذیلیا ملک شام
تھے۔ انھیں حضرت کے زمانہ میں ہونٹان جو شام کی سرحد پر تھے اور بنو حیرہ جو
بلقان کی سرحد پر تھے سب سے زیادہ مشہور مسیحی قبیلے تھے۔ ان کے باقیہ شمالی
جو زمین تیسہ میں علاقہ تھا۔ یہ قدیم جاگت میں ہیں جس قدر مشہور تھی کہ اس کا
ذکر کتاب مقدس میں بھی کیا ہے۔ یہید ۱۰۰۰ء اور ۱۰۰۰ء میں یہاں مسیحی
کی ایک بڑی اکثریت مسیحی تھی۔ علاوہ ازیں سیتا کے جریرہ میں بھی کلیسیا کی
بے شمار خانقاہیں تھیں۔ اسی عرب میں اسی اطراف کے عربی اہل شام اور مصر
کی جانب مسیحیت پھیل چلا اتر رہی تھی۔ یہ عیسویوں کی تجارت کے ذریعہ
اور یہی تجارتی علاقے تھے۔ ہمد کے گہو رسے تھے جن میں مسیحی کلیسیاں
انجیل کے روح پرورد مقام کو ہر کس و نا کس یک پہنچا کر ان کو کھینچے جا میں کے
قدوس میں لاتی تھی۔

بہا طریقیوں پر ظاہر ہو گیا ہو گا کہ حضرت محمد کے روحانات و خیالات
اور اعتقادات نے کس فضا میں پرورش پائی تھی۔ نام عرب میں آیا۔ بجا
مسیحی کلیسیا میں موجود تھیں۔ آپ کے وطن حجاز میں مسیحی کلیسیاں تھیں۔
آپ کی دایہ ام آئین جیسی تھیں۔ آپ کا قریبی رشتہ دار وقتہ بن
نوخل مسیحی عالم تھا جو مترجم انجیل تھا۔ آپ کی ملاقات مسیحی کلیسیاؤں
کے مختلف علماء و فضلاء سے وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی کیونکہ عرب طبر
ملک شام کے بڑے بڑے شہروں میں ہر جنس اور ملت کے لوگوں

سے ملنے جیتے تھے اور آپس میں تجارتی تعلقات اور دیگر دہلے رکھے تھے۔
خود آنحضرت مجاور کے سسر میں ان شہر میں بس گئے تھے۔ مسلمان
موتوں میں مبتلا تھے جن کے نزدیک نامور اجداد سے ملا رہی رہا تو قبل
از اسلام میں مصر اور شام کے مالکوں طلب اور ان کی خدمت و تقویٰ کے
جو ملک یمن، بالخصوص یمن، یمن، اور مکرہم کے گلو سے تھے
تو شہر ان وغیرہ کی سرپرستی نے جنہوں نے شہر کے طور پر بھی رہ رہے کے
تو مقامات، ایک، رہنمائی کے لیے جس طرحی آخر زمانہ میں، بطوری کلیہ
تھی ان کی تھی۔ اس کی سببیں ہیں کہ کوئی ملک کے نام سے ملے ہیں یا یہ بھی
تھے اور یہ بھی کہ اس کے اردو میں تعلیم پائے تھے اور وہ آنحضرت کے
شہر کے تھے۔ چپ خطبہات، ان میں سے کہ آپ کے زمانہ میں عرب میں
مشہور و عیب خیز اس عہد، اسٹیفن، تھامس، جاکف کا رہنے والا تھا اور
جنہوں نے تیار کیا کہ وہ کہہ سکتے تھے۔ دوا آنحضرت اور آپ کے عملی، علی
اور حاکم کے زمانہ میں رہے۔ اس کا بیٹا نصرہ نصرہ لیکھا۔
تھے بلکہ، علوم، سہر کی مختلف مناخوں سے بھی کوئی وقت تھا۔ چنانچہ
عبد اللہ بن عباس سے نصرہ بن الحوت بن کلثوم الثقفی بن علی القدری سلم کا
ناموں کا ملکا تھا اس نے اپنے باپ کی طرح بیعت سے شہر میں کا سفر
کیا تھا۔ مسند و شہر شہروں کے علما اور فضلاء اور یہودی علماء اور کاتبین
کی صحبت میں بیٹھا تھا۔ جو نذیر کی مائیں، حکمت اور فلسفہ، طب
اور دیگر علم کو بھی جانتا تھا۔ اس نے اپنے باپ سے سیکھے تھے۔ وہ غور از
بریں۔ نومبر ۱۵۵۹ء۔ یہ شخص نبی اسلام کے ہر ترین دشمنوں میں سے
تھا۔ وہ اپنے ظلم کے سبب، اپنے آپ کو اس کا حریف سمجھتا تھا۔ چنانچہ

جنگ بدر کی فتح کے بعد من کی لڑائی مار گئی۔ آنحضرت کے عہد کا ایک دینار طیب بن زید تھا۔ یہ دینار طیب تھا جس نے وراثت کی ہے کہ میں نے رسول کے دونوں کندھوں کے درمیان کھڑا ہوا تھا۔ دیکھی ہے کہ میں نے کہا تھا کہ میں طیب اور جبرم ہوں اور اس کا علقہ کر ملک ہے۔

مذکورہ بالا کلام اللہ کی روشنی میں پھر اس فضا کا تذکرہ کر سکتے ہیں جس میں رسولِ عربیؐ کی خیانت اور اعتقادِ رسکی نفوذیوں نے ہنس چکی تھی۔ صفائے کائنات کے وہ بائبل کی تصدیق کرنے والے اور اس کے تاب ہونے کا واحد مقدمہ رہی ہے کہ جو بائبل پہلے لوگوں کو عبرانی و یونانی زبانوں کے ذریعہ سمجھائی گئی تھی اس کو سب سے عربی زبان میں اہل عرب پر ظاہر کر کے جو کہ کتبِ مافطیہ کے عبرانی و یونانی زبانوں میں ہونے کی وجہ سے اس کے مفہوم میں سے مافاضات تھے۔ آنحضرتؐ نہایت ذہنی شخص واقع ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے ایام میں اہل یہود سے مل چول پیدا کیا تھا۔ انہیں یہودی کتبِ اند حلیم سے درہودی روایات سے واقف تھے۔ لیکن اہل یہود نے ان کی طرح ان کی تعجبیک کرنے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے دل یہودی زبان سے کبھی برہن ہو گیا۔ اب کہاں سے اور ان جیسے دیگر عیسائی صحبت چھنے کی وجہ سے کفار کہتے تھے کہ آپ کو تو قدس فلاں لوگ سمجھتے ہیں۔

قرآن آیت ۵۔ غل ۵۔ ۱۰ وغیرہ۔ بعض اس جا پر قرآن کو "ساحیر لاؤ لین" قرار دیتے تھے۔ پھر یہ تم بہ جو کہ آپ کا پالا ایسے یہود سے پڑا جو آپ کو سٹائٹ باتیں بتلاتے تھے (انقرض ۳۲: ۵، ۱۶: ۵ وغیرہ) اور احاطہ کو زور دے کر جواب دیا کرتے تھے (نساہم۔ مائکہ آیت ۵۴ وغیرہ) پس آنحضرتؐ

یہودی قوم سے بیزار ہو گئے (دفعہ ۱۱۱) لیکن یہی ہر سب ان کی کتاب میں
سابقہ کو "امام" - "نور" - "ہدایت" ہی قرار دیتے رہے اور ان
پر ایمان رکھتے رہے۔

یہود کے وطیرہ کے برعکس مسیحی کلیسیا کے قسیس، شماس اور مسیحی
آنحضرت سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ مسیحی رہبروں میں سے ایک مسیحی
بحیرہ ماہیہ کا نام ذکر کر چکے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنحضرت ہجرت سے
پہلے مسیحیوں کے ہی خواہ اور دوست تھے۔ (سورہ ۸۵ + ۵۵) ۵۵
و ۳۰ و ۱۹۱ - مادہ ۳۰۴ و ۳۰۵ (دفعہ ۱۱۱) اور آپ نے مشلمانوں کو کہا کہ ان کو کسی شے
سے بہتر دوست نہ ملیں گے۔ ان اختلافات کا یہ نتیجہ ہوا کہ آنحضرت کتب نبویہ
کے مصنفین کی نسبت انجیلی خیالات اور مخصوص غیر مستدلانہ جہن کی
روایات سے زیادہ وقف تھے۔ فکر کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ گو آپ کا
رشتہ دار ورتہ بنی نوع انسان کا تھا لیکن آپ نے اناجیل کو بڑھانہ
تھا۔ فکر کا یہ نظریہ کہ خداوند مسیح کی جگہ کوئی دوسرا شخص مصلوب ہوا
تھا بعض بد مسیحی کلیسیاؤں میں بھی پایا جاتا تھا جو غنا سفلی اور بونی
یا سرخس کی بدلتوں میں مبتلا نہیں ہوسکتے۔ مسیحی ہی خداوند مسیح کی دو
فانوں کو محمولات تھے اور کہتے تھے کہ لیسوع جو انسان تھا مصلوب ہوا
تھا لیکن اس کی غلی سیمائی آسمان کی طرف پرواز کر گئی تھی۔ آنحضرت مسیح
کلیسیاؤں کے فرقوں سے بھی واقف تھے جو عرب میں جا بجا پائے جاتے
تھے ۱۵۶ و ۱۵۷ (دفعہ ۱۱۱)

جبکہ آنحضرت مکہ سے ہجرت کرتے تو بچوں چوں آپ کو اقتدار
حاصل ہونا گیا آپ کے والد اہل کتاب کے درمیان شلیک ہوتی تھی اور

پھر پھر ہنسی گئی۔ (۱۰۳ و ۱۰۴ + ۱۱۱ و ۱۱۲) وغیرہ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا
جب مشلمانوں کو حکم ہوا کہ "مومنو" تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ تم
میں سے جو کوئی ان کا دوست ہوا تو وہ ان میں ہو گیا ہے۔ شک اللہ ظالم قسم
گو کہ ایت نہیں دینا دوسرہ ماہیہ ایت ۵۷ - رسول عربی نے بعض یہود
اور یہودی قبائل کو قتل کر دیا۔ جب آپ تمام ملک
حرب کے مالک ہو گئے تو آپ نے حکم دیا کہ کلیسیاؤں میں سے جو مسلمان ہوں
و کہ میں تم جو مسلمان ہوں، انہوں سے مقابلہ کر کے ہاں ملک کر دے۔ اپنے
ہاتھوں سے سجدہ دیں، و ذیل ہو کر رہیں، "سورہ توبہ ایت ۵۹ -

بالآخر ۹۹ جس میں حضرت محمد نے حج مکہ کے موقع پر اعلان ہوا
کہ دیا۔ اور کہا "اے مشلمانو، جن مشرکوں سے تم نے عہد یا نہ کیا تھا
ان کو اب اللہ اور رسول کی طرف سے قطعی جواب ہے۔ ایسے آئے مشرکوں -
سب ماہ تک اس ملک میں صلہ پھر نہ دے گا اور ان کو عمر اللہ کرنا عاز نہیں کر
سکو گے اور یہ کہ اللہ کا فرد کو رسوا کرے گی۔ حج اکبر کے روز اللہ اولوں کے
و رسول کا یہ علانیہ اعلان ہے کہ اللہ اور اس کا رسول بھی مشرکوں سے
بیزار ہے۔ اگر تم کو یہ کہہ دو تو تمہارے حتیٰ میں ہنتر ہے اور اگر تم نہ مانو تو
اسلام قبول نہ کرو۔ تو یہ کہہ دو کہ عمر اللہ کو تمہارا نہ ہو گے۔ کافروں کو کھ
دینے والے عذاب کی خوشخبری سننا جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا اور
انہوں نے ہجرت کر لی ہیں ان کو کسی کو تمہارے مقابلہ میں مدد دی سہے
ان سے تم اپنا عہد ان کی (دیار ماہ کی) مدت تک پورا کر لو۔ پھر جب
دیار ماہ کی محرم کے پہلے گزر جائیں تو مشرکوں کو چاہیں یا نہ ان کو قتل
کر دو۔ ان کو گھیرو۔ ان کو پکڑ لو و دہر ہر گمان کی گھات میں بیٹھو۔ پھر اگر

وہ تو ہر کسی دینی سکندری پر عیسائیوں کی طرف سے اور کوفہ میں ذمہ داروں کے
چھوڑ دئے اور وہاں چاہیں پھرتے اور جھٹکتے دلا مہرمان سے۔

رسولہ توبہ کی بات (۱-۵)۔

یہ الفاظ دیگر مصنف عربی کے نظم دیا کہ عرب کا ملک مسلمانوں کے لئے ہے
اس میں کسی دوسرے مذہب کے پیروکار نہیں رہ سکتے۔ اس حکم کا اثر
ان کے مذہبی قبائل اور ہر مذہبی فرقہ پر پڑا جو مختلف مذہبی کلیسیاؤں کے
شرکاء تھے اور جن کے آباد اور واسا سال سے کثرت و کثرت حاصل
تک عرب میں رہتے تھے جیسے آئے تھے۔ تشریف لے کر خلافت میں ان تمام
مذہبوں کو جو اپنے بیان پر ثابت قدم رہے ان کے آبائی وطن تک عرب
سے بچال دیا گیا۔

حق تو یہ ہے کہ اسلام کا آنا تھا کہ مشرق کی کلیسیاؤں میں انہی کی
تبلیغ و شاعت کی تحریک پہلے نظم کی اور پھر رفتہ رفتہ ملک گئی۔ ان
مشرق کی کلیسیاؤں میں زوال آنا شروع ہو گیا حتیٰ کہ بعض مشرقی ممالک
میں مسیحیت کا کلیتہً استہصال ہو گیا۔ اسلام کے آگے چند سالوں کے
انداز اندر شام، کنعان، مصر، قیامیہ، اسیریا، بابل، یونان، مصر اور
ایران کے ممالک فتح ہو گئے۔ باقی اسلام ۳۳ سال میں قوت ہوئے۔
ان کی وفات کے بعد ۳۵ سال بعد ۳۵ سال میں دمشق فتح ہو گیا۔ اس کے
بعد ۳۵ سال میں بیت المقدس، یروشلم اور نطاکیہ فتح ہو گئے
اس واقعہ کے تین سال بعد ۳۸ سال میں سکندریہ فتح ہو گیا۔ اس کے
سال بعد ۴۰ سال میں ایران فتح ہو گیا۔ اس کے سال بعد ۴۱ سال
افواج نے جبرائیل کو پار کے ہسپانیہ کو فتح کر لیا جہاں سے اسلامی افواج

فرانس کی جانب تھیں۔ یہ اس مائل نے حضرت محمد کے وفات کے ایک سو
سال بعد ۳۵ سال میں، کو شکست دے کر مغربی ممالک میں مسلمانوں کی
تورہ اور مسلمانوں کی رستہ میں مسلمانوں کی فوج کی توجہ
سہی۔ ان لوگوں نے مسلمانوں کی بار بار مخالفت کی جو کہ فوج کی توجہ
اور سماجی اور مذہبی صورتوں کے خلاف تھے جس کے لئے سامعین
تیار تھے۔ ان کے لئے میں نے قیامت سے پہلے ان کے لئے کئے
مہر کی جانب سے۔ سال بعد اسلام کا روم میں مسلمانوں میں لہرایا۔

اس میں کے بعد ۴۰ سال میں ہم نے عربی اسباب کا بیان کر دیا ہے
جو کہ مسلمانوں کی کلیسیا میں کیے ہوئے مذہب کے مذہب ہیں۔ جس طرح
مذہب میں ہیں اور وہاں سے تشریف لے کر آئے ہیں۔ اسی طرح کی کلیسیا
ان میں سے ہیں جس میں جبرائیل سے ان کے لئے مسلمانوں اور مسلمانوں کے
آپ کی اپنی فوج کی توجہ کی گئی۔ یہ مذہب کی توجہ ہے جس میں
ان کے لئے مسلمانوں میں کی گئی توجہ کی توجہ کی توجہ کی توجہ
اس کا نام ملتا ہے۔ یہ مذہب اور وہ مذہب میں ہیں جس میں مسلمانوں
جو کہ مذہب ہیں۔ یہ مذہب ان کی کلیسیاؤں کے مذہب کی توجہ ہے
کی کلیسیاؤں اور مذہب میں۔ یہ مذہب ان کی کلیسیاؤں اور مذہب میں
۴۰ سال بعد ۴۰ سال میں بیت المقدس، یروشلم اور نطاکیہ فتح ہو گئے
اس واقعہ کے تین سال بعد ۳۸ سال میں سکندریہ فتح ہو گیا۔ اس کے
سال بعد ۴۰ سال میں ایران فتح ہو گیا۔ اس کے سال بعد ۴۱ سال
افواج نے جبرائیل کو پار کے ہسپانیہ کو فتح کر لیا جہاں سے اسلامی افواج

سُنے "ماں دروازہ کی خیال ایک فنہ ہے" (۳۰ اقبال)۔ محمد سہ تمام
 خیر و برکت رکھتا ہے جو فوجی خدمت پر حاضر نہیں تھے۔ سو رہتا
 اگر کھانا پکا کر زندہ رہے تو فوجی ہونا ہے لیکن اگر وہ نہ ہو تو اس کا
 گناہ ہے۔ "فوج بند کھانا ہے غریب آیت ۱۰۔ نصف ۲۰۔ عمر ۲۰
 ایم ۲۰۔ دوا ۲۰۔ اٹھ ۲۰۔ دس سے نصف۔ فخر ۲۰۔ مرض ۲۰۔ مکتب ۲۰۔ یہی
 عیسے میں تھا جگہ ۲۰۔ باگ ۲۰۔ خدمت ۲۰۔ خیر ۲۰۔ یہی کا حق
 ۱۰۔ گوی -

[illegible]

الزجوع من الاسلام حی الکفر" اسلام سے کفر کی طرف پھر جاننا وقتاً
صنوعہ ۲۵۰، ۱۰۱ اس کی سزا موت ہے۔

اسلامی اصول کے مطابق کسی شرعی مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے
سیدہ اہلسنن ہو سکتی ہیں، قرآن، سنت نبوی (ص)، اجماع مجتہدین
(۴)، قیاس و استنباط۔ قتل مرتد کی سزا ان چاروں دلیلوں سے ثابت ہے
(۱) قرآن - قرآن میں متعدد زندہ کا سبب قرآن ہی (احکامات و احادیث)
فتنہ و جمع، سنگسار کیا گیا ہے مثلاً فارید بقیہ سورہ یوسف۔
سورہ صافات و سورہ فاطر میں بھی یہ لفظ سنگسار ہے۔ لفظ زندہ
صیغہ مضارع ہے اور سورہ بقرہ سورہ ابراہیم اور سورہ مائدہ میں دار (گھڑا)
ہے جس قرآنی آیات سے بھی جن میں گولف زندہ ازاد و غیر وہیں
ہیں یا کسی سنگ و خیش کے ان میں سلام سے روگردانی کرنے والوں
کو ذکر ہے مثلاً سورہ نحل آیت ۱۰۔ سورہ آل عمران میں اس بابا پیرسلس
پانچ آیات موجود ہیں۔ سورہ نسا سورہ مائتات سورہ مائدہ اور سورہ
بقرہ میں بھی ایسے لوگوں کا ذکر آتا ہے جو جہاز امن اسلام سے پھر گئے۔
سورہ بقرہ کی آیت "ومن یؤد" - "یہا خدا دوز" میں الفاظ
"جہنم و ہوا کا ف" سے مفسرین نے قتل مرتد استنباط کیا ہے سورہ
بقرہ میں نبی اسرئیل کے ہمارے رسول کے لئے حکم "فانقوا ہکذا" ہے
"وہیں کو قتل کرو" موجود ہے جس کی یا مدنی مسلمانوں پر واجب ہے
کیونکہ تو قرآن نے مرتد نبی عرب سے اس کو منحوس کیا ہے۔ قرآن کی نظر
میں زندہ ایک ایسا فتنہ ہے جس کو مٹانے کے لئے جہاد ہے۔ ہر مفاہیم جہاد
بالسبب کا حکم قرآن میں آیا ہے۔ (سورہ بقرہ ۲۱۳)۔

۹۰ میں حج کے موقع پر غزوہ برت کیا گیا۔ اس احکام کا مفاد
یہ تھا کہ جو لوگ حج درمیں کے رسول سے ملے وہیں کو زبانی سے یا
چاہے وہ کی ضمانت دی گئی کہ گناہوں نے سلام قبول کرنا یا تو فتنوں کو پس
وہ سنگ پھونک کر کہیں چلے جانا چاہتے ہیں تو نیچے ج میں۔ لندن سفر کے مد
ان سے کوئی غرض نہ کیا جائیگا۔ اس کے بعد جو لوگ ایسے رہے جو اپنے گناہوں سے
نہ اسلام قبول کرے اور نہ سنگ پھونک کر لوگوں کی تلوار سے چاہے جوئی کی جان
مرگے اور قبول اسلام کرے، ہر ایک کے بعد ہی قسم کو خود پس اور (مرتد ہو کر) نہیں
دین پر زبانی لعن در کریں تو ان کی کفر کے لبروں کے ساتھ جنگ کر دو کیونکہ
ان کی قسموں کی کوئی بنیاد نہیں۔ کیا تم اس سے نہ فرار گئے جنہوں نے سہاڑی
قتلین لوگوں (۱۰۹: ۱۰۷) وہ یہ کہتے ہیں کہ جیسے وہ خود کا فریاد تم سے
کا فر ہو کر اس کے بار بار ہوا۔۔۔ وہ تم سے جنگ کرنے رہے تاکہ اگر ان
سے چلے تو تم کو ہمارے دین سے ہمدردی میں دوت سو حکم حق و ناحوت
ختمہ و نہیوں مدید اللہ یعنی دشمنان اسلام کو اس وقت تک قتل کرتے
جاء کہ فتنہ کا وجود نہ رہے اور ان کی زبان ہی ہو جائے جو اللہ کے دین کی فتن
تخصیص کر کے تلاقی اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے اور جو کوئی
اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہے وہ اس سے پہلے قبول نہیں کیا جائے گا
داں عمری آیت ۱۶۹: ۱۶۸۔ وہ ایک آیت قرآنی ہے وہاں سورہ نسا آیت ۹۰۔
سورہ مائدہ آیت ۵۹۔ سورہ نحل آیت ۱۰۔ ان آیات کی نسبت کشیدہ
تفاسیر صاف اور واضح الفاظ میں تیار کی ہیں کہ زندہ کی سزا قتل ہے۔
(۲) سنت رسول بھی واضح طور پر بتا دیتی ہے کہ قرآن کا حکم ہی ہے
کو مرتد کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول عربی نے کہا

میں بدل دینے کا قصد کیا یعنی جو پیادوں کے اُس کو قتل کر دے۔ صحیح بخاری
 یہ حدیث اہم مخیر کتب حدیث میں موجود ہے۔ کتب احباب میں روایت
 یہ مسئلہ ذکر حدود اور قتل مرتد پر مکرر مضاف ملتا ہے۔ صحیح بخاری میں نوک
 یاب کا یہ باب باسقاط المرتدین کے مسنون سے قلم کر لیا گیا ہے۔ مرتد کے قتل
 کی سنت کی حدیث ہیں، احمد، ترمذی، مسند، وغیرہ میں باقی باقی ہے۔
 عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص مسلمان
 ہو اگر کفر سے باز نہ آئے اور کفر کو ترک کر دے اس کا خون حلال
 ہے، بخاری، مسلم، ابوداؤد، قتل مرتد کی حدیث جو حضرت عائشہ سے
 مروی ہے۔ اس باب میں دو قطع دلیل ہے، احقر ابو داؤد ہے۔ یہ حدیث حضرت
 عثمان بن عفان سے مروی ہے۔ یہ روایت حضرت عائشہ سے مروی ہے
 وفسد، بلکہ حضرت عثمان سے بھی ہے۔ نسائی باب الحکم فی المرتد، عبد اللہ بن
 مسعود کی مندرجہ بالا روایت کی سند صحیح احمد بخاری شریف صحیح مسلم کہتے ہیں
 کہ اس کا خلاف غلط ہے کہ اس حدیث میں رسول بن نبیوں، اسلام سے
 برگشتہ ہونے سے اگر تائب ہو کر اس پر سلام قبول کر کے تو کفر سے
 گھڑتا ہے۔ چنانچہ قرآن ایک مشہور حدیث کہنا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا
 کہ میں جانوں میں مسلمان کو قتل کرنا جائز ہے ساقول زانی و دھر تامل و
 سوم مرتد جو اسلام کو ترک کرے، اور اس پر کہنا ہے زانی کو سزا دینا
 جائز ہے۔ ذیل کو قرآن کے ثبوت کے بعد توار سے قتل کر دینا جائز ہے مگر مرتد
 کو جو خدا اور رسولوں کا فریب چھوڑتا ہے یا کافر و منافق بنے یا مصلوب
 کر دینا چاہئے اور بن کر دنیا سے تاجروں کو دنیا چاہئے تھے
 فیض شریعتی قرآنی احکام کو لکھتے ہیں مجھے مسلمانوں سے بہتر سمجھتے تھے

اور وہ کوئی ایسا حکم صادر نہیں کرتے تھے اور نہ کر سکتے تھے جو فتنہ خیز
 کے خلاف ہو۔ میں نے یہ طرز عمل اس باب میں فیصلہ کر کے چوتھے شکل
 والی حدیث میں آیا ہے کہ شکل کے چند کوشی حضرت کے پاس آئے اور انہوں
 نے اسلام قبول کر لیا۔ قضا کے چند دنوں کے بعد وہ بیمار ہو گئے۔ حضرت نے
 آپ وہ ایک نبی علی کے لئے ان کو ایک صحت بخش مقادیر میں بھیج دیا جو وہ
 صحت کے آداب رکھتے تھے۔ حضرت نے ان کی صحت بھال ہوئی تو وہ مرتد
 ہو گئے اور انہوں نے کہ وہ جو کچھ آپ کو قتل کر کے اور ان کو قتل کر کے کھا لیا
 حضرت نے ان کو یکدم منگو یا سوئے کسی سدا میں گھر کر کے ان کی آنکھوں
 میں پتھر دیا، اور ان کے تھوہرے باقی کو ادا بھیجے۔ آپ نے ان کے زعموں کا
 خون دیکھنے کی بھی کوئی تدبیر نہ فرمائی۔ ان کو وہ چوب میں ڈال دیا گیا۔ وہ باقی
 مانگتے رہے لیکن ان کو پانی نہ دیا گیا۔ ہمارے تک کہ وہ سب سب سسک
 کر مر گئے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری اوقت ذہن بھری پر رسول اللہ سے اس کا عذر
 قلمبند کر دیا تھا۔ ایک دفع حضرت معاذ ابو موسیٰ اشعری کے پاس گئے تو
 دیکھا کہ ایک شخص اس کے پاس بندھ کھڑا ہے۔ دریافت کر کے معلوم ہوا
 کہ وہ خنزیر ہے جو پختہ شہادت سے اسلام لایا اور پھر بددی ہو گیا تھا۔
 حضرت ابو موسیٰ نے معاذ کو بھیجے کہ اس نے جواب دیا میں نے اس کو
 جب تک قتل کر دیا ہے۔ میں مرتد ہی گشتو پھرتی حضرت نے
 کہا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ چنانچہ وہ قتل کر دیا
 گیا۔ صحیح بخاری

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب احد کے موقع پر جب

میں نے کوئی تنگست چھوئی تو ایک عورت مرتد ہو گئی۔ اس پر نبی صلعم نے حکم دیا کہ اس سے تو یہ لڑائی جائے اور اگر وہ نوہرہ کرے تو قتل کر دی جائے۔

فلان نے مرتد بننے سے بھی مرتدوں کو موت کی سزا دی۔ حضرت علی کو ایک دفعہ صلعم ملی کہ ایک گروہ جو علیہ السلام کی فضا کے سامنے ہو گیا اور عیسائی ہو گیا ہے۔ جب وہ لوگ قتل کر لئے گئے تو انہوں نے کہا کہ عیسائی تھے پھر تم کو اختیار دیا گیا کہ عیسائی رہیں یا مشرکان ہو جائیں۔ تب پہلے اسلام اختیار کر لیا۔ مگر اب ہمارے یہ تحقیق ہے کہ یہاں سے سابقہ دین عیسوی سے کوئی دن انفس میں ہے۔ میں ہم عیسائی ہو گئے ہیں۔ اس پر حضرت علی کے حکم سے وہ لوگ قتل کئے گئے، اور ان کے بیوی بچے غلام بنائے گئے۔

جب حضرت ابو بکر نے عرب کے مختلف گوشوں میں مرتد قبائل کے خلاف غزوات میں رہیں تو یہ فرمان عام رکھا کہ جو شخص سے جو لوگ اللہ سے خوف ہو کر شیعہ کی پیروی کرے اسلام سے کفر کی طرف پھر گئے ہیں۔ اب میں نے تمہاری طرف خلائ کو فوج کے ساتھ بھیجا ہے۔ اور بدایت کر دی ہے کہ ایمان کے بعد تم سے کچھ نقص نہ کرے۔ پس جو کوئی موتیں اللہ کو قبول کرے گا وہ اس کو اور رستہ پر چلے گا۔ لیکن جو انکار کرے گا اس سے لڑا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے گا۔ اس کو شک دیا گیا ہے کہ انکار کرنے والوں میں سے کسی کو چھوڑ دے۔ ان کی سبقتوں کو یاد دے۔ ان کو مہینہ دے دیا تو وہ کرے گی جو تمہاری اور چاہے کوئی ایمان نہ لے۔ حضرت عمر سے بھی مرتدوں کو موت کی سزا دی۔

دو تہاں، سبقت رسول، حذیفہ نے زبیر بن العوف کے ساتھ وہاں جمع شدہ مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ چنانچہ امام عبد الوہاب

مشرقی میزان کبریٰ میں لکھتے ہیں: نام آکر اس پر اتفاق ہو چکا ہے کہ جو شخص اسلام سے پھرتے اس کا قتل واجب ہے۔

۴۴۔ جس صحیح کا بھی اسلامی نہ ہو، اس کا قتل بھی حکم ہے کہ مرتد قتل کیا جائے۔

جب نبی خدا علیہ السلام نے یہاں سے جب قتل عسکری مرتدوں سے تو دین کو بر باد کرنے کا سزا بخلائی اس قتل ہوئی چاہئے کیونکہ ایک شخص کا ہلاک ہونا دین کی تباہی سے بہتر ہے۔ اس کے زندہ رہنے میں کسی کی اور بہتری کی امید نہیں ہے۔

۴۵۔ امام ابو حامد غفرلہ کے مطابق مرتد آدمی اور مرتدہ عورت کو قتل کرنا واجب ہے۔ امام ابو حامد کا حکم ہے کہ عورت کو جس سبب سے قتل کرے قید میں رکھنا چاہئے تا کہ خلیفہ کو نوہرہ کرے۔

مرتد کی جائداد اس کے مہتممان وراثت کو ملے گی اور یہ حد دوسرے افراد کے لئے نہیں مخصوص کی وہ عیب انسان میں سے ہے۔ عورت و مرد بیوی دونوں مرتد ہو جائیں تو عورت کو چاہئے کہ وہ اسلام قبول کرے تاکہ اس کو معاف کر دے۔ وہ بیواں لگے تھے تو وہ بچہ داس کی دوسری حالت میں سمجھا جائے۔

پس نہ لکھتے ہیں کہ مرتد کو جس کی موت بھی واجب ہے تاکہ قتل سے بچے۔ اس کو وہ بھی موقوف ہے۔ لیکن اگر ان میں دوسری حالت میں کوئی مسلمان اس کو قتل کرے تو اس سے مارتا ہے تو اس سے کوئی مواخذہ نہ ہوا۔

۴۶۔ شیعہ مذاہب میں بھی غدار کی سزا قتل ہے۔ اگر کوئی مرتد اسلام کو ترک کر دے تو وہ قتل کیا جائے۔ اس کی بیوی بچے اس سے چھپیں تو اس سے قتل کر دیا جائے۔ اگر عورت اسلام کو ترک کر دے تو وہ عورت کو قتل کر دیا جائے۔ اگر عورت اسلام کو ترک کر دے تو وہ عورت کو قتل کر دیا جائے۔ اگر عورت اسلام کو ترک کر دے تو وہ عورت کو قتل کر دیا جائے۔

قرار دے گی: دستخط ۱۱/۱۲/۱۹۷۱ء۔

ہیں ملک سے یہاں غنیمت آنا تھا اور ان کے اشرافیہ و زناجر مسیحی کلیسیاؤں کے شر کا رہتے تھے۔ ان مسلسل جہادوں کی وجہ سے لاکھوں مسیحیوں کے مال کا یہ اندازہ نقصان ہوا۔ اور بے شمار مسیحی اپنے گھر بار چھوڑ کر اپنے آبائی وطنوں کو خیر بد کو نہ کرکھا گئے اور ہر جہاد میں شہید ہو گئے۔

(A)

حکومتِ ہندی کے بریت میں کے مالی وسائل میں سب سے زیادہ
 قدرتی کے ذریعہ وافر تھے جس کا حقیقہ مشہور ہے۔ یہ تھا۔ مثلاً شخص ہندی میں
 شہیت کا ہنس فی صدی چھتہ (۲) فی ایسی موجب دس تین کا مالی جس کو چھوڑ
 کر دو گھنٹہ عمارت ہے۔ ۲۰ شرح یعنی ۲۰ سو روپے کا جس کو چھوڑ کر دو گھنٹہ
 کی زمین پر عمارت قائم ہوئی ہے۔ ہند میں اس کا مجموعہ ہند میں نہیں ہوئی ہے
 حضور ربی تحولات کس جو غیر مستحکم سے شہانوں کی نسبت دینی کی بنیادی
 تھی۔ وہاں جس کا کار کا کس عمل کرے۔ ۱۰ روپے یعنی ہند میں اس کی آمد
 کا ایک چھتہ نامہ جی سیم تقریباً بتدیس ہے کہ زکوٰۃ کوئی سو فی صدی کس
 میں ہے بلکہ فارسی طرح ہر صاحب نقد۔ پر مشرور دانت تدبیر ہی ہے اور
 ہر فرد کو اختیار ہے کہ دیا گیا ہے کہ وہ منظور نہ رہے اس سے ۲۰ فی صدی
 نکال کر مستحقین میں تقسیم کرے۔ ۱۰ عشر مشہور کا شہانوں پر لگان۔
 یا زانی زمین پر سوس۔ ہندو اور ہندی زمین پر۔ ۸۰ وقفہ خود
 کے نام پر دیا جائے۔

ہندوؤں اور عیسائیوں کے سبب فتنے و جرح و مرجع آجائے کہ اس کتاب میں سے جو دین حق (اسلام) قبول نہیں کرتے مسلمانوں کو افسوس سے مضایقہ کہ یہاں تک کہ وہ یا تمہیں سے چیز پیدا ہو اور دین سے کہہ میں پہچانے جسکی علامت کے مطابق ہر پیر علی غرض سے یہاں سے کہہ کہوں کہ کہ وہ دین کے ہیں دی گئی گویا انسان چیز سے کہہ کہ اسکی ہل کا نام جو کہتے ہیں۔ ہر پیر کے اسلامی مطالبہ ہیں دینی کہہ کہتے ہیں۔

سب سے پہلے رسولِ نبی کے زمانہ میں مسند کے قریب کھڑے تھے عیسائیوں پر نیز مشرکوں۔ پھر ان کا مسلح ہونے کے ساتھ ساتھ مسند پر بٹھانے کا سب سے زائد تھا۔ خاص طور کے گرجوں کے مٹی دھڑے، عمارتیں۔ اسی آئینہ نے مغربی تہذیب کو دعوتِ اسلام کے لیے پورا ہی تھپکھپک کر دیا۔ مسند کے سترہ سال کا عرصہ نہ دے سکا کہ آنحضرت نے بسپ چھوڑ دیا کہ ان کے گرجے، مسندوں، عمارتوں کی ساخت قبول کن ہوئی، درحزبہ دین ہو گئے۔ سن پشپ مذکورہ معرکہ کے بعد گھر گیا۔ وہ اپنے حبشیہ پاس میں ملے ہوئے ہو کر مسجد میں آیا۔ آنحضرت نے ان کو مایوس عرب دلوں کے لیے تھک مسجد میں اتار دیا۔ حبشیہ کی ناکامی وقت آیا اور اس نے دروغی پیمانی پر جو بیٹے کی آنحضرت نے ایمان دے دی تھا، اس کے سبب اس کی مراد کی۔ رسولِ عربی نے اس پر سالانہ دس ہزار عتبات کی طعنے دیے۔ جس کے بعد اس نے حضرت عمرؓ کے پاس سے عتبات چھڑنے سے موافقت کی تصدیق کی۔ حضرت عمرؓ نے عرب کے تمام قبیلوں کو طلب سے جو تھک تھک کر مسند کی سرحد پر پہنچے تھے، ان سے ڈکھلا خراج لے کر انہوں نے دعوتِ اسلام کو قبول کر دیا تھا۔

جزیرہ کا خروج چھ سالوں سے جبکہ شریعت کے حکم کے مطابق وکیل کیا جاتا تھا۔ محمد و ذوالفج کے کاربگروں سے ۱۰۰ ہجری سالانہ اور واسطہ درجہ کے اشخاص سے ۲۰۰ ہجری سالانہ اور امیر بلخ کے آدمیوں سے ۳۰۰ ہجری سالانہ وصول کیا جاتا تھا۔ امیر بلخ کا آدمی وہ تھا جس کے پاس دو سو درہم ہوں بعض کے نزدیک تین سو وہ ہے جو کاربگر کے تنگہ کے گزریا اور اپنے بیٹے یا نندے کا پہلٹ بھر سے اور پیکر کے پاس کھڑکے یا تھیلے درجہ کا شخص وہ تھا جو اپنا آئینے مندر کا بیٹ بھرنے کے بعد چھ لیس انداز نہ کر سکے۔ اور محمد و ذوالفج کا انساں وہ تھا جس کی آمدنی اس کے اور اس کے خاندان کے لئے کافی نہ ہو۔ جزیرہ کا بیٹہ عام و دیوانہ و بیانیہ پر مصیبت حیات تنگ کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک اور حضرت محمد نے ایک بڑے شخص کو ایک دروازے پر پھینک مانگتے رہا کیا اور اس سے لوجہ کہ تیرا کیا مذہب ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں یودی ہوں۔ پھر لوجہ کہ بھیک کسوں مانگتے ہو؟ جواب ہا کہ تنگی اور فلسفی کی وجہ سے اور جزیرہ کے ادا کرنے کے لئے (مقالہ شیشی میلاد ۱۱ ص ۲۰)۔ اصنام کے بتائی زمانہ میں اگر کسی نے اسلامی فوج کے ساتھ مل کر دشمن سے لڑے یہ بڑا مہندی ظاہر کی تو وہ جزیرہ سے نری بنتا تھا۔ مثلاً حضرت حمزوں کے زمانہ میں جب عقیب ہی مسلمان بنے بیسان قوم جو جبرہ برقع پائی، انہوں نے فوجی خدمت میں بوقت ضرورت شامل ہونے منظور کر لیا اور وہ جزیرہ سے بری رہے۔ جب عقیب بن عرقہ نے آذربائیجان فتح کیا تو عیسائیوں کے ساتھ جو جاہل کیا گیا اس میں یہ الفاظ تھے: یہ وہ جزیرہ دیکھ لیکن یہ شخص سی ملان لڑائی میں بلایا جائیگا تو اس کو اس سال کا جزیرہ عاف کر دیا جائے گا۔

حضرت عمر کے زمانہ میں جب عیسائی ملک ریشیہا کے بعض بھتے فتح ہوئے تو سب چلائے یہ بھتہ لیا۔ یہ لوگ جب رطائی پیش آئے باکوں حضرت پیش ہو کر وہ مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر اس صورت میں اس جزیرہ میں لگایا گیا۔ لیکن جس شخص ضرورت ہو اور وہ بھتہ ہے تو اس کو اور باجیوں و اس کی طرح جزیرہ دکر نام ہوگا۔ حضرت عمر کے زمانہ میں جب عجمی ملک کے ساتھ جو عجمی ہو اس میں ایک بھتہ ہے اگر کسی فوجی سے اس بھتہ کو اس حالت کے بدلے میں جزیرہ ہوگا۔ یہ بھتہ حضرت عمر نے کسی دفعہ اس وقت دیکھا کہ اگر کسی دینی سے اتفاق کسی موقع پر وہ لوگوں اس سال کا جزیرہ چھوڑ دو، عداوت سبلی التجیزہ۔ یہ معاہدوں پر بلایا تھا اور یہ "بولت نہ بورت" نام تو جبہ میں اور بت کہنے میں کہ صرف نامانی ضرورت ہوا ہے جب کوئی فوجی ہر والی لازم ہو جائے۔ ذریعہ تیب ہوں کو فوجی خدمت کے لئے کیمینت سہری ہونے کے بھرتی ہیں کیا جاتا تھا اس ابتدائی زمانہ میں ہی راج اور عجم کی تیر کو برقرار رکھا گیا اور عجمیوں کو نہ دیوانی اور نہ فوجی خدمتوں میں لیا جاتا تھا کیونکہ ان کی فوجی مشینوں کو حکومتوں میں رسول اور پیری دیہ رشتہ کسی زمانہ میں بھی حد نہ صاف الگ نہیں ہوئے (مقالہ شیشی میلاد ۱۱ ص ۲۰)۔

عیسائیوں کو جو اصنام قبول نہیں کرتے تھے اور حکم نہیں بناتے عجمی تھے تو یہ کہا جاتا تھا کیونکہ ان کے مال و زمین کی اس کا اس شرط پر تیرہ سنا تھا کہ وہ جزیرہ ادا کریں۔ بانی اسلام نے جس قوموں پر جزیرہ لگانا ان کو تخریر کے ذریعہ یہ حقوق عطا کئے، ان کی کئی دشمنوں پر چھوڑ دیا تو ان کی طرف سے مدافعت کی بجائے ۲۰۰ ان کو ان کے مذہب سے برشتہ

بہار فصل باقوں کے سرخ میں پگھلائی پلوٹ کے دھن مچوں کے چلنے سے
 ایک دوسرے سے پیٹے ہوئے ہوتے ہیں حضرت سیدنا علیؑ ہدی جو ملک سے
 اپنے ہاں سابقہ اہل میں ہیں (تجزیہ و تفسیر) ہی سے فرماتے ہیں کہ کہ
 قرآن کا ایک بڑا حصہ سادہ و سلیس الفاظ پر مشتمل ہے اور حکام و سردار کرتے
 ہیں۔ اہل بیت میں تو میں بھی کہ بار بار یہ بات کہتا ہوں۔
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

۱۰۰۰
 ۱۰۰۱
 ۱۰۰۲
 ۱۰۰۳
 ۱۰۰۴
 ۱۰۰۵
 ۱۰۰۶
 ۱۰۰۷
 ۱۰۰۸
 ۱۰۰۹
 ۱۰۱۰
 ۱۰۱۱
 ۱۰۱۲
 ۱۰۱۳
 ۱۰۱۴
 ۱۰۱۵
 ۱۰۱۶
 ۱۰۱۷
 ۱۰۱۸
 ۱۰۱۹
 ۱۰۲۰
 ۱۰۲۱
 ۱۰۲۲
 ۱۰۲۳
 ۱۰۲۴
 ۱۰۲۵
 ۱۰۲۶
 ۱۰۲۷
 ۱۰۲۸
 ۱۰۲۹
 ۱۰۳۰
 ۱۰۳۱
 ۱۰۳۲
 ۱۰۳۳
 ۱۰۳۴
 ۱۰۳۵
 ۱۰۳۶
 ۱۰۳۷
 ۱۰۳۸
 ۱۰۳۹
 ۱۰۴۰
 ۱۰۴۱
 ۱۰۴۲
 ۱۰۴۳
 ۱۰۴۴
 ۱۰۴۵
 ۱۰۴۶
 ۱۰۴۷
 ۱۰۴۸
 ۱۰۴۹
 ۱۰۵۰
 ۱۰۵۱
 ۱۰۵۲
 ۱۰۵۳
 ۱۰۵۴
 ۱۰۵۵
 ۱۰۵۶
 ۱۰۵۷
 ۱۰۵۸
 ۱۰۵۹
 ۱۰۶۰
 ۱۰۶۱
 ۱۰۶۲
 ۱۰۶۳
 ۱۰۶۴
 ۱۰۶۵
 ۱۰۶۶
 ۱۰۶۷
 ۱۰۶۸
 ۱۰۶۹
 ۱۰۷۰
 ۱۰۷۱
 ۱۰۷۲
 ۱۰۷۳
 ۱۰۷۴
 ۱۰۷۵
 ۱۰۷۶
 ۱۰۷۷
 ۱۰۷۸
 ۱۰۷۹
 ۱۰۸۰
 ۱۰۸۱
 ۱۰۸۲
 ۱۰۸۳
 ۱۰۸۴
 ۱۰۸۵
 ۱۰۸۶
 ۱۰۸۷
 ۱۰۸۸
 ۱۰۸۹
 ۱۰۹۰
 ۱۰۹۱
 ۱۰۹۲
 ۱۰۹۳
 ۱۰۹۴
 ۱۰۹۵
 ۱۰۹۶
 ۱۰۹۷
 ۱۰۹۸
 ۱۰۹۹
 ۱۱۰۰
 ۱۱۰۱
 ۱۱۰۲
 ۱۱۰۳
 ۱۱۰۴
 ۱۱۰۵
 ۱۱۰۶
 ۱۱۰۷
 ۱۱۰۸
 ۱۱۰۹
 ۱۱۱۰
 ۱۱۱۱
 ۱۱۱۲
 ۱۱۱۳
 ۱۱۱۴
 ۱۱۱۵
 ۱۱۱۶
 ۱۱۱۷
 ۱۱۱۸
 ۱۱۱۹
 ۱۱۲۰
 ۱۱۲۱
 ۱۱۲۲
 ۱۱۲۳
 ۱۱۲۴
 ۱۱۲۵
 ۱۱۲۶
 ۱۱۲۷
 ۱۱۲۸
 ۱۱۲۹
 ۱۱۳۰
 ۱۱۳۱
 ۱۱۳۲
 ۱۱۳۳
 ۱۱۳۴
 ۱۱۳۵
 ۱۱۳۶
 ۱۱۳۷
 ۱۱۳۸
 ۱۱۳۹
 ۱۱۴۰
 ۱۱۴۱
 ۱۱۴۲
 ۱۱۴۳
 ۱۱۴۴
 ۱۱۴۵
 ۱۱۴۶
 ۱۱۴۷
 ۱۱۴۸
 ۱۱۴۹
 ۱۱۵۰
 ۱۱۵۱
 ۱۱۵۲
 ۱۱۵۳
 ۱۱۵۴
 ۱۱۵۵
 ۱۱۵۶
 ۱۱۵۷
 ۱۱۵۸
 ۱۱۵۹
 ۱۱۶۰
 ۱۱۶۱
 ۱۱۶۲
 ۱۱۶۳
 ۱۱۶۴
 ۱۱۶۵
 ۱۱۶۶
 ۱۱۶۷
 ۱۱۶۸
 ۱۱۶۹
 ۱۱۷۰
 ۱۱۷۱
 ۱۱۷۲
 ۱۱۷۳
 ۱۱۷۴
 ۱۱۷۵
 ۱۱۷۶
 ۱۱۷۷
 ۱۱۷۸
 ۱۱۷۹
 ۱۱۸۰
 ۱۱۸۱
 ۱۱۸۲
 ۱۱۸۳
 ۱۱۸۴
 ۱۱۸۵
 ۱۱۸۶
 ۱۱۸۷
 ۱۱۸۸
 ۱۱۸۹
 ۱۱۹۰
 ۱۱۹۱
 ۱۱۹۲
 ۱۱۹۳
 ۱۱۹۴
 ۱۱۹۵
 ۱۱۹۶
 ۱۱۹۷
 ۱۱۹۸
 ۱۱۹۹
 ۱۲۰۰
 ۱۲۰۱
 ۱۲۰۲
 ۱۲۰۳
 ۱۲۰۴
 ۱۲۰۵
 ۱۲۰۶
 ۱۲۰۷
 ۱۲۰۸
 ۱۲۰۹
 ۱۲۱۰
 ۱۲۱۱
 ۱۲۱۲
 ۱۲۱۳
 ۱۲۱۴
 ۱۲۱۵
 ۱۲۱۶
 ۱۲۱۷
 ۱۲۱۸
 ۱۲۱۹
 ۱۲۲۰
 ۱۲۲۱
 ۱۲۲۲
 ۱۲۲۳
 ۱۲۲۴
 ۱۲۲۵
 ۱۲۲۶
 ۱۲۲۷
 ۱۲۲۸
 ۱۲۲۹
 ۱۲۳۰
 ۱۲۳۱
 ۱۲۳۲
 ۱۲۳۳
 ۱۲۳۴
 ۱۲۳۵
 ۱۲۳۶
 ۱۲۳۷
 ۱۲۳۸
 ۱۲۳۹
 ۱۲۴۰
 ۱۲۴۱
 ۱۲۴۲
 ۱۲۴۳
 ۱۲۴۴
 ۱۲۴۵
 ۱۲۴۶
 ۱۲۴۷
 ۱۲۴۸
 ۱۲۴۹
 ۱۲۵۰
 ۱۲۵۱
 ۱۲۵۲
 ۱۲۵۳
 ۱۲۵۴
 ۱۲۵۵
 ۱۲۵۶
 ۱۲۵۷
 ۱۲۵۸
 ۱۲۵۹
 ۱۲۶۰
 ۱۲۶۱
 ۱۲۶۲
 ۱۲۶۳
 ۱۲۶۴
 ۱۲۶۵
 ۱۲۶۶
 ۱۲۶۷
 ۱۲۶۸
 ۱۲۶۹
 ۱۲۷۰
 ۱۲۷۱
 ۱۲۷۲
 ۱۲۷۳
 ۱۲۷۴
 ۱۲۷۵
 ۱۲۷۶
 ۱۲۷۷
 ۱۲۷۸
 ۱۲۷۹
 ۱۲۸۰
 ۱۲۸۱
 ۱۲۸۲
 ۱۲۸۳
 ۱۲۸۴
 ۱۲۸۵
 ۱۲۸۶
 ۱۲۸۷
 ۱۲۸۸
 ۱۲۸۹
 ۱۲۹۰
 ۱۲۹۱
 ۱۲۹۲
 ۱۲۹۳
 ۱۲۹۴
 ۱۲۹۵
 ۱۲۹۶
 ۱۲۹۷
 ۱۲۹۸
 ۱۲۹۹
 ۱۳۰۰
 ۱۳۰۱
 ۱۳۰۲
 ۱۳۰۳
 ۱۳۰۴
 ۱۳۰۵
 ۱۳۰۶
 ۱۳۰۷
 ۱۳۰۸
 ۱۳۰۹
 ۱۳۱۰
 ۱۳۱۱
 ۱۳۱۲
 ۱۳۱۳
 ۱۳۱۴
 ۱۳۱۵
 ۱۳۱۶
 ۱۳۱۷
 ۱۳۱۸
 ۱۳۱۹
 ۱۳۲۰
 ۱۳۲۱
 ۱۳۲۲
 ۱۳۲۳
 ۱۳۲۴
 ۱۳۲۵
 ۱۳۲۶
 ۱۳۲۷
 ۱۳۲۸
 ۱۳۲۹
 ۱۳۳۰
 ۱۳۳۱
 ۱۳۳۲
 ۱۳۳۳
 ۱۳۳۴
 ۱۳۳۵
 ۱۳۳۶
 ۱۳۳۷
 ۱۳۳۸
 ۱۳۳۹
 ۱۳۴۰
 ۱۳۴۱
 ۱۳۴۲
 ۱۳۴۳
 ۱۳۴۴
 ۱۳۴۵
 ۱۳۴۶
 ۱۳۴۷
 ۱۳۴۸
 ۱۳۴۹
 ۱۳۵۰
 ۱۳۵۱
 ۱۳۵۲
 ۱۳۵۳
 ۱۳۵۴
 ۱۳۵۵
 ۱۳۵۶
 ۱۳۵۷
 ۱۳۵۸
 ۱۳۵۹
 ۱۳۶۰
 ۱۳۶۱
 ۱۳۶۲
 ۱۳۶۳
 ۱۳۶۴
 ۱۳۶۵
 ۱۳۶۶
 ۱۳۶۷
 ۱۳۶۸
 ۱۳۶۹
 ۱۳۷۰
 ۱۳۷۱
 ۱۳۷۲
 ۱۳۷۳
 ۱۳۷۴
 ۱۳۷۵
 ۱۳۷۶
 ۱۳۷۷
 ۱۳۷۸
 ۱۳۷۹
 ۱۳۸۰
 ۱۳۸۱
 ۱۳۸۲
 ۱۳۸۳
 ۱۳۸۴
 ۱۳۸۵
 ۱۳۸۶
 ۱۳۸۷
 ۱۳۸۸
 ۱۳۸۹
 ۱۳۹۰
 ۱۳۹۱
 ۱۳۹۲
 ۱۳۹۳
 ۱۳۹۴
 ۱۳۹۵
 ۱۳۹۶
 ۱۳۹۷
 ۱۳۹۸
 ۱۳۹۹
 ۱۴۰۰
 ۱۴۰۱
 ۱۴۰۲
 ۱۴۰۳
 ۱۴۰۴
 ۱۴۰۵
 ۱۴۰۶
 ۱۴۰۷
 ۱۴۰۸
 ۱۴۰۹
 ۱۴۱۰
 ۱۴۱۱
 ۱۴۱۲
 ۱۴۱۳
 ۱۴۱۴
 ۱۴۱۵
 ۱۴۱۶
 ۱۴۱۷
 ۱۴۱۸
 ۱۴۱۹
 ۱۴۲۰
 ۱

چهارم۔ سلامیں کی مسخنت از ۹۲ تا ۹۳
پنجم۔ سلطنت مغلیہ از ۹۳ تا ۹۴

حضرت ابو بکر خلیفہ اول از ۹۳ تا ۹۴

جب حضرت محمد ﷺ میں وفات پائی تو حضرت ابو بکر کے خلیفہ ہوئے۔ وہ نہایت ہیور اور زاہد پیر و شہید تھے۔ جوینت و سلام سے تھے اپنی طبیعت میں سنی صاحب تھے۔ وہاں میں سنی کی حد میں نہ رہا۔ اس کا ایک فرس مل کرتے ہیں کہ انہوں نے رماڑ میں بیٹھا میں کوئی شعر نہیں کہا۔ عتقہ ۱۔

صحابہ کی سے لکھ سہ کہ حضرت عمر کھنہ ہیں کہ دشمنوں کی وفات کے بعد شہر میں غم نہ ہوئے۔ انہوں نے نہ بڑھنے اور نہ گھٹنے سے انکار کر دیا۔ میں نے ابو بکر کو کہا کہ لوگ جھٹلی ہیں۔ مفسد آپ کی بیعت خوب اُفت اور عجب سے کریں۔ اس نے نادر میں ہوا کہ کہا کہ مجھے تو مجھے مدد کی اشد ہمتی۔ جاہلیت میں تو ہم نے نبی کی سخت گہ تھی۔ تعجب ہے کہ بعد از اسلام تم بہت ہوئے پھر۔ میں نے کہا کہ میں نے نبی کو سب سے دلچسپ سے کر دیا ہے کیا میں نے اسے میں نے شہر میں رہا ہوں یا مدینہ کے ذریعہ لٹھیا کر ڈال دیا ہے جب تک کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے میں اس سے جہاد کروں گا۔ گو تمہارے جیسے دانا مجھے ہار لیں تو شہر میں ۲۰ آدمیوں کی طرف سے غزوہ جنگ کروں گا۔ اس نے صلہ میں وید کو ہریت کی کہ میری وہ سے پانچ ہونے کی حد تک کرنا۔ اول کلمہ ۱۔ اے اللہ۔ دوم۔ تمہیں عیب ہاؤر غور۔ سوم۔ نماز۔ چہارم۔ نہ کوئے۔

پنجم۔ سرور کا رکنا۔ اگر کوئی شخص اس پانچ میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے تو اس سے اس کا جنگ کرنا کہ وہ پانچوں ہی سے نکلی ہے۔ مخدعین میں سے بنی مد۔ بنی نضد۔ دربار میں سے قبائل قتل ہوئے۔ اور مائی سلام پر تم ہو گئے۔ ان کے سختی سے ۹۴۔

نبی سلام کی وفات کے بعد حضرت عمر نے درخیز ہو کر اہل انصار کے ساتھ مسلمان رہ گئے۔ نبی کی وفات میں عرب اترتے ہو گئے۔ مجھ میں میرا و فوج میں نہیں ایک ہی عید سے جو دستور رکھا ہے رہے اور دوسرے بنی کبر جو فوج ہوئے۔ رتہ درگ میں ہم ہر کس کو بے لے لے ابو بکر نے اس میں دوسرے کو کھلا اس کا نسبہ اگوستے نے خیر۔ ہجرت۔ خالد بن ولید کو حکم دیا کہ یہاں سے پہلے ہی کچھ منہادت قبول نہ کریں وہاں سے رہے۔ وہ جہاں ہیں اور جہاں کہیں ہی ہو گے کہیں میں اس میں سے جو حال کے ہاتھ میں ڈال کر قتل کر دوں۔ اس کو حکم ہے کہ وہ میں کی طرف پیش قدمی کرے۔ در پختہ بنو خلیفہ اس کے کہ اس سے لڑے۔ لڑنے سے پہلے اس کو مدد کی ہدایت دے۔ اور اگر قبائل نہ کریں تو اس کو سبھاروں اور آگ دونوں سے تباہ کر دے۔ اس نے کسی شخص کو رو نہ پھوڑا۔ اس کو وہ دیکھا ہے۔ اس کو ہارنا ہے کہ کھلی درجہ کے عروں کو فوج میں بھرتی نہ کرے جب تک کہ تحقیق نہ ہو کہ اس کے ذہن میں اس کا حسب سب کیا ہے۔ اور وہ کیوں جنگ کرنا چاہتا ہے۔ راستہ میں بعض کہتے ہیں کہ خلیفہ نے ایک سردار کو م کے نام لکھی تھی اور اس کو حکم دیا کہ ہر جمعہ میں اس کا ہے۔ اس میں یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کا حق دے۔ اس کا حق دے۔ اس کے حق میں جبریں قریب اور خدا کی ایک آج کے ساتھ تھا اسے پاس بھیج رہا ہوں۔

بنو سہم اور بنی عامر کوئی قدر قبول نہ کیا گیا۔ ان کو ٹھکرایا گیا کہ ان لوگوں کو حاضر کر کے جنتوں کے سب دندہ میں گھسائیں اور بادی کو بھی اور اس کو شلہ کی تھانہ (یعنی ٹانگ اور کانٹا دینے سے) اور جلاوایا۔ وہ سب ملے گئے۔ ان کے ٹانگ کانٹا کر شلہ کیا گیا۔ وہ مردہ جدا دیتے گئے۔ ان کے سر چھڑوں سے چلے گئے۔ پہاڑوں پر سے پتے گھسب دے گئے اور گنوں میں ڈالے گئے (جلد ۱ صفحہ ۱۳۲) جنتوں نے میری کب محمد بن زلمی سے ان کو دیکھا کہ جب وہ یہ کی ماں کے غم میں غنا تھڑا کا مسکری تھا جو حضرت نے کہا تھا کہ اگر مجھ کو موقع ملا تو میں بیشتر آدمیوں کا کشتہ کر دیتا۔ سب پر ٹھل بیٹا ہوا ہوا تھی کہ اگر انتقام ہو تو صرف اسی درد و جفا انہوں سے تم کو سہیا ہے ورنہ میری کدو بہتر ہے اس پر حضرت نے یہ ارادہ منظور کیا تھا۔

سالہ میں وہ کہ وہ عہدہ اہل کفر نے ان سے لایا جس کی حکمرانی اصل اور بادیں ولید و عیز و گورہ خیال سے گو سرور مشرور کر کے کتب مرید بنایا عرب کے حدود جنگ کرنے کو کھسا اور کبھی وہی اسلام دینے اور جنگوں میں ہر دو انتقام یافتہوں کو کشتہ اب کرب کی سرحد پر محمد بن کے خون سے زمین کو بھی میلہ قیام کی دوسرا حکومت میں رہا وہ خاتمہ ہوا اور ملک عرب میں اسلام اور سرور قائم ہو گیا۔

حضرت عمر کا عہد خلافت ۱۳ھ تا ۲۳ھ

حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ ایک عمدہ زمانہ ہے۔ اس کی حکومت کا زمانہ اور غالب فقور تھا کہ اسلام کی عسکری و دینی حکومت کی منو نما اور ترقی ہو اور جنگوں اور قوموں کو اسلام کا مصلح کر لیا جائے ان کی تہذیب ہو۔ جہاں تک

مشرق و ممالک کی گھسائوں کی فطرت ہے ۱۳ھ سے ۲۳ھ تک کے سات سال فیصد گن سال میں جس کے دور میں متعدد دینی گھسائیں اسلام کی حلقہ ہوتی ہو گئیں۔

ہم حضرت لاس ذکر کر چکے ہیں کہ مانی اسلام نے بھڑان کے بھجوں سے معاہدہ کر کے ان کے یہاں وہاں اور دریں و بیرون کے حفظ کا دوسرا لایا تھا۔ اپنی وفات سے پہلے انہوں نے یہ بھی کہا دیا تھا کہ اب میں اسلام کے عہدہ کوئی دوسرا مذہب نہ رہے۔ حقیقت محمد بن ابی بکر سب بھوں کو عرب سے نکال رہا ہیں اور اسلام کو غلوں کو کشتہ سے نکال کر دیا۔ عرب کی گھسائیں کلاہ بن ذوق میں بذر رسانی کے ایام میں کشتہ کی طرح بھجیا رہا تھا اسلام قبول کرنے پر زمانہ نہ ہوئی۔ میں یہ سب سب عراق کی یہ نبی ملک بدر کر رہے گئے اور گورہ و سلاطین کو دینے گئے جس کی وجہ سے اس مقام کا محمد بن ابی بکر لایا گیا۔ بعد کے خلفائے زمانہ میں سب بھجوں کے بھجوں کا ذکر کرتے آئے اور ۹۵ھ میں آئے تو سب بھجوں سے بھجوں کا کشتہ سی فرد ہوئی ہے نہ کہ سب کا بھجوں۔ بھجوں کے بھجوں کی حالت کو کشتہ و بھجوں کے بھجوں کی حالت میں سے بھجوں کو دیاں گھسائیں بھجائی گئی۔ رفتہ رفتہ اس قسید کا شمار اس قدر کم ہو گیا کہ جب قرآن مجید پر خیریت ہو جائے سب بھجوں سے اس سے شکایت کی کہ مجاری بھجائی ہو یہی ہے اور عراق کا گورہ جہاں ہم بظلم کر رہا ہے۔ حقیقت میں یہاں کہ یہاں کے مردم شہر کی کشتہ۔ تب معلوم ہوا کہ وہ اب صرف دس فیصدی رہ گئے ہیں۔ چہ وہ چالیس ہزار تھے لیکن اب بڑھنے کی بجائے ان کی تعداد صرف چار ہزار رہ گئی ہے۔ بنو عساکان کی قسید کشتہ کے مشرق اور جنوبی شام کی اطراف پر

خاکہ اس ایسا۔ یہودی ملت میں مسیحی فقیہ کے نزدیک مہرود درجہ سے تھاج
تھاکر کے جتنے تھے۔ اس کا نام دوسری رات مسیحی بیان پر نام رہا۔ لیکن اس
تقبیل کے لوگوں نے اسلام کو عادی قبول کر لیا۔ یہی قبیلہ اسلام کا رشتہ دار
ستارہ ہو گیا۔ درم کی ہمدانی مذہب سے اسلام کو درم خاص ہو گیا۔
بگن جو اپنے میں نہ تھا اور سے درم کی مسند کے نام میں بگن کر کے
پیدائش کے کوئی نہ سمجھتے تھے کہ وہ احمد کا تھا کہ بہت سے نہیں
رہ گئے ہیں۔ یہ وہ مسلم تھو کہ وہ احمد جہاں احمد نہرا جی
جائے گا کہ یہاں۔ پس اس نے ہمارے ہمارے بچوں کو بچوں میں ہمارے
مردوں، عورتوں اور بچوں کے ساتھ ساتھ کو یک ملا گیا۔

[illegible]

یہاں سے وقف میں بروقت مدد کی۔ اس کے ٹوئہ دیکھ کر ایک اور مسیحی قصبہ بنو عمر اور فلسطین کی سرحد پر رہتے تھے، اسلامی افواج کے مدد کے لئے جلدوں طرف سے صدر بیٹنگ میں کوڑ بٹا اور ٹوئب کے میدان میں مقتدہ کی ایسی یادگار کی سنگ نے پلٹ گئی۔ اس پر مقتدہ نے سر اور قبیلہ کو مخالف کر کے گناہم در تم یک ہی توں سے ہیں۔ آؤ ہم انھیں مل کر جیت کر لیں اور جنم کو شست دےں یہاں سے قبیلہ کے مدد سے اسد می فوج نے دشمن کو یہی شکست بائیں دی کہ یہ جیت باؤگار بیٹنگ کی ذاتی ہے۔

نکس، اس کے وجود حقیقہ عمرے سنو فیہا ست خرج کے عوض
 آتا جزیرہ لیا اور سابقہ جی بہتر راہی نکادی کے واسطے یہ خوب کی سمجھنے نہ
 بر۔ یہ شرط فدی اور سہل تھی۔ سینہ بحر امام ابو الوصف کہتے ہیں کہ یہ شرط
 عمرے اس سے اس شرط پر صحیح کہ وہ بے نیوں کو بونی میں غوطہ دینے
 اور نہ اس کو بیٹھنے کی بنا پیشے کے زیر دکان ہے کہ مجھے عمرے شکر دیا کہ اس پر بقیہ
 سے سخی کر رہا ہے۔ دیکھو کہ مغرب ہیں ورنہ یہ دم اس طرح مشکل ہو جاتا ہے
 تیرہ روز کا شہادہ شہری جی بہت کار بردست حرکت ہے۔ اس طرح
 کے ماہر وہ ہندو اکثر تکفیر و اسلامی ذیاج کے ہاتھ آہے۔ گو عمر کن سے
 ہی تہ پہلے ہے کہ باقی اسلام کے بعد صرف شہر کے رہا کو کچھ کہیں۔ یہیں
 حالات نے بعد میں اختیار کیا کہ اس کو کوئی روک رکھا۔ سبھی فرعون کے ہستی
 قدرت اور نہ پہلی نے ان حالات کو فتنہ بند ہی۔ اس کا یہ عقل و ذہن ہے
 چل کر کہیں گے۔ یہ دروست ہے کہ نہ رہن و نہ رہا پر بدست ہو جس کا
 اور کہ اس کے عقیدہ کی افواج شہر میں کثرت سے ہوتی تھیں جس سے بھی
 ایک تواریخ حقیقت ہے کہ یہ سبھی افواج نہایت بے پول سے جنگ کیا کرتے

تیس در کسی ملک کے لوگوں نے سلامی افواج کا ہاں توڑ مقرر کیا۔
 پہلے پہل میں جو فسادات جنگ سے قیصر ہر کلس سے کی تھی،
 اس میں قیصر اپنی عربی راوی فوجوں پر بڑا اہم درگھت تھا جو قیصر کی شخص
 لیکن جب جنگ شروع ہوئی تو یہ مسیحی عرب سلامی افواج سے مل گئے جس کا
 سہو یہ تھا کہ جنگ نے مٹ کھلیا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اس
 کی ایک وجہ یہ تھی کہ مسیحی زبان و عقوبت خرفہ کے عیسائی تھے جس
 کے پیچھے بقی خرفے اور بعضوں میں سلطنت باریات میں تھا دھوکہ کھڑے
 ہوئے تھے۔ سری وجہ یہ تھی کہ وہ اور سلامی افواج دونوں عرب تھے۔
 جن کو خدا نے بڑی کوششوں کی کہ حبرہ کے لوگ اسلام قبول کر لیں۔
 اس نے ان کو کہا کہ تم عرب ہو۔ چاہے سب کچھ ایک ہی دین میں شامل
 ہو پاؤ۔ ہمیں مسلمانوں سے ملنے کے یہاں ایک دور نہیں تو اس نے کچھ
 تم کو یہ ہو کہ تم زبان عرب ہو وہ دفعہ کے سردار قدی نے جواب دیا
 کہ چوتھیں عرب نرا ہیں۔ خدا نے جواب دیا کہ اگر تم عرب ہوئے تو ہماری
 مخالفت نہ کرتے۔ تم عربوں باہن ہیں، سے ایک قبول کر لو یہ تو ہم مشابہت
 ہو رہا اور اس صاحب میں تمہارے وہاں سے حقوق معافی ہوں گے اور
 ہر چیز دو درہم تک دے دو ان کو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم
 حبرہ دینے کو تیار ہیں۔ قتال دینے کہا۔ تم یہ نصیب ہو کہ اس زندگ کے
 صحرا میں ایک ایسے رہنما راہن کو جس سے تم جو عرب نہیں ہے۔ حبرہ
 کے وفد میں ایک مسیحی مرد بھی گئے۔ خدا نے ایک راہ درجہ نہ لگایا اور کہا
 کہ وہ راہوں کے خلاف اس کے مٹا دیں ہوں۔ اس سفر سے کل ہر سے کہ
 اس کو اپنے دے سلطنت کے کے برخلاف نہ گئے۔ ہر پہلے بتا چکے ہیں کہ

—

—

—

مسیحیوں کو باطنی سلطنت سخت ابدائیں دینی تھی اور وہ رہی تھی۔ ہیں
 ان مسیحیوں نے سلامی افواج کا خیر مقدم کیا اور نہ مانے یہ معاہدہ کیا
 دیا کہ مسیحیوں کے گرجے پر۔ وہ کہنے میں گئے۔ ان کو سنا کہ وہ راہوں
 ہمارے سے نہ روکا جائیگا۔ اس کے بعد وہ اور راہوں کے وفد پر ان
 کو صلیبیں لگائے سے وہ راہوں کے۔ بنو حبرہ کے مسیحیوں کی تعداد
 سات ہزار کے قریب تھی۔
 یہاں۔ بتلوا دنیا میں سب معلوم ہوتا ہے۔ مسیحی قیصر ہر کلس کا
 کھانا اور پتہ دھانے کا مقصد تھا کہ مسلمانوں کو عرب کے ملک کی
 کیوں وہاں کو رہا اور عقائد کھلیے نہ تھے کہ سب کو ایک اور خدا
 کیسے پادے۔ جس کے بعضوں مسیحی مؤرخ ابو بکر (BAK
 HEBREWS) ایک سے عرب راہوں کے وہ ہر کلس سے چا کر
 تھے یہاں تھے تو وہ پرواہ نہیں کرتا تھا۔ ہیں مسلمان بننے والے
 خدا نے ہم کو عربوں کے ذریعہ۔ وہیوں کے خیر سے رہی وہاں۔ عرب عرب
 کی۔ یہ سکونت ہم کو ہے۔ اس سے وہاں رہے لیکن یہاں کے ملک اپنے
 مسکونہ کو خدا سے رہی وہ ہم کو راہوں کے ملکہ تھے چھوٹا کاہلا۔
 تعداد میں ہم بتل چکے ہیں کہ تمام کے بعضوں مسیحی اور ہم کے
 ہم یہاں کے مسیحی سب عرب ہر سے وہ راہوں عربوں سے خلاف
 ۔ حبرہ وہاں سے نہیں رہے تھے بلکہ ان کے ہر مغموم ہونے کے وجہ سے
 ان کے اہل میں اس کے طرفدار تھے۔ چنانچہ بددیہی سے جن فسادات کا یہاں کیا
 ہے وہاں ہر کو نہ تھے کہ مسیحی عرب راہوں کے یہاں نہیں کرتے تھے۔ مثلاً بعض
 کا شہر بچہ کسی سخت جنگ کے سلامی افواج کے ہاتھ آگیا۔ اس سے پہلے

پر فتح کیا گیا۔

دن شرط میں سب سے محب شرط و جس کا اثر ہر اسلامی ملک کی کلیسیا پر بعد کے زمانہ میں پڑا، یہی تھی کہ عیسائی کوئی نیا گرجا تعمیر نہ کریں گے۔ غالباً بشرط ابتدا میں صرف ایسے شہروں اور قصبوں پر ہی عامہ کی گئی ہوگی جہاں گرجے بہت زیادہ تعداد میں موجود ہوں گے جو وہیں کے عیسائیوں نے اپنے جوش عقیدت کے انداز کے لئے کوچ کوچ میں بنا رکھے ہوں گے۔ اس شرط کو سن کر نہ وقت ان قصبوں اور شہروں کے مسیحیوں نے نہیں کیا ہوگا کہ اس خاص مقام پر وہ گرجاؤں کے بنانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ اس کو کیا معلوم تھا کہ بعد کے زمانہ میں اس شرط کو ایک نظر بند بنا دیا جائے گا اور اس کو عام شرط قرار دے کر ہر اسلامی مملکت کو ہر ملک کے عیسائیوں پر یہ عامہ کر دیا جائے گا۔ اہل فتنہ نے اس خاص شرط کو مٹا دیا۔ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب کتب فقہ مرتب کی گئیں، اس زمانہ میں عیسائیوں کی تعداد اس قدر کم ہو گئی تھی کہ گرجے بنانے کی ضرورت ہی نہ رہی تھی۔

محب شام کے بانی شہروں سے بھی دمشق کا طریقہ اختیار کر رکھا تھا۔ اریتریکوس اور پلوس دو دیگر مسیحی شہروں سے جو بروکسے کر سربوں کی متبعیت ختم کر لی۔

جب عمر بن الخطاب نے مسیحیوں پر شیعہ کو فتح کر دیا تو علاقہ عجم پر شیعہ کے ہاں کو نامہ دیا۔ لکھا تھا کہ اگر تم مسیحی رہو تو ہم تم سے صلہ عہد نہ ہے جو خدا کا بندہ اور ہر مومنین کو ہر مومنین کے باطنی بندوں کے ساتھ کرتا ہے۔ ہر ایک شخص جو وہ کو قاتل ہو یا بے رحمی سے مار دے اور جان لے لے یا اسے مسیحیوں کے گرجے، ان کے عیسائیوں اور جو چاہے اس کے مذہب سے متعلق

مسلمہ میں و مشرق اسلامی فرقہ کے ہاتھ آجیگا تھا کیونکہ ایک مسیحی ایشیہ کا ہاتھ اس کے سر پہنچنے میں تھا۔ اس نے خالد سے کہا: "میں ابو سلیمان شہر کے متعلق میرے سر پہنچون کر دو خالد اس کو بکھڑ کر دے دیا۔

عمر بن الخطاب نے حاتم بن خالد کو خط لکھا کہ میں دمشق کے نامہ جس اسلامی لشکر میں ہیں، اس کو بکھڑ کر دو خالد اس کے جان و مال اور گرجاؤں کے ممالک ہوں گے۔ اس نے نہر کی فصل آبادی کی ہوگی۔ اس کے گھروں پر قبضہ نہ کیا جائے گا۔ یہ یہاں پر اس کے بیٹوں اور امیر امیریں کا اس سے عہد ہے۔ اگر وہ جبر نہ ادا کرتے تو اس کے کوئی اعتراض نہ کیا جاتا۔ خالد نے اس سے اس سے عہد نامہ لکھو کر دیا تھا ہے۔

یہ ایسا عجیب و غریب تھا۔ ابنا ذری ہمیں عہد نامہ کہ سولہ سال کے شہروں کے عیسائیوں سے حسب ذیل شرط کی گئیں: جب عہد نامہ میں ہم نے یہ نامہ (پڑھا) تو اس کو کیا مسیحیوں نے نہ مانا کہ ہم سے گرجاؤں اور خانوں کو مہربان نہ کیا جائے۔ ہر مسلمانوں کی مدد اس کے دشمنوں کو ملاد، کر سکے۔ پس اس سے ہر گرجوں کی جان و مال کا قتل اور ممانہ کہ جب تک وہ جبر نہ ادا کرتے۔ پس اس کے گرجے مسیحیوں کے گرجے بنائے۔ اور ہر مسلمان کہ جاتا تھا۔ تو کسی قسم کی سزا میں شریک نہ ہوں گے۔ یہی شرط کی گئی کہ وہ اس سے نہ شش گئے۔ عہد نامہ کے تحت وہ سزا نہ گھسے جس سے بچ سکیں۔ عہد نامہ کی دستوں کو عہد نامہ کو ہر عامہ کر نہیں لکھیں گے۔ اگر کوئی مسلمان ہر مسیحیوں کے ہاتھ کو اس کے ہاتھ لگے اور سزاؤں اور بیویوں کی مرقت کیا کریں گے۔ وہ بیعت بعد ان آرمینیا کے شہروں کے مسیحیوں سے بھی یہی شرطیں کی گئیں۔ اور رقم کو بھی یہاں لکھا

اُن کو ان کے بڑے بھائی خضامہ کی وجہ سے ایذا میں دینی تھی۔ حدودہ اربعہ میں فقہ
 جہاں کس نے اللہ کی قیادت کو چھوڑا تھا۔ یہ نصیحتیں سن کر صحرارہ
 پہنچے تھے اور اس حد کے شمال مغرب تھے۔ اُن کو مدادی قوم دینی بند کر
 دی تھیں۔ یہ قبائل ملک آکر اسلام کے حلقہ گوشہ ہو گئے تھے۔ مدنی حکومت
 کے وفادار تھے اور مدنی وفاداری کی وجہ سے اُن میں سے بہت لوگ اذیتوں کی
 غریب تھے جو مدنی کے بعد ہونے لگے۔ کھڑے قبائل عرب کی منوعات
 کو برائی در دہمی فتح حب کے عامل دومی منوعات سمجھے تھے۔ پس یہ
 مسیحی قبائل حوصلوں سے مصیبت رونم سے تھے۔ یہ مسیحی قوم کے بعد گن ہو گئے۔
 عداوتیں جیسا کہ اندک کسا ہے عرب فوج کا مسیحی مقصد اسلام کے من
 کو چھوڑا اور کچھ شہر دیوے کو بھی نہ بھلا۔ وہ فاضل کشی و نقصانی جنگ
 میں متاثر تھے۔ بالی ملت کی طرف سے اُن کی گھاہیں صحرائے عرب کی ب
 سے ہل کر اُن ملک کی طرف لگائے گئے۔ یہ مسیحی قوم تھے۔ اسلامی حکم سے اُن
 محض حاصل کو ایک کر رکھا تھا۔ اور مقصد ملک کی فوجوں در ادب
 مدام کی شاعت کا باعث ہوئی۔ اس قوم میں قرأت کے وقت پورا
 کے پڑو عرب زبان و لغت تک سمجھتے رہا نہ رہے۔ درود کی وجہ
 دیر سے اسلام کے حلقہ گوشہ ہو گئے۔ اُن کو دوسرے قوم کے عقیدے کے
 بعد جب دینی فوج کو شکست دینے ہوئی تو امت سے مدنی قبائل کو لینے
 قرأت کے دونوں کتابوں پر پانچ صدی فوج کے حرس عقد کے اس
 تھے اور کئے گئے بعض قبائل سے یہ مسیحی اسلام جنوں کر بیا تھا۔ ہم سے
 زیادہ اور اندیش و در دہنس منہ مانت ہوئے ہیں۔ آپ جو رستم مانی فوج
 کا جریل ہونے لگا ہے۔ ہم بھی اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ مسلمان ہو کر

سہ قبائل اسلامی فوج میں شامل ہو گئے۔ درود پر جمع حاصل کر کے ٹوٹ
 کے اس میں بر کے حشد رہ گئے۔ دروے صبر ہو گئے۔ اور ان کی دوسری
 حد سے یہ ہو گئی۔ یہ چھ اسلام میں فوج سمجھتے ہیں کہ وہ کیا کرے تھے کہ
 "واللہ لا یومض لک لہا میں جہاں کرنے کی خاطر مدنی جنگ کر میں پھر بھی ہم
 کی لغتوں کی خاطر جو ہم کو حاصل میں سر دہم کر کے شگے اب
 بھانوس کی فوج اس سے بحث گئے ہیں اور بھوک اور نکل کی جانب سے
 یہ فوج دے گئے۔ یہ فوج مسیحی اسلام سے نہیں میں صبر اور میں
 نے سے سے تھے۔ اسلامی فوج اب فوجی ہونے کے بعد جنگ
 طریقہ الدیاح میں فوج اسلام کا کہ دروے صبر ہو گئے۔ اسلامی فوج۔
 یہ مدنی فوج کی کا حال تھا۔ لیکن مسیحی فلسطین میں شہر دین ہیں
 آباد تھیں اور عرب اور عجمیہ قبائل جو قبائل تھیں اُن میں صدام سے تھے۔
 یہ مدنی نے اسلام سے ملت تھی۔ یہ نصیحتیں کے مشرقی حشد سے مسیحی مدنی
 فوج اسلام کے بعد اپنی طاقت کے دار۔ یہ دروے صبر ہو گئے۔ در
 اُن کو اُن دار و دروے صبر ہو گئے۔ یہ مسیحی فوج کے حکم سے۔ یہ مسیحی فوج کا عرب
 کے مسیحی قبائل کے اسلام کے حلقہ گوشہ میں سے کی صحت سے مسیحی
 مدنی۔ اس مدام جو اس کے مسیحی قبائل سے دروے صبر ہو گئے۔ مدنی
 کیا دی میں جناب ہو گئے اور دروے صبر ہو گئے کے باعث دروے صبر
 اسلام میں آ گئے۔

جو قبائل مسیحیت کو ترک کر کے مدام صبر کر لیتے تھے۔ اُن کی
 تعلیم و تربیت کا طریقہ وہ تھا کہ اس میں حضرت محمد سے ہر ملک اور
 قوم و قبیلہ میں اسے سلام مقرر کر دیئے جو نو مسلموں کو ترغیب دلاتے

کے وصف پہلی کی طرح ہیں کے مکمل تکلیف بھی نوح مصر کے وقت وہ سو دوسو سال سے اور پرکا ہوگا! بعض شہسوار ہستوں نے تو اس کو حلیفہ جبرم عمل بن بیٹا لب کے عہد میں بھی زندہ بتایا ہے۔ جبکہ پہلی صدیوں عہد میں لکھنا ہے بھی انھوں نے جو مصر کے عہد سے منسوب تھا اور دیکھ کر طرف منسوب تھا، ایک مصرانی فلسفی تھا۔ اسے میراوسین علی بن ابی طالب اپنی فقہ حنفیہ کے عامل نے قتل کر دیا۔ اور اس کی خاکشاہ کو تیار کر دیا۔ یہی نے اس ماسک پر لب علی کو لکھ اور اس سے دہ ماسک۔ اس سے کہیں سے محمد بن الحنفیہ نے اس کے لئے دہ ماسک لکھا اس کی مثل میں نے اس سے مندر حکیم بن الحنفیہ منسوب کے ہاتھوں میں لکھی تھی۔ گر۔ بیان دست ہے یہی کی فکر دیکھاں موسماں سے ہی زندہ ہونے ہے۔

یہی نوحی نے روشنی کہ جسے PHYSICS کا رجمہ اور اس کے بعد ۲۵۰۰ ہجری میں لکھی تھی۔ یعنی اس کی فکر ایک سو بیس سال سے آتھی جو یہ یاد فرمائی ہے۔ گنگا قیاس دست ہے اس صاحب سے جو اصل از اسلام فوت ہو گیا ہوگا۔

ابن الفتحی نہ صرف یہ بیان کرتے ہیں کہ بھی انھوں نے تصدیق عہدوں سے نوح مصر کی صحبت میں رہنا تھا بلکہ دوسرے کے کہ کتاب خدا کا دفتر تھا عقلاً ہے ایک روز پہلی صبح کے ٹکڑے کو کہا۔ آپ یہ تمام سکندر پر پیر دیکھ دیا ہے دست فہم کہ جس میں برتر دکاوی ہے۔ ہم آپ سے اس جبر کی یا ہر جو آپ کے ناموں سے کہتے ہیں کہتے ہیں جو یہ آپ کے کام کی میں ہے وہ آپ سے مانگے ہیں۔ آپ اس سے سرہ تھا دیں۔ عمر دوسے کو چھ کہ وہ ایک چیز ہے جس کی کو کھنڈرت ہے۔ یہی نے تو دیا کہ آپ نے نہایت کتاب خدا

کی حکمت و فلسفہ کی کتابوں پر نظر رکھتی ہے اور ہم کو ان کتابوں کی ضرورت ہے جو آپ کے لئے بیان ہیں۔ عمر دوسے کو چھ کہ کتاب خدا کا دفتر تھا عقلاً ہے ایک روز پہلی صبح کے ٹکڑے کو کہا۔ آپ یہ تمام سکندر پر پیر دیکھ دیا ہے دست فہم کہ جس میں برتر دکاوی ہے۔ ہم آپ سے اس جبر کی یا ہر جو آپ کے ناموں سے کہتے ہیں کہتے ہیں جو یہ آپ کے کام کی میں ہے وہ آپ سے مانگے ہیں۔ آپ اس سے سرہ تھا دیں۔ عمر دوسے کو چھ کہ وہ ایک چیز ہے جس کی کو کھنڈرت ہے۔ یہی نے تو دیا کہ آپ نے نہایت کتاب خدا

تصدیق عہدوں سے نوح مصر کی صحبت میں رہنا تھا عقلاً ہے ایک روز پہلی صبح کے ٹکڑے کو کہا۔ آپ یہ تمام سکندر پر پیر دیکھ دیا ہے دست فہم کہ جس میں برتر دکاوی ہے۔ ہم آپ سے اس جبر کی یا ہر جو آپ کے ناموں سے کہتے ہیں کہتے ہیں جو یہ آپ کے کام کی میں ہے وہ آپ سے مانگے ہیں۔ آپ اس سے سرہ تھا دیں۔ عمر دوسے کو چھ کہ وہ ایک چیز ہے جس کی کو کھنڈرت ہے۔ یہی نے تو دیا کہ آپ نے نہایت کتاب خدا

مرتبہ پیغمبر اسلام کے زمانہ سے پہلے برپا دیکھا گیا تھا۔ رنگارنگ رجون ۱۹۵۵ء
صفحوں پر۔ یہ رحمان بکلی بخوبی کا اس واقعہ سے دور کبھی وہ مصطفیٰ پر
سکنا کیونکہ اس کا خدشہ ناخداہ تک زندہ رہتا بعد از قیاس ہے کیونکہ
اگر وہ رسولی عربی کی بدست گشتی زندہ رہا ہوتا تبھی وہ اس وقت ایک
سوساٹھ سال کے لگ بھگ ہوگا۔

خیمہ عثمان (از ۱۹۵۶ء تا ۱۹۵۷ء)۔

خیمہ عمر کی نہایت کے بعد حضرت عثمان خلیفہ ہوئے اور اس کے بعد
کے بعد حضرت علی پانچویں تک خلیفہ رہے۔ تاریخ اسلام کا وہ زمانہ جو حالت
عثمان سے شروع ہوا کہ شہادت حسین پر ختم ہوا ہے فقہ حنفی کا ذکر کیا جائے
محققانہ شمار کے عند میں ایران فتح ہوگا۔ عرب کی فوج نے ایران پر
قبضہ کر کے پی در پی در شہر کو بیٹھا کر دیا۔ شہر کی خدمت جس مذہب نے
عبدالوں تک پہنچنے کے لئے سفر کر رہا تھا وہی وہاں خود اسلام کے پرچم
تبدیل ہوا گیا۔ اس کے پیرو مجبور ہوئے۔ یہ وہ اسلام قبول کرے یا جزیہ
دیں جس پر عہدوں یا میں قبول رکھیں وہ اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت
کئے۔ یہاں سے بعض ہجرت ہندوستان میں اگر بنا کر گریں ہوئے۔
موجودہ دور کے "مارسی" سی زمینوں کی دولتیں۔

مسیحیوں نے ان جنگوں میں اسلام کے خلاف ایاموں کی مدد نہ کی۔
وہ سمجھتے تھے کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح کا بار لیا ہے جو اپنی سلطنت نے
عبدالوں تک پھیلایا ہے۔ ان کی عیسائیوں نے اسلامی افواج کا پیچھا
کیا۔ عرب افواج نے بھی عیسائیوں سے فری کا برتاؤ کیا۔ ایک حرب شاہزادے

سعید بن جریج نے مسیحی تھا خلیفہ سے اس کے لئے سفارت کی جس کی وجہ سے
بھی ایرانی عیسائیوں پر زیادتیاں ہوئیں۔

خلیفہ عثمان ایک دولت مند و صاحب جہت شخص تھے جن کی زندگی
رحمہ و آرام میں بسر ہوئی تھی۔ وہ نہ تو خ مسعودی کے ہیں کے مصنفین کے
تاریخ نویس ہیں۔ بہتر دوسرا اور اس لاکھ در ہند موجود ہے۔ یہ
انہی کی اور حسن و غیرہ میں اس کی حیثیت ایک لاکھ سے کم نہ تھی اس کے بعد
اگر وہ دیکھیں تو اس کا کوئی شمار نہ تھا۔ لیکن اب اگر اور عمر حبیبہ خلف کے
ایک ایسے صبیح کی ضرورت تھی جو ساری مملکت پر سیاحت و مہم و نہایت
اور حفاظت کی کار لگ سکتا ہو۔ لیکن اس وقت کے حاکم۔ کئے دروں کی
طرح انہوں نے گمان میں نہ تھی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس سے
بہی اُمید تھی کہ ناجائز فائدہ اٹھائے۔ حنا و یحییٰ کا بیل ہے کہ جب
میں عرب کا مال قیمت ہوا۔ تو میں دیکھنے شمار سب کے بارہ
بچیس لاکھ بعد دینا تھے جس کا یا کچھ حققت یہ اس میں جج
سامنے تھا۔ لیکن انہوں نے یہ مرقوں میں حکم دے کر اس میں
نکاح کر دیا۔ ادا دہشت کے سبب اس کا حلقہ یہ ہو گیا۔ یہ جانب
میں گئے۔ یہ عرب و کی طرف سے یہاں ہو گیا۔ خودیہ ورت کبیر بن جریج
میں رہتے گئے۔ یہ گریہ کی کہ یہاں بد ہو گیا۔ گورنر اپنے علاقوں میں
نہ خودیہ ورت نہایت رکھتے تھے۔ اس میں معاہدہ۔ ظلمہ۔ زیر و زور
ہی انکو عیسائی بزرگ ہستین شامل تھیں۔ اس صارت میں ایک ایسے وقت
ایلیش صبیح کی ضرورت تھی جو عربوں میں نہ تو شکستہ ہو کی میب میں
سکنا اور اسلام کے اس نازک ابتدائی دور میں فہم و فرست سے کام لے کر

مسلمانوں کی صحیح پہری کر سکتا۔ چھانڈ نبیوں اور فوجیوں کی تنظیم وغیرہ کی جانب
توجہ نہ دیتی۔ جیسا کہ وہ دوست کی عزتوں کی راہوں کو سختی سے رکھتا اور
بڑھتی ہوئی جماعتیں، در عرب کے دور میں جا گئے ہوئے غیر رقابت
کے عربوں کو سختی سے دبانے پر مجبور اور ہر کام جس کے لئے فراسٹ
سید انوری۔ وسعت عقول در دوردہ لیشی کی ضرورت تھی۔ لیکن خلیفہ عثمان
پر دھکے ہوئے جوابات کو سید بدل نہ سکے۔

اسی زمانہ میں عثمان نے قرب میں منسوب قرأت کے باعث مصعب
نہائی اور پھر قرآن تیار کر دیا۔ در پھر دیگر قرآنی نسخوں کو برباد یا اس واقعہ
نے صرف جماعت قرآن کو برباد کر دیا بلکہ عثمان بن جابر اور جابر بن عبد اللہ
جیسے نبی عثمان صحابہ و رسول کو مار مار کر قرب قرآنی نسخوں کو آگ میں بھرنے سے
عوام کی بھڑک اٹھے۔ سال ۱۰ھ میں ہمارے مصنف بھی مابل تاس ہوئے ہیں
میں در دستہ میں ع کے نہ قرآن کی جماعت (جویم بدیمی در نیم
میں سے تھی۔ نے سنا تھا باکو دستہ خلاف کا تصور جاری رہا نہ میں نے سنی
نہیں گئی۔ مخالفت بڑھتی گئی اور داعی مدینہ کی طرف بڑھے در حضرت
عثمان افسردہ ہوئے۔

حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کا نسب

حضرت علی رضی اللہ عنہ ۲۵ ذی الحجہ ۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب طائف
پر مشتمل ہے۔ ان کا نسب طائف خاندان سے تعلق ہے۔ ان کا نسب طائف
ابن تیمیہ اس دور میں تلو۔ بل قبیلہ میں آئیں۔ بل قبیلہ میں ایک جنگ میں
مستتر رہے۔ ان کے بعض میں معاصر در صحابہ و رسول در دور جب

مسلمانوں کے خلاف تھے۔ جنگ عین کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بی بی کے
ایک گروہ (موجود) سے قتل و قتل میں اُبھرتے آئے۔ بلکہ خارجی بن علی
نے زہر الکود صحیح سے ان کو ہلاک کر دیا۔

یہی ملک وندوں کی وجہ سے علی کے زمانہ میں نہ کوئی جہاد ہوا۔
کوئی ملک اور شہر فتح ہوا۔ اس وقت وہ زمانہ کا ضد دکن سے چلتے پھرتے
فتح ابیاد و شہر مقدس میں تھے۔ انہوں نے زہر کو روکا۔ آگ میں
جلا دیا۔ ہم دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ حضرت نے حکم دیا تھا کہ قیدیوں کو قتل نہ
کریں۔ یہی پتے پتے کرنا۔ یہی دور ہے۔ اس کی تعلیم و تربیت کریں۔ میں
بلو قلعہ سے سو فرساق کو نظر انداز کر دیا۔ در جرات سے کام لے کر وہ
اپنے بچوں کو پیسہ دے رہے اور اس کو بھی مقادیر کا کھاتے رہے۔ حضرت
علی کو یہ بات سماعت ہوئی۔ ان کو معلوم ہوئی۔ جب پھر معبرہ کہتا ہے کہ علی کہتے تھے
کہ مجھے فریب مل پڑے۔ میں نے قلعہ میں قتل کر دیا اور ان
کی عزتوں در بچوں کو قید کر دیا۔ لیکن وہ خود قتل ہو گئے اور قلعہ علی
بچوں کو پیسہ دے رہے اور انہیں سکھاتا رہے۔

خلافت راشدہ قریب بیس سال تک قائم رہی۔ اس دور میں عرب
کے ملک میں مسیحی مذہب ختم ہو گیا۔ لیکن یہ خود خلافت راشدہ کی سبب
اور یہ سببوں کے مجموعی طور پر عرب کے مابقی ممالک میں خلافت کی حکومت
کو اس مابقیوں اور قبیلہ کے مملکتوں میں ترجیح دی گئی۔ کیونکہ قرآن نام
نور و علیائوں کا درخشاں نور ہے۔ اس کا روح ہوا۔ در حضرت نے ضروری
میں ہزاروں کو خاص مزا عطا دے رکھی تھیں۔ چنانچہ پیش یا ایک عامہ عرب
مقوم از مملکت تاسیسات و صوبہ فارس کے۔ در دشمن کے لشکر کو لکھتا

میں ملازم رکھنے کی وجہ سے حضرت کا بیٹا بھی یا سید بھی نہ رہی کہ وہ روئے کے
معاذ سے اس کا تعلق تھا۔ یہ شخص ایک انتظامی ضرورت تھی جس کی وجہ سے
عسائی طاعت میں لائے گئے تھے۔ اس بات کو خضفا کی فرضی بے تقصیری اور
روادری پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

دوسرے بچہ جس کا نام خلیفہ تھا جس نے جو بھی سب سے متاع خصل کی بات
کے لئے کہ فرمایا کا روئے۔ یہ سارا وہ اس کا مدعی نہ تھا اور یہ یقیناً بچہ
کہ یہ وہ بی بی امیر کے دیگر خلیفہ مسجدوں سے ملے تھے اور وہی وہ بی بی
کے تعلقات رکھتے تھے جس کے بیخود ہے۔ خلیفہ یہ ہے کہ خصل جس
تھا اس کی زیادہ کی طرح لوٹن میں مسعود تھا اور نہ بڑی طرح میں
تھا اور طرب کا دل وہ تھا۔ میں سمجھا تھا کہ وہ ہم جس کا تجسس پڑا
بڑا اور خصل وہ توں ہم بیابان اور ہم لوہے جی رہی وہ سے وہاں کا
سلافت کا مغرب بھی تھا۔ میں نے مذہب کا اس میں مطلق حق ہے۔
تھا۔ ڈاکٹر مارگوں سمجھ دے مست رکھتے ہیں کہ میں نے خمد میں مسکن ہو کر
میں یہ شکایت ملتی ہے جو بعد کے زمانہ میں نہ ہو گئی۔ یہ مسجدوں کو
سرکاری ادارہ میں دی جاتی ہے۔ غالباً اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ بی بی امیر
کے زمانہ میں ابھی سلطنت کے کا وہاں رہنے والے کی بی بی امیر تھی
معدن کو تھے جس کی مثال زمانہ مطلب کو دھج کرتی ہے۔
انھیں مسلمانوں میں اس کے مطابق اس کا باپ سر جیس با شہر اور
معاذ ویر در پردہ میں معاویہ اور معاویہ بن زید کے عہد حکومت میں وہاں
خراج کا مشغول تھا۔ معاویہ بن زید کے ایام خلافت میں معاویہ
کا دور شروع ہوا اور معاویہ خلیفہ ہوا جس کے زمانہ میں ہی سر جیس

دوسرے بچہ کا مشغول تھا۔ میں نے وہاں کے بعد اس کا بیٹا عبد الملک اللہ
بن زید کو شکست دے کر عبد الملک کا خلیفہ ہوا اور اس نے بھی سر جیس
کو اس عہد پر برقرار رکھا۔ اب کی بات کے خلیفہ میں تو جی اسی
عہد کے برسر فرزند ہے۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ وہی خلیفہ تھا جس
کی خصلت وہ خلیفہ سے اب پر فرزند ہو کر اس نے ایک جی خصل
کسی کے کہ خلیفہ کا بھی وہاں میں تھا تھا اگر خضر بنو مشق
حمد کے دے تو میں تو خلیفہ کو پ کے حوائج کو لگا۔ علیہ میں خصل
کو یا عسائی کا ہو گیا۔ اس نے جو مال کو مست سے ایک کر دیا جس
وہ اصل حادہ سے وہ خلیفہ نے اس نے معدن کو جس کو خصل بنا دیا
میں اب معدن میں مارک لٹا ہو کر تھا وہ اس کو سر میں ہو گئے
تھے یہ معدن کو خصل کے باب کا خلیفہ مزاہوں کے حادہ کے زمانہ میں
بچے کو یہ سرور و دولت ثابت کرنا کہ اس کے خصل و حادہ کی انتظامی
ضرورت تھی نہ کہ عسائی۔ وہی۔ یہ مذہب کی۔ جی مذہب حمد ملک
رہا تھا۔ یہاں سے ملتی تھی۔ یہاں سے ملتی تھی۔ یہاں سے ملتی تھی۔
حادیات کو یہی دین میں خصل کر دیا اس کے لئے یہی طاعتوں کی طرف
درجی در اس کے بعد مسجد کا ملازم رہا نہ ہو گیا۔

خود بنی شدہ کا بی بی معاویہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کے عہد میں
نظر میں مسیحی سلطنت سے بچت درجی جنگیں کرنا با تھا۔ میں بھی
قلعہ صبر پر پیش قدمی نہیں ہوئی تھی۔ معاویہ عیسیٰ بن زید اس کا جانشین
ہوا۔ اس کے نہ خلیفہ میں اس کی وجہ شروع ہو گا اور معاویہ بن عبد

اس کو دیکھ کر اور کھانے پینے کا حشمت و حرمت اور شراب و طرب کا بترق
 تھا۔ خوبصورت کبیرہ اس کے گرد و پیش رہتی تھیں۔ جاجیر معنوی
 لکھتا ہے: یہ اپنے وقت کا بہاؤ تھا۔ جس کا ہر طرف سے صرف کرکھا۔
 سر پہ کاجی سخت عادی تھا۔ اس کے قدموں میں ماسکس کا راجہ جی میں
 شروع ہوا جس سے اس وقت کا مسلمان سا بچہ۔ سکا۔ بچہ۔
 اس کا دل کے قصص و حالات سے بہت پرور تھا۔ اس کی کہانی۔ اس سے
 پتہ چلتا تھا کہ وہ زمین میں جب تک تھا۔ وہ کبھی نہ چھوڑا۔
 الوداع سندری اس کو "حکایت" کے نام سے یاد کرتے تھے۔
 یہ نہ تھے کہ کبھی مجھ کو کہتے تھے۔ یہ وہی کہتے تھے کہ "بھائی
 گئے۔ اگر یہ سچ ہے تو یاد رکھو کہ میں ایک مسلمان کی طرح جو عرب کی سرزمین
 میں ہو گیا۔ زہد و صبر و تحمل۔ کسی کو کھانا کئے بغیر نہ رہنے دیتا تھا۔
 فطرت کے شرک سے شرم ہی دل لگی تھی۔ اس کی طبیعت خلافت و قیام چاہتی تھی۔
 مرہ نبیوں کے مطلق حقائق و آثار، عبد الملک کے دشمنی کے
 مسجد جامع کے گریو کی زمین کو مسجد میں شامل کرنا چاہا۔ اس نے
 فیس کی جتنی سے کیا کہ وہ بچھے دے۔ لیکن غنائی نے اس کو قبول نہیں کیا۔
 کہ عبد الملک کو یہ موش ہونا چاہا۔ اس بعد میں ولید بن عبد الملک کے
 خود دیکھے ہاتھ میں پھاڑ دئے۔ اس کی دیوار پر عریض و طویل کا کوئینہ کر دیا
 در میں کھڑی مسجد میں شامل کروں۔ جب عمر بن عبدالعزیز کا عہد تھا تو
 اس نے جیسا کہوں گا کر دیا کی چیزیں دیں۔ جیسا کہوں نے کسی میں
 مصحف تھکی کہ عیسائیوں کو خوش کر کے ان کو اس مایہ پور ہی کر کے
 وہ پیر مطالبہ سے دستبردار ہو جائیں۔ جب خلیفہ کے پاس یہ راضی ہو چکا

لوگوں کو خوش ہو گیا۔

خلیفہ عبدالملک کے زمانہ میں تاشکند میں اندریس کے
 ایک دوست مسیحی تھا اس کا نام اس نے کیا کرنا ہوا۔ اس نے منہ کے نصف
 مقامات میں بیچے و دھتے ہیں بیویاں۔ قسط طے کرتے تھے۔ اس سے دو
 ماہ سا گریہ و غصہ کرتے۔ اس بعد کے بھائی مسیحی بنے۔ اس کے
 ایک بیوی ماہ نام نے اس کا حاصل کر کے متوں میں کیا کرنا تھا کہ گو کہ یہ
 سہرہ مشعلوں سے بنی آگ تھا۔ اس سے اس کا جسم اس کے اول کے لئے سے
 اٹھا کر میں ایک رہا۔ شش میں نہ جا گیا۔

خلیفہ عمر ثانی نے اس کا چارہ اور ذکر کیا ہے۔ یہی اُمیہ کے سر پر تھا
 میں سے تھا۔ بنی اس کے حکم کے لئے بیٹے باہر تشریف لائے۔ جس سے لوگ محضوں
 اور گئے۔ اس نے گور کو شکر دیا کہ پانے کے لئے منہ پر ہاتھ نہ کرے
 لیکن اسے گریہ مساکر کر کے دیکھ کر اس کا دل بڑھ گیا۔ اس کے
 عہد میں رشتہ دار مشائخ نے اس کو سب سے پہلے کہے۔ "جیسا کہ آری ملکہ
 ملک کو اس بات کا قرار ہے کہ اس نے غزوہ حنین میں ہر قسم کے اہانت
 کر مہم و درندوں سے قسماں کو اسلام میں داخل کیا اور ان کو خلاف وعدہ
 کہے۔ جیسا کہ ایک دفعہ پر اس سے اس کی فوجی اور کہ ایک ہزار چھلکے
 تاکہ وہ اسلام قبول کرے۔ اس نے گور میں کھانا دیا کہ مسلمانوں کو سلام کر
 دعوت دین چاہتا تھا۔ سال کے گور پر حیرت۔ اس خبر سے بہت پرور ہوا۔
 کو سلام کا جانتے گوش کران۔ ہم نے سطور بالا اس ذکر کے بعد اس میں حکم
 ماضی کیا گیا تھا۔ اگر کوئی عیسائی شخص بھی ہو جائے پھر بھی اس کو جزا دینا
 ہوگا۔ تاکہ بہت اسامی میں رو بہ کی کمی دفع نہ ہو۔ خلیفہ عمر ثانی نے اس حکم

کو مستحق گردید و حکم پاکہ گردون عسائی جنہ کی ادائیگی کے وقت سے پہلے
 یہ ادائیگی کے وقت بھی اس قدر ہوئی کہ وہ اس کا جریہ معاف کیا جاتا تھا۔ چونکہ
 ان اسکا مہ کا بیت اصل پر شرط لہذا غلطی سے حکم پاکہ عسائی ناچار مسئلوں
 سے بے چارے مخصوص ہو گئے۔ ایک اور حکم کی رو سے اس نے تمام عسائیوں کو
 حکومت کی عمارت سے خارج کر دیا۔ اس کا نتیجہ خود اسد می حکومت کے
 کار و بار سے اس میں بڑا ہی بے چارہ ہو گیا۔ اس نے بھی حکم پاکہ کے سلاوی ملک کے
 سامنے چل کر حق کا لباس پہن کر اس میں خود اپنے مسئلوں میں فرق اور تمیز
 برقرار رکھے۔

یہ بیڑائی رشتہ نے اپنی حکومت کے پہلے سال
 میں نظام کے بعض بڑے بزرگ مدد میں کو اپنا رت دی کر دیا، ایک ایسا رشتہ
 ٹھیکہ کے اس کی نقد میں ملا میٹھوں ملک کر کے۔ اس کے لئے اس کا سوا سو روپے
 کے کوٹوں میں اس بیڑی پاکہ نے ایک دربار کی نقد میں کی۔ کھسبیا کے
 لئے یہ جائے غیرت ہے کہ اس کی مخالفت کرتے دے مسلمان نہ تھے
 بلکہ راسخ اخوت و عیبی تھے۔

حصہ ہمام کے عہد میں اس رشتہ کا رشتہ عرف کے گورنر
 خاندان مفسر دار اس رشتہ نے اپنی عسائیوں کے لئے ایک
 رشتہ بنوا دیا۔ اس میں سب سے بڑا رشتہ ہے۔ لیکن یہ وہ رشتہ سبائی
 حکم کے تھے جو صفا کے حجاز پر موقوف تھے۔ ان کا عقلمند مدد حکومت
 کے اصول سے نہ تھے۔

بلاذری کا حکم ہے کہ یہ رشتہ سے ملتا ہو جیسا کہ اس خبر ولید بن
 یزید نے قبرس کے غیر مسلم و مسیحی شہروں کو جزیرے سے جلا وطن

کر دیا اور ان کو عیسائیوں کی ایک ڈھ شام میں سکونت کر دی۔ جب ولید مارا گیا
 اور یزید بن ولید بن عبد الملک اس کا جانشین ہوا تو اس نے
 اس کو دس ہزار تیس بیس بیس بیس بیس بیس بیس بیس بیس بیس بیس بیس بیس
 لاکھوں کے مسیحیوں کے ساتھ بھی اسی قسم کے سلوک کیا گیا۔ بعض عیسائیوں
 نے حکومت کے خلاف بغاوت کی تھی پس اس کو اور ان کے ساتھ لایا گیا۔
 عیسائیوں کو بھی عداوت کر دیا گیا۔ تب امام اذہ حنی نے مرقہ کے علاقہ دار
 کو لکھا کہ چونکہ خاص لوگوں کے ہر میں کو کوئی حق تھا کہ تم کو بھی سزا دے
 جو ہر میں شریک نہ تھے۔ قرآن میں حکم ہے کہ ایک کا بوجھ دوسرے نہیں
 ٹھہرتا۔ پھر اس نے رشتوں عربی کی تحریر لکھو گئے غذا لکھتے کہ نفع بین
 مہر سے ثابت ہے کہ یہی حکم ہے اکثری مسئلوں کا تھا کہ عیسائیوں کے امیر کی لگائی
 کرنا یعنی قوموں کی فتنہ دہی بوری کی جاسکے۔ دریں لوگوں سے عہد کیا گیا
 ہے کہ اس پر جو قسم در پیدائی کر لیا جائے۔ پھر ان کی رعایت سے زیادہ بوجھ لگایا
 نہیں جیسا کہ رشتہ کے رشتہ کے خلاف مدعی بن کر لکھتا ہے۔ (حصہ ۱۰۶) اس
 سے ظاہر ہے کہ موی دیں ختمہ ختم کے لئے اس میں بھی ایسے وسیع تسلیم کیے گئے جو
 ملکہ ہر مہر مطلق اخذ و عطا اور اس کے عہد کو ان کی فتنہ دہیاں متفقہ
 دیتے تھے۔

(۱۵)

نظر حق خود قیاس کر سکتے ہیں کہ بنی امیہ کے مطبق العسائی اور مسلم
 مسلم شعراء نے ایک اور نسبت موی سے دیے عہد کی برتنے دے مسیحی کلیسیا
 صوبہ بیس اقلیت کی اس نسبت سے۔ امر سبھا و بیبا انفاق کر دے عیسائیوں
 چھپکے ہیں بلند نہ تھا لیکن اس کا پیش یزید بن سن ونا جرحا جس نے نالی اسلام

کے واسطے جس کو قتل کیا۔ مدینہ پر چڑھائی کر کے اُس کو تیس دن تک گولیوں
سات سو اسیاب قتل کر دینے اور ایک ہر کنواری لڑکیوں کی عصمت و سرب
کر دی۔ اُس نے مکہ پر حملہ کر کے کعبہ پر چڑھنے سے سنگ باری کی اور لڑا آپ
کعبہ کو حصار دی۔ تاریخ طائف میں ہے کہ آپ کو فوج کی تشددی سے ہی فوج
کے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے سامنے بڑھ کر فرمایا کہ دیکھو اُس نے
اُس کے بیس کو لے کر لے لے۔ بیسے شخص کے زمانہ میں سچی کلیسیاؤں کا مکہ
محل ہو گا جس نے حصار ہم کو رکھ کر اُسے اپنی جگہ ایک خواہ کی بنا پر تمام
سد شدت سے پہنچیں، کو اُس نے دینے کی ہمت دی تھی۔

حضرت نبی کریم ﷺ کا مدینہ سے طائف سے طائف سے طائف سے طائف سے
سب سب سے قتل کر کے مکہ تھے۔ خلیفہ یزید بن عبدالملک کا قریب
نصا کہ وہ جو حدیث کلاں کے چھوٹے میں بد وقت شرب پانی کر دھو شرب
تھی مسیحی کو کلیسیا کے باب و درجہ کی کتابت میں اُس نے ہی چھوڑی
کنیز کی طرف کچھ لکھ کر جو کچھ کی تو وہ اُس کے صوفیہ بایا جیسی جس کی وجہ
سے وہ مر گئی۔ اُس کے سوگ میں فوج دستوں سے اُس سے پرہیز نکلا اور دن
دن تک اُس کو دفن ہو نہ پانچ سو سال کا قبر جو دن اور رات پانچ سو سال
ازخرو رہے ہی قبر کے پیش و عشرت کی زندگی کا حال ہے۔ اُس کے علم و حکم کی
اسنان اُس کی قتل کی دست سے ہی زیادہ طویل سے اُن کا عہد قریب ایک
صدی تک رہا اور اس ایک صدی میں ہر ملک و قوم کی کلیسیا میں جو اُن
محاکمات میں رہتی تھیں قتل کی زندگی بسر کرتی رہیں۔ درانی کے حصص و اُن
اور ظلم و ستم کا شکار رہیں۔ یہ کلیسیا میں دور دور قتل ہوئی تھیں کیونکہ آپ
اسلامی سلطنت الیہ و فریقہ کے محاکم اور پھر مروجہ کے محاکم پر مشتمل

تھی اور سو سو سالوں کے اندر اندر اسلام دریا سے سندھ سے بھارت و بنگال
تک درجہ درجہ سے گزرتا اور قسطنطنیہ کی کلیسیا تک اور کا شہر
سے لے کر باغی مصر تک پھیل گیا تھا۔ اس اسلامی سلطنت میں یہ مختلف
مذہب و اقوام کے لوگ تھے عرب، یہودی، عیسائی، مانی، زرتشتی، ایرانی
اور انی ہندی اور عہد اور ب پرست بھی اس میں بیٹے تھے اور جب
کے عربی زبان سے اُن کی درجہ زبانوں پر فتح نہ پائی تو وہ بھی اپنی مادری
زبان میں بولتے تھے۔ مثلاً پھر یودی خطہ کے زمانہ میں رومی، سریانی، فارسی
ورقعی و شیرا عیسائیوں کی مادری زبانیں تھیں جس کو وہ لکھ لکھ اور ولولہ
کار و بار اور مذہبی عبادت کے لئے استعمال کرتے تھے۔

فصل سوم۔ خلافت عباسیہ کا زمانہ

(از ۱۳۳ھ تا ۵۰۵ھ بمطابق ۷۵۰ء تا ۱۱۱۱ء)

صفائے بغداد کا خاندان نمایاں مشہور اور موثر خاندان ہے جو نہ
نصہ اس کا تعلق باغی، اسلام کے حقیقی بنائے ہے لہذا یہ خاندان
عباسیہ کہلاتا ہے۔ خلافت ہی متہ کہلاتا ہے۔ - - - -
مندی میں مندرجہ کر دینے گئے تھے۔ لیکن اُسوں نے نئی امتیہ کے خلاف
پردیائے کیا، درخاندان علی کے گلوب دلو میں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔
اس کا نتیجہ یہ ہو کہ ۱۳۵ھ میں بنی امیہ کو شکست ہوئی اور اُس کا آخری
حلیفہ مروان قتل کر دیا گیا۔ ابوالعباس نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا
ور بنی امیہ کے خزانہ کو چھین کر قتل کر دیا۔ اسی وجہ سے اس نے سفلہ

دعوتِ حق اور کائنات کا مقبض اختیار بھی کر لیا۔ نبی امیہ کا ایک فرد عبدالرحمن بن معاویہ اس کے ہاتھ سے بچ کر بھاگ گیا اور اس نے ہمسایہ پنج کر کے جس سے بکھر خد فتن کی بنیاد ڈالی۔ اس طرح نبی عباس کی حد فتن افراد میں شروع ہو گئی اور ہمسایہ نبی میں بنو امیہ کا خندان فتن میں ٹھکرانی کرنا۔

خداوند کی مذہبی حیثیت نہ مٹنے کے ساتھ حتم ہوئی تھی بن خد کے زمانہ میں خلافت کا منصب خاص نہ بنی تھا جس کے نامور نہیں درج جس کے لئے انھوں نے قریب میں کی تھیں۔ وہ نثار کے وقت امامت کرتے تھے۔ دیگر منصبی فتن بھی سر بھی م دیتے تھے۔ انھوں نے یہ سہارے نہ بنی مقصد کو پیش نظر رکھا۔ لیکن ان کے بعد جب ہم گزرتے تھے اس بلکہ بن خد فتن کی مذہبی حیثیت ملامت میں بدل گئی۔ نبی امیہ نے نبی بے دشمنی کے دھرم سے مشغول کو بیز کر لیا تھا۔ نہیں جب نبی عباس شرف و منصف ہوئے تو ان کے دل میں ہی سفارح کے چھی، نے منصف نہ کو حق طلب کر کے کہا ہم اللہ اور اس کے رسول اور آل عباس کی قسم کھاتے ہیں کہ ہم اللہ کے احکام کے مطابق حکومت کریں گے۔ در قرآن پاک کے مطابق یہ دونوں جاری کریں گے۔ ہم یہ اور اتنے سب کے ساتھ لیا ہی سلوک کرنا ہے جو نبی صلح کرتے تھے۔ بن ابی حذافہ صفحہ ۱۳۷۔

پس جب سب کے ابدی دور میں ملک گیری کے دوسرے دور شروع ہو جس کو مذہبی فتوحات کا نام دیا۔ وہ مذہب و مذہب کے اصول و اس سفارح کے اصول کے تحت خلافت پر مشتمل ہوئی اس کا حکم صادر کیا کہ جو کسی اسلام قبول کر لیتے ان سے نہ صرف جبر و قہر نہیں کیا بلکہ ان کو دیگر مراعات بھی دی جائیں گی۔ اس کے نتیجے میں ہوا اس عمل

پس نے شمار مسیحی اسلام کے ملاحہ بگوش ہو گئے۔ ہر چند شفا نے اشارہ بن کے نہ تھے۔ یسوع مسیحی اسلام سے آئے تھے لیکن نبی امیہ کے یہ میں شام کا ملک پر مشتمل مسیحیت پر قائم رہا تھا۔ عبدالعباس میں یہ کی چڑی ہو گئی عام طور پر یہ کہنا درست ہو گا کہ شفا نے نبی عباس نے اس عبدالعباس کو اور ان خد ان کو جو بنی اسلام نے عباسیوں سے نہیں لیں۔ پشت پھینکا دیا۔ درجوں جو خلفائیں در بنی عرب کے زمانہ میں بعد ہوتا تھا اور اس کے طاقت اور سلطنت پائدار ہوئی گئی اور ان کے سلطان امانی پڑھتی تھی وہ ان مراعات کو جو مسیحیوں کے لئے ہا تھا قرار دے دی گئی تھیں ایک ایک کر کے بلائے طاق رکھتے گئے اور نبی مسیحیوں میں ان کی نمکست میں برائے اور ان قیادتیں ہوئی تھیں حضرت محمد کی وفات تک یہی خیال تھا کہ اگر عباسی خلیفہ ادا کر دیں تو اس کو اس کے حال پر ہی چھوڑ دینا چاہیے۔ ان کی وفات کے بعد کلبیساؤں کے تھکا اسلام میں دخل ہوتا گئے۔ پھر بھی خد نے ماضی بن کے زمانہ میں مقابلہ نہت کیا مسیحی گروہ در گروہ اسلام میں شامل ہوئے لیکن خلفائے عباسیہ کے نہ میں نبی کلبیساؤں کا شہرہ بڑھ گیا اور وہ برائے ہو گئیں ملاحہ مسیحی احمدی شریعت کی پابندیوں اور دیگر مجبوروں کے باعث اسلام کے ملاحہ بگوش ہو گئے۔ دنیا دار تھا اور فقہا سے فتوے صادر کرتے تھے جو خلیفہ وقت کے مزاج اور طبیعت کی افتاد کے مطابق ہوتے تھے۔ جموں کے محدثوں کی جماعت بہت ہو کر۔ در بروز پڑھتی تھی اور وہ خلیفہ کی خواہش کے مطابق بھگول روایتیں وضع کرنے سے ملنے لگے تھے۔ قرآنی احکام اور شرح کی بہت کمی بنا۔ مابین کی جاتی تھیں جو شاعر اسلام کے خیال میں بھی نہ آتی تھیں۔ اگر کوئی خلیفہ بندہ شریف بھی ہوتا

تو بھی خندا اور غما کے زبردست مسی کلبیوں کو ستا تا اپنا وطن چھوڑنا
تھکا۔ دن عبور ہوں گے ہفتوں بے شمار۔ مسی دائرۂ سلام میں داخل
ہو گئے۔

بنی عباس کے زمانہ خلافت میں اسلامی سلطنت اس قدر وسیع
ہو گئی کہ اس کو دمشق کا صحریٰ علاقہ چھوڑنا پڑا۔ ابو عباس کے بیٹے منصور
خلیفہ سوم اور دار الشیخہ تاسع سے بعد کو دار خلافت بنایا جو قیوم
ساسانی سلطنت کے پانچ تخت سلیموں کے قریب تھا۔ یہ انتخاب کوشش
بھی نیکو کسی زمانہ میں یہ جگہ تشریف آوری کے بعد ف کی دوسری منزلہ
تھی۔ اس کے دونوں طرف پادشاهت روم و ایران واقع تھے۔ وسط اور
فرات کے قریب ہونے کی وجہ سے وہ ہندوستان۔ بصرہ۔ واسطہ و مغرب
شام۔ بصرہ۔ آذربائیجان اور دیگر مکروغرہ کا مشہور تجارت گاہ تھا۔ آب
ہو بھی نہایت بھی۔ سیاسی حالات اور مسلمانوں کے کوششوں سے یہ علاقہ
دارالخلافت ہو۔ مؤرخوں کا۔

اسی عباس کے قریب صرف عرب تھے بلکہ ترک اور ایرانی بھی
شامل تھے اور انہوں نے اسلامی روح کی شگنیں ساری زمینیں پر
نمونہ پرستی۔ اب عرب کے شہر مگر دوسری طرف زیارت گاہیں بنی ہو
گئیں۔ تاکہ وہ سب ہی بیت جاتی۔ ہی جو ان کو مختلف راستہ پر کے
زمانہ میں رہنے کے مدم میں رہیں تھی۔

خلیفہ سوم عباسی دار الشیخہ تاسع بڑا کٹر مسلمان تھا
اور بنی کا بیٹا تھا۔ اس نے عرب بنیہ جو نوخیز کے باج ہزار مسلمانوں کو
صلیب میں چمکا آدم جوئل کہنے پر مجبور کیا۔ ہم اسے چل کر باب ششم میں اس

کی تبلیغی مساعی کا ذکر کریں گے۔ جس نے اب بھی خلیفوں کے لئے بقدر میں ایک
گر گیا بننے کی بات دے دی جو سلطنت بازنطین کے ساتھ جنگیں کرنے
میں اس کے ہاتھ آئے تھے۔ اس سے پہلے ہلیفہ منصور کے عہد میں قسطنطنیہ
میں کسی س کے شہر میں ایک گر گیا کی تقدیر بنی تھی جس پر سلطان ریشپ
نے جسے ہزار ہا بار خرچ کرنے سے۔

نئی سیت کے حلیف عمر بن عبد العزیز نے جو سخت احکام گر گیا کو
سبھی کلبیوں کے متعلق دیتے تھے وہ اس کی موت کے بعد فراموش ہو گئے
تھے۔ لیکن عباسی خلیفہ ہارون الرشید دار الشیخہ تاسع نے
اس کی فوری روایت کو بھڑکا کر یہ اس نے حکم دیا کہ جو سبھی اسلامی فوجی
کے بعد تعمیر ہوئے ہیں ان سب کے سب سہارا دے دیے جائیں۔ جیسا انہوں کو
مجبور کر دیا گیا کہ وہ خود بھی لباس ہی پہنا کریں۔ اس کو حکومت کے نام شیعہ
کی ملازمت سے نکال دیا گیا۔ ہارون رشید نے مسیحیوں کو اس قدر تنگ کر دیا کہ
بارہ ہزار مسیحی اس کے ملک سے ہزار ہا کی بازنطین کی مدد سے ہجرت
کرنے لگے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مسلمان نے جو مسیحیت و مسیحیوں
کا بیانیہ دشمن تھا اس کے دربار میں آکر کہا کہ ساری عروہ کی ہڈیوں کی
پرستش کرتے ہیں جو ان کے گرجاؤں میں ہوتی ہیں۔ اس پر ہارون خلیفہ ناک
ہو گیا اور اس نے بصرہ۔ واسطہ اور دیگر مقامات کے گرجاؤں کو سما کر دیا۔
جیسا انہوں نے اس کو بتلایا کہ ہم عروہ کی ہڈیوں کی پرستش نہیں کرتے بلکہ
مسیحی شہدوں مقدسوں اور رسولوں کی سی پرستش کرتے ہیں۔ جب ہارون
مسلمان اپنے خدیو ہارون رشید اور ماموں کی عزت کرتے ہیں۔ جب ہارون
اس معاملہ کی تکرر پہنچا تو اس نے حکم صادر کیا کہ جو سبھی مسیحیوں کے گرجے ہیں

وہ اس پر تو تعمیر کر دیتے ہیں بعض اوقات نام نہاد بیسائی خود اسی قسم کے
 جھوٹے زناہ تراش کر طبع کو اپنے ہم مذہبوں کے خلاف کھسکا کر اپنا افسوس بھرا
 کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ہون کے خمد میں ایلیٹوں کے رہبانوں نے نظامیہ
 کے سپر بیٹر پارک سے درخوست کی کہ وہ وہاں کے رہبانوں
 میں سے کسی ایک کی تقلید کر کے اس کو شب کے عہدہ پر مستاد کر دے لیکن
 بیٹر پارک نے ان رہبانوں کی درخواست کو فی معقول سمجھ کر رد کر دیا اور ایک
 دوسرے شخص کو شب مقرر کر دیا۔ اس برہمیان میںے رافرد حتمہ ہو گئے۔
 وہ ہر گون کے لباس گئے کہ ایک کا اظہار کہ میٹر پارک کے دشمنوں کا جاسوس
 در آپ کا بدخواہ ہے۔ یہ کہتے ہی وہ آگ بگولہ ہو گئی اور حکم دیا کہ تم نے
 میرے شبیبہ کر دیئے جاؤ۔ اسکا کہنے کے ساتھ ہی اس کی موت آگئی۔ یہ روایہ
 کے عیسائی بھی اس کے غضب کا ثبوت دے رہے تھے تمام قدیم کہ جسے مسکر دیتے تھے
 اور شبیبوں کو انوث و قدیم کی عقوبتیں دے گئے۔ ہاروں مار طبعی شنشہ
 سنی قورس کی جنگوں سے ایسا شک پاکہ فتح کے بعد اس نے حکم صادر کیا کہ سرحد
 کے نر و گریہ معمار گئے رہبانوں اور اس نے شبیبوں کو حضور ہی لب اس سپنے
 پر محسوس کیا۔

ناظرین کو یہ ہونا کہ یہ ہونا غیب کے مسعموں نے خلع کے شہرین
 کے مذہب میں اسلامی فتوحات میں حرب اثرات کی کہ وہ کئی اور وہ بوجہ و جہت
 پائیداری کے پچاس سال سے زمرہ صحت کی مسیحیت پر قائم ہے جسے ہاروں
 رشید نے اس قبیلہ کے تیلیاتیوں کے حکمرانی میں دست اندازی کیا وہ کیا جو
 خلافت راشدہ کے وقت سے اس کو حاصل تھے۔ اس نے امام ابوحنیفہ
 کے شاہد امام محمد سے کہا نہیں دیکھتا ہوں کہ نو غلب کے تیلیاتی ان امور کی

پابندی نہیں کرتے جو انہوں نے قبول کئے تھے جس میں میر خیال ہے کہ ان خلاف
 قدریوں کے بعد وہ ان غلطی سے محروم ہو گئے ہیں جو انہیں معاہدہ کی کو سہل
 تھے۔ امام محمد نے کہا: "یہ خلاف در تباں حضور کے زمانہ سے زمین سے
 انہوں نے معاہدہ کیا تھا کہ نہ حملہ آئے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس معاہدہ
 میں جو وہی کہتے تھے جو وہ آج رہے ہیں۔ جب اس زمانہ سے آج تک اس کے
 بارے میں نہیں جھگڑی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ گواہان کے ساتھ شعل کی یہی
 شاد و شہ سے ہو گئی ہے اور آپ کو مستادہ کی کا کوئی حق نہیں۔ زمرہ بخداد
 خطبہ - ج ۲ - ص ۱۰۰

اور اس میں مذکور ہے کہ اس وقت میں اس وقت کو تباں رہا تھا۔
 جس نے اس نے قسط غلبہ کے تھا مہندہ کے نام کے اس میں بیعی مار سلہ کیا
 جس سے ظاہر ہے کہ اس کو دوسری قوام تک اسلام کا بعد یہی ہے کہ
 اس نے مذہبوں تھا۔

جب سناؤ کے سیمی سندہ وہ نے ہا۔ اور سند کی شاعت افتدہ
 سنی تو اس نے ان کے لئے بغداد میں ایک مسجد بنانے کی جارت دے دی۔
 اس نے بعد کے سندہ کی بیٹر پارک کو بھی جارت دے دی کہ بعد میں
 یک رہ جائے۔

جب خلیفہ مامون رشید زمرہ سندہ میں مصر میں
 تو اس نے اپنے دو بیٹے مار مور کو حاکم ہونے کے لئے مصر کے ایک ایک
 پہاڑی المقیم پر گریج پندیں۔ اس کی جارت سے ایک زمرہ سندہ مسیحی نے
 پورہ واقع مصر میں کئی اچھے اچھے گریج بنوائے۔ مسطور بیٹر پارک کو
 (ناریخ و ذلت سندہ) نے مکریت میں ایک گرجا اور بغداد میں ایک خانقاہ

بنوائی۔ مائوں کے خمد میں بغداد کی آمدی دس رکہ سے انھیں آگیا لڑائی
 میں کھائے گئے ایک رکہ۔ میں میں ہزار چوبیس در دس ہزار ستم بغداد میں جو
 تھے۔ لیکن کے مطابق۔ بغداد میں، پھر سوسا شہر طیب مقرر تھے۔ مائوں کے
 خمد میں جیسا ہم آئے ہیں کہ ذکر کر چکے ہو، انھوں نے، عیسائی مقابلتہ آزادی
 سے رچے سے گئے۔ پس، اسے دینے، اس دور دینے دماغ عیسیٰ کے خمد میں
 بھی بائیس عبادت کی وجہ سے عیسائیوں کے کھڑے بغداد اس کے کچھ ایک کی
 جانب بھاگ گئی اور انھوں نے کھیرے سترہ کے کن رے ستیولی میں بدویہ ش
 اختیار کر لی۔

۱۔ خلیفہ حضرت دارالامین نے اپنے ساتھی مائوں کے
 نفس قدم پر چل کر ملک کے مفاد کو پیش منہ رکھا۔ اسی اُس کے مشیر تھے جو
 کے خمد میں تھے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے بھائی تھے۔ سال کو یہ اُس کا وزیر
 واحد تھا جس کے خمد کے بغیر خلیفہ کوئی قانون صادر نہیں کرتا تھا۔ اس کا
 بھائی ابابہ بیت اسام کا منشا تھا۔ خلیفہ کو دونوں سے شکوک اور بدعت تھی۔
 چنانچہ جب اس کو ہمارے ہو کر پستہ مرگے تھا تو خلیفہ خود اُس کی بیعت نہ کی کو
 گیا۔ جب وہ مرگ تو خلیفہ غم کے مارے باہل ہو گیا۔ اُس نے حکم دیا کہ وہ کو
 پیسے مل میں لایا جائے اور پھر کسی دھوکے طعن اور فریب جائے۔

۲۔ خلیفہ متوکل اور اس کے ساتھی خلیفہ اسام میں بدعتی
 خلفاء میں رکھا جائے۔ چنانچہ بدعتی اہل بیت کی کھتا ہے کہ اصل خلیفہ
 چوتھے ہیں۔ بلکہ ان کو کہ جس نے مرید بن کو قتل کیا۔ دوسرا عمر بن عبد العزیز
 جس نے ان کے خمد تھا دیا۔ اور تیسرا متوکل جس نے خمد و شک کو پھر بدعت
 کیا۔ جب متوکل فرورہ جس کا ہم آئے ہیں کہ ذکر کر چکے ہیں طاقت کم ہو گئی اور

مسلم میں مصیبت کا وہ پھر ہو کر کہ اس تو اس علاقہ کے زمانہ میں عیسائیوں پر
 نصیبتوں کا یہاں ہو گیا۔ ایک دفعہ ایک نامور عیسائی اور ہم میں نوح نے
 اُس کے اس میلے ایک خیمہ میں، اس کے بیٹوں پرانہ بٹا کر بیٹھا ایک
 خلیفہ کا دشمن ہے۔ نہ مٹنے کی وہ عیسائی میں آگیا۔ اُس نے ہمارے بائیس
 کو سزوں کے دیوہ کے بغداد میں۔ اُس نے ہی پر خدائے تک بلکہ اُس
 خمد کے گریباؤں درمیانہوں کو تباہ کر دیا اور عیسائیوں پر طرح طرح کی
 سختیاں کیں۔ اُس نے جب مسیح کو بھی زندہ میں ڈال دیا اور درگاہ کی
 خانقاہ کو برباد کر دیا۔ دو دفعہ عیسائیوں کے گھر بھاڑ کر دیئے اور گیتوں کو
 شہر کے ایک ایک عیسائی پر اس۔ طبری تاریخ پیدائش ۳۵۵ء ہم کو
 بتلاتا ہے کہ سولہ کے حکم دیا کہ جو تھے گرجے عیسائیوں کی مبادعت کے بعد
 بنائے گئے ہیں وہ برباد کئے جائیں۔ ان کے مکانات کا دسواں حصہ ان سے
 چھین لیا جائے اور اگر حاصل کر دے میں کافی ہو تو اُس پر مسجد تعمیر کی جائے ورنہ
 سفید زمیں پر ہی بندہ دی جائے۔ ان صاحب تروہ و دولت کے گھر مسجدوں
 میں تبدیل کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کے گھروں کو عیسائیوں کے گھروں سے لینے
 کرنے کے لئے لڑائی کی گئی چوں کہ عیسائیوں کی ٹوٹیں درو زوں پر چلیں سے چڑ
 دی جاتیں۔ عیسائیوں کو پھر درو زوں کے ساتھ ہو کر دیا جائے لکن ان فیروں
 میں درو زوں کی فیروں میں مشاحت ہو سکے۔ عیسائیوں کے بچوں کو نام
 مدرس سے نہ لیا کر دیا جائے اور ان کے مسلمان اُن بچوں کو نہ پڑھائے اُس نے
 حکم دیا کہ کسی اُن تمام سکھائی و فرتوں سے نکال دے عیسائیوں جہاں کوئی مسلمان
 اُن کے ساتھ ہو۔ عیسائیوں کا حال یہ رہا۔ اُن کو مشکم دیا گیا
 کہ وہ کسی مسلمان کو اپنا قدم نہ رکھیں اور ان جموں کو مستحق نہ کریں

جن کو سلطان استغیاں کرنے میں مجھ ہوا کہ عیسائی روم کی کیا پیتیں اور
 جی سو ری صرف پتھروں اور گدھوں پر ہی کہ جس پر گاڑی کی رین ہو اور
 جس کے پیچھے بھتہ برادر کی شکل کی دو چوٹی گتہ ہو۔ وہ گھوڑہ پستانوں پر
 اپنی میضوں پر پیوہ گیا یا کرے۔ وہ متحد کے دورہ روموں میں ہرگز نکلیں
 ان کے پیچھے عربی اہل شہر کے ر کے گھروں میں کسی گائی جلتے جو مچھروں
 میں نہ سکی جائے۔ ان کے روم کے لکڑی کی خاص میز پر جو دروازے ہیں
 جی آواز سے مچھروں کو بے لکڑی کے لئے اکٹھا کرے کسی دوسرے کو کاہن
 خیر نہ ہو۔ تخت صاف بیٹھنے میں اس سے اس بات سے شک کی طرف توجہ کی
 تخت میں کی ہر ممکن خود مردہ اور ان کو ہر طرح سے معز کیا۔ میں اس کے
 والی چلا۔ میں کا یہ سال تھا کہ وہ تخت اور تہاب میں تنگ بہا تھا۔ اس کو چار
 ستر کشتہ بنی تھیں اور وہ اس میں سے ہر ایک سے داہہ اٹھا کر نکلتا تھا۔
 راجہ شمس محمد (۱۲۳۵) ہوں۔ اس کے باوجود بعض سلسلے اس کو
 مطلب کا روم دیے ہیں۔

خانہ رجب سب کے سندھو میں تبلیغہ معتبرہ (۱۲۹۵ء)
 کے زمانہ میں اس کے کھائی العرفی نے ایک مسجدی اس کو فوج کا مستطلم منفر
 کی کہو اس سلطنت کا فتح و عیادتوں کے بغیر خولی سے میں چنا تھا اس
 کے بیٹے معتبرہ (۱۲۹۵ء) کا سیکرٹری ایک مسجدی ملک بنی
 اولید تھا۔ ان کا کوئی زعم میں ہر سب ایک مسجدی تھا۔ تبلیغہ اس کو اجازت
 کی کہ کوئی مسجدی کسی اسمی کاہن ہوتا تو اس کو کام دیدے اور کہ ایک
 مسجدی کوئی اسمی کاہن ہوتا تو اس کو کام دیدے اور کہ ایک

تخلیغہ معتبرہ (۱۲۹۵ء) کے پھر عیسا شیوں پر

جبر و قہر کیا۔ اس نے دوبارہ سخت استحکام جاری کر کے حکم دیا کہ ان سب کو
 سے اس کی جائے۔ میں تمام مسجدی سرکاری مازمنوں سے لگ کر دیتے گئے۔
 خلیفہ نے شکر دیا کہ شمس عیسا شیوں سے خدمت لیا کہ اس اور مسجدی سواروں کے
 لئے بالان کا استعمال کرے۔ حق کو یہ ہے کہ سب سے مسجدیوں کو ہر وقت اپنی
 صحن کے لئے بٹے بہتے تھے۔ خلاف کے رہا میں جس کئی قسم کا حدود
 حاکم کو تہریش شیوں کے لئے مصائب کا رماہ شروع ہوا جو حنا خیر معتبرہ
 کے زمانہ میں شمسوں نے تھا کہ کہ عیسا شیوں پر لہ لیل دیا اور ریل میں
 ملک عیسا شیوں کے دو گوتے تہریش کر دیتے اور سلطان اور فقیر کے گرجاؤں
 کو بھی تہریش کر دیا۔ یہ جہادی الشی (۱۲۹۳ء) کا واقعہ ہے جب
 عیسا شیوں نے تبلیغہ سے شکایت کی تو اس نے حکم دیا کہ اس گرجاؤں پر
 کو دوبارہ تعمیر کیا جائے۔ ماز جب میں مسلمانوں سے سس میں پید نکلی گرا کو
 مسلمان کر دیا اور جب عیسا شیوں نے اس کو دوبارہ عود اپنے خراج سے بنوایا
 تو شمسوں نے اس کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ جب خلیفہ کے اس شکایت
 پہنچی تو اس نے گرجا کو بنوایا۔ دمشق کے شو بھوت گرجا کو جس پر دلا
 دربار حوج ہوئے تھے مسلمانوں نے تہریش کر دیا اور سب گرجا کو ٹپا کر
 نے خافقا ہدی تک کو تہریش کر دیا۔ انہوں نے شکی فریقہ کے دیگر گرجاؤں کو بھی
 بر باد کرنے کے حد سلطانوں کی گرجاؤں کو تہریش کر دیا۔ یہ وہ رجب ۱۲۹۵ء
 (۱۲۹۵ء) کا واقعہ ہے۔ یہ وہ نہ تھا جب سلطان مارش اس کی مسجدی سلطنت
 کے ساتھ ہر جنگ تھے اور ان کو اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لئے بڑی بڑی
 نہیں بھیجی تھیں۔ اس بنا پر ان کے دس سلاوی مملکت کے عیسا شیوں
 کی طرف سے دشمنی سے بھرے رہتے تھے حالانکہ یہ عیسا شی اسلاوی سلطنت کی

رعایا اور دشمن تھے اور بازنطائن کی سلطنت سے نہ کوئی تعلق رکھتے تھے اور نہ دشمن ہونے کی حیثیت سے کسی طرح کا تعلق رکھ سکے تھے۔ اسلامی اور مغربی ممالک کی باہمی سیاسی جنگیں مشرقی ممالک کی تھیں اور بے بس گلیسیاؤں کے حوض صحر میں ہسپینیہ کی گری کا کام دہی نہیں۔

خلیفہ القادر روز ۵۹ھ تاسیستہ نے مسلمانوں پر کڑی
 بندشیں لگا دیں۔ کلیسیاؤں سے ایسی سختیاں کی گئیں کہ ان کی مک
 بری خدوئے تنگ اگر اسلام قبول کریں۔ اُس نے مسیحیوں کو نہ صرف
 خصوصی لباس پہننے پر مجبور کیا بلکہ حکم دیا کہ وہ دن کے وقت اپنے سرے
 قبرستان نہ لے جائیں۔ یک دفعہ ایک عسکر دیوبند کے پچھلے حکمران کو قیہ
 آگ ہو گئی تو غریب مسیحیوں کی شامت لگئی۔ ان پر سیدھا پانی کا لازم
 لگا دیا گیا ہر شخص کو کئے پر ملا تا بت ہوا۔ حکومت نے ہندوستان
 مسلمانوں کو مسیما ہوں پر حملہ کرنے سے روکا۔ اللہ کے عہد میں بیسالیہ کے
 وقت بھی ایسی عبادتیں نہیں کر سکے تھے۔ حتیٰ کہ عہدِ مود کے ان عبادت
 بھی ان کو دن کے وقت ہی ادا کرنی پڑی۔ اُنھوں نے عیسائیوں کو حکمران
 کو کھلے چہرے ملا سوں و کنیزوں سے بھی خدمت نہ لینے کی فطوری حق کو اس
 رستا خیم و تاج و تخت سے اہم کے زمانہ میں بغداد کے مسلمانوں نے
 عقوبتِ کلیسا کے گرجا پر رات کے وقت دھوا بول دی اور اُس کو شہید کر کے
 نوا دیا۔ کئی دنوں تک اُنھ کے ڈھیروں میں سے لاشیں نکال گئیں۔

(4)

چونکہ ہم بمصر کی قبطی کلیسیا کا بعض منعمات میں ضوابط ذکر کر چکے ہیں اور یہ کلیسیا مشرقی کلیسیا شمار کی جاتی ہے پس مناسب معلوم ہوتا ہے

کہ ہم مختصر طور پر یہیں اس سٹوک کا ذکر کریں جو خف کے نفاذ میں اس کیلیب کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔

جب محمد بن العاص نے شہر میں داخل ہوا تو اسلام
پس بارافریقہ میں داخل ہوا۔ اس کے بعد اس نے مدینہ و رطہ کی سلطنت
نے اپنے سنگھ سے دایس ہوا لئے لوفہ کے ملک جو بک کے ہمارا کادی مسلم
نہیں کے ہم پر چڑھ دی گئی۔ اس زمانہ میں اسلامی ہونما کی بیزی کا
ایک واسبب یہ کہ کہہ کہہ کے یہی مسیحی ملک اور یہاں خیریت نہ کہ
نئے کو کہ وہ یہ رطہ کی کسی سلطنت سے نہ کہ اس کے انتظام کی خرابی
کی وجہ سے پیر رہے بلکہ وہاں سے خود بر سر تم سعادی اور عفاکاری سے
ناز تھے جو سلطنت ان کے عہد ہی میں چھانہ کی وجہ سے دیکھتی تھی
مصر کی مسیحی آبادی جیسا ہم جلد کے میں لغوی غلام کہی تھی۔ شہنشاہ
وہنشین نے دولا کہ فطی سچوں کو منکرہ میں قتل کر دیا تھا اور جس کے
جانشین درک اندہ میں کی وجہ سے وہی مسیحیوں کو سحر میں پناہی پڑی
جس سے وہی اپنے بیٹا ملک کے ساتھ بھاگ گئے۔ انہوں نے وقت فقہ شہر
اختیار کر کے مسیحیہ کی کو اس سرے پہلو کو منظور کر لیا۔ چونکہ وہاں
مسلم آدوں نے ان کے مذہبی عقیدے میں دخل نہ دیا انہوں نے جبر کا داکرنا
فہمیت سمجھ اور اس طرح میں حاصل کر ساجاؤں کو ایک صدی سے حاصل
نہ ہوا تھا۔ جس طرح نے ان کے گرجاؤں پر قبضہ کیا اور ان کے کاٹنے
کلیساں اٹھ اور ناوہ و جبرہ میں داخل نہ تو گریہ کی حالت اور
قبضہ ہوا اور نہ غلام گری چوٹی۔ مگر بیٹا ملک بر سر نے سکھ رہا کا
شہر شلمانوں کے ہوالے کر اسلامانہ وہ کہتے ہیں نعمت کا جو اسلامی فتح نہیں

ہو سکتا تھا۔ جس ایک میں الاویزی زبردست شہر اسلامی، فوج کے ہاتھ
آگیا اور وہ لوگوں کے ہاتھ کے مقام پر قابض ہو گئیں جہاں سے انھوں نے
تمام مصر کو با آسانی فتح کر لیا۔

عمر بن خطاب کے ستر سال بعد مکہ کی حالت اچھی تھی اس
اومان پر قبضہ سیبیوں کی کوئی جدی تعداد دشمنان نہ تھی۔ مسکدہ کی فتح
کے بعد وہاں کے مسیحی مشنوں ہونے شروع ہو گئے اور یہ واقعہ کے بعد
مکہ کے بعد جیسا کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت اچھی تھی۔ نو سو سال
تک مکہ کی حالت اچھی رہی۔ یہ سب سے بڑے کم ہونے کا نتیجہ تھا جس کی وجہ سے
۶۶۲ء تا ۶۶۵ء مصر سے یکساں مکہ میں ہزاروں لوگوں کو ہجرت
معاویہ کے زمانہ (۶۶۱ء تا ۶۶۸ء) میں رقم تجاویز کے ذریعہ روک کر رکھی۔ شہر
برسہ العزیز کے بعد رشتہ دار تھے، جس پر وہ اور بھی کم گئی تھی کہ
اس کو اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا موقع تھا۔ اس تصور سے اس کو
دیکھ کر مصر کے گورنر قسریں شریک، رشتہ دار تھے نہ تھے وہ تمام
مسیحی جو مسلمان ہو گئے ہیں بہت حسب میں آدھ کیا کہ مسیحیوں کے
محبوبت سے ہو گئی۔ رشتہ دارانہ و نہایت رشتہ دارانہ شریعت
ارتداد کی وجہ سے دین اپنے باقی مذہب کو اختیار نہیں کر سکتے۔
اس کے بعد کے گورنر اور تمام اور عامل اس سے مزید سب دستور و اصول
گرتے رہے۔ لیکن جب گورنر شخص بن الولید نے ۷۵۰ء میں وفات دیکھا تو اگر
کوئی شخص اسلام قبول کرے گا تو دشمنوں سے جزیرہ دشمنوں کیساتھ
تب چھوٹے ہیں ہزار مسیحی اسلام کے مقتول ہو گئے۔ یہی حکام خود عیاس کے
پیشہ فیلڈ مشن نے تخت نشینی کے بعد شہر میں صادر کئے۔ ان کا نتیجہ یہ ہوا

کہ تمام اسلامی مملکت میں ہزاروں نے مسیحیت کو سر باز دیا کہ سلام قبول
کر لیا کیونکہ مزید اور بھاری ٹیکس ان پر لگائے گئے تھے۔ البتہ معلوم ہوتا
تھا کہ جس طرح چوتھی صدی مسیحی میں مصر کے باشندوں نے جوق در جوق مسیحیت
کو قبول کر لیا تھا اب ۱۰۰۰ سالوں بعد چوتھی صدی میں جوق در جوق اسلام قبول کر رہے
ہیں۔ ۸۰۰ سال بعد اس کے درمیان میں کلیسیا پر بھی فتح و
انہمازیں کیں کہ بعض ایشیائی بنی صدر مقام حیدرآباد کے چھانگے اور مولف
ہو گئے۔ البتہ معلوم ہوتا ہے کہ گورنر شہر و صوبوں کی اسلامی حکومتیں
گورنر و رشتہ دار کی سیر و دستور اور نظام اس سے ایک سلسلہ بہت دیوں
میں مسیحی قسریں کلیسیا کے شریکوں تک آئے بیٹھے تھے اور انہوں نے اسی
میں سلامتی دیکھی کہ وہ اسلام کے مقتول ہو جائیں۔ چہ بھر مقررہ
ہم کو بتانا ہے۔ اس حکومت کے پہلے سو سال کے اندر حکام کے علم و دین
سے تنگ ہر مصری مسیحیوں نے پانچ سو سال بعد وراثت کی ایک ہزاروں کی سرکاری
کی گئی۔ اس کا اثر دیکھ کر قسریں کلیسیاؤں کی تعداد اور ان کی ذہنیت
اضطراب اور اختلال نفس پر پڑا۔ مملوک سلاطین کے خلاف ہیں تو مسیحیوں کی کلیسیا
کی حالت پر وقت میں رہی چنانچہ ۱۰۰۰ء میں کسی خبر سے اطلاع دی کہ قسریں
کلیسیا کے ایک گرجا کی مرمت کی گئی ہے اور بعض دیگر گرجے بھی مرمت
ہوئے ہیں تو گورنر نے ان کو مرنے سے روک دیا کہ یہ گرجے جائیں اور آئندہ
تو کسی گرجہ کی مرمت کی جائے اور گورنر نے اس کی اجازت دی جائے۔ اگر
کوئی ان احکام کی خلاف ورزی کرے اور کسی گرجہ کی مرمت ہو جائے تو وہ
صاف کر دیا جائے۔ اس واقعہ کے پانچ سال بعد جب سلطان کو خبر ہوئی کہ
ایک اور گرجہ کی مرمت کی گئی ہے تو اس نے گرجہ کو تباہ کر دیا۔ اب یہ ظاہر

ہے کہ اگر کسی گرجا یا عمارت کی مورتی شک جاتے تو وہ ایک دن ضرور گر جائیگا
 دراصل یہی حکام کی کوشش سے کوئی نہ کیا جا سکا۔ مگر جبکہ تعزیری نہیں ہو سکی
 مگر بد میں سطور کو خیر ملی کہ کوہ سینا پر بھی ایسے گرجے ہیں جو وہیں کی مسجد
 سے اونچے ہیں۔ میں شہطان نے حکم دیا کہ وہ مسجد گرجے کو منہدم کر دیئے جائیں
 نہ مگر میں اس کو نہ مینہ مچا کر ایک نیکی گرجا قریب کی مسجد سے بلند ہی میں
 اونچا ہے۔ سلطان نے اس کو بھی مسمار کر دیا۔

دسویں صدی میں مسیحیوں کو سختی سے حکم دیا گیا کہ وہ مسلمانوں میں
 مسیحیت کی تبلیغ نہ کریں اور مسلمانوں کو لوہوں سے نکاح کریں۔ وہ قرآن اور
 باقی اسلام پر اعتراضات نہ کریں۔ عیسویوں کا منہ بڑھ کر کہیں اور سینا دونوں
 کو علامہ قبرستان کے لئے کرنا چاہیں۔ گرجے کے گھنٹے نہ بجائیں اور گت گالے
 بجانے سے مرنے والوں کے کانوں کو آزار نہ دیں۔ اپنے گھر مسلمانوں کے گھروں
 سے زیادہ اونچے نہ بنائیں۔ گھوڑوں کی سواری نہ کریں اور شہر کی باج نہیں
 جس سے وہ پہچانے جا سکیں۔ بھلا بھول زمانہ گذر گیا اس قبو سے غریب
 مسیحیوں پر بے رحمی سے تگ کر دیا۔ جب دسویں صدی کے شروع میں
 دہلی کے عیسائی ہو گئے، اس کو سخت بڑھائی دے کر شہید کر دیا گیا۔

جب فاتحین نے کاجھڑا خلیفہ الحاکم (۱۰۰۹ء تا ۱۰۱۲ء) مصر
 کا سلطان ہوا تو قطعی عیسائیوں پر آئین ٹوٹ پڑا۔ اس کے گورنر اور مہمان
 قطعی کلیسا پر قائم نہیں کرتے تھے۔ شہر سے سترہ سالہ بچہ یا عیسویوں میں
 کلیسیا کے لئے سخت تنگی اور بد حال کرنا نہ تھا۔ کلیسیا کو مختلف شہروں
 اور قصبوں میں طرح طرح کے مظالم کا سامنا کرنا پڑا۔ مصر کے تمام گرجاؤں
 کو شہید کرنے کا حکم صادر کر دیا گیا۔ قلم کے گرجا میں جو شہیت المقدس

میں تھا مسیحیوں کو خانے سے روک دیا گیا۔ برقیہ کے تمام گرجے مسمار کئے
 گئے اور ان کا سب سامان لوٹ لیا گیا۔ عیسائیوں کو حکم ہوا کہ وہ باج رطل
 تقریباً اٹھائی سو روپے کی ورنی صلیب اپنے گلوں میں لٹکائے۔ بھیل اور کاسے
 عمارت پر تھیں۔ یہاں اذرا سانی تیر دس سال تک رہی اور ایسی طویل اور سخت تھی
 کہ بے شمار گرجوں کی بے شمار لٹکائی دروازہ دروازہ مسمار ہو
 گئے۔ مصر کے بلیک کی رپورٹ کے مطابق مصری علاقوں میں ۴۰ ہزار گرجے
 اور خانقاہیں مسمار کی گئیں اور اسیٹھ سو سو تھیں۔ گئے بھروسے سے بنے
 ایسا کو تھا مے دکھا۔ خلافت کے پچیس سال مشن میں گرجاؤں کی مرادوں
 ضبط ہوئی شروع ہو گئیں۔ صلیبیں شہر عام درجہ کوں میں بولا دی گئیں۔
 حکم دیا گیا کہ گرجوں کی چھتوں پر چھتوں چھتوں مسمار دی جائیں۔ اس کے
 دو سال بعد عیسائیوں کے مقدس ترس گرجا چرچ آف دی ہولی ٹریسٹیکل کو
 تیار و زیادہ کر دینے کا حکم صادر ہوا۔ پھر حکم ہوا کہ تمام گرجاؤں کو منہدم کر
 دیا جائے اور زمینوں کو ختم کر دیا جائے۔ مسیحیوں کی دی حالت کو نہایت
 کرنے کے لئے حکم دیا گیا کہ کوئی مسلمان اس سے دوسروں سلسلہ خریدے اور
 نہ اس سے تجارت کرے۔ اس کو بول اندر سانی میں ہزار ہا عیسائیوں کا اسلام
 قبول کر لینا اس امر کا بڑا ثبوت ہے کہ قرآنی احکام شریعت، اسلام اور
 قانون از نداد وغیرہ پر یہ صدیوں کے متنازع اور مسلسل عملہ آبدار نے قطعی
 کلیسیا کے مسیحیوں کے خوش کی اس کو گھنٹہ کر دیا تھا اور ایک مسیحیوں میں
 حالات کے مقابلہ کی وہ روح کا فرمان تھی جو ساسانی تہمتنا بھوں کی
 ایڈار جانیوں کا دلیرانہ مقابلہ کیا کرتی تھی۔

جس طرح ایسا و شہم وغیرہ ملک مسیحیوں کو چار و ناچار ان کی

اہلیت اور قابلیت کی وجہ سے جتنے عہدے دیئے جاتے تھے اور عوام
مستحقین ان کی تقویٰ پر حصہ دار بن کر وقت سے بھراؤں جاتے تھے اسی طرح
مصر کے سلاطین مسلمانوں کے نااہل ہونے کی وجہ سے مجبور ہو کر عیسائیوں
کو سلطنت کے امور جاننے کی غماز جتنے عہدے دیئے دیا کرتے تھے جن
پر عوام کے لشکر اور کاسد دیتے تھے۔ درآستان ہر ملک بعض مسیحیوں کی
تہمت آجاتی تھی۔ لیکن راء اسلمس کے جذبات کے باوجود ناہان
مصر کو اس کے بغیر بارہ نہ ہون کہ وہ مسیحیوں کو جسے عہدوں پر مقرر
کرس۔ نام نہا عیسائی جنگوں نے مصر کی کلیساؤں کو مقسبوں میں
ضاد کر رکھا تھا۔ ۱۷۰۱ء میں اس کے جذبات مصر کی کلیساؤں کے خلاف
براختر شدہ رہے تھے۔ ہو کہ ان جنگوں کا اثر مصر پر ہوتا تھا۔ مصر کے
سلاطینوں کے غم و غصہ کی وجہ سے سلطنت میں نا و مصر کے حکم صادر
کیا کرتا کہ مگر جیسے کہ دست یابی میں۔ اس حکم نے مصر کے عوام کے مذہب
کو کچھ ہمت کے لئے ٹھنڈا کر دیا۔ خداوند کر کے چارلس کے لشکر میں لڑنے والوں کو
ہی کہ وہ گر جاؤں میں میں دست کریں لیکن مصری حکومت کو اور بار بار غارتگیوں
کے مت بات کے ساتھ سے جھگڑا کرتا تھا۔

جب جنگیں مسلحانہ سے بھی اس وقت فیصلہ کر رہے تھے اور انہوں نے اپنے
کے نام کو ملک میں مسیحیت کی کشتی پر کمر دیا تو مصر کے مسلمانوں نے بھی یہی
و شیرو اختیار کیا۔ ایک شخص مسجد بن جس نے جو پہلے عورتی تھا ایک
کتاب لکھی جس میں یہ لکھا گیا تھا کہ ہر مسیحی مسلمان کا فرض ہے کہ وہ گرجے
میں گھر کے درمیان میں گورائے اسلام میں رہے۔ اس کی بڑی بدولت
دیں بھی کہ جب مصر پر گرجاؤں کی عبادت بند کر دی گئی تھی اور مسیحیوں کو

مذہب ترین ریاض میں دی گئی تھیں یہ خدا نے خوش ہو کر ہی مصر کو ستلہ میں
منجج جیسی تھی۔ اس کتاب کی اشاعت ہونے ہی مصر کی تمام کلیسیاؤں پر
ہزاروں طرف سے حمے ہونے لگے ایک سال کے اندر اندر سلطنت میں مصر کے
خول و خول میں مسیحیوں کے خلاف ہر جگہ ہمارا برپا ہو گئے۔ عیسائی گرجے و
خانہ میں تباہ و برباد کر دی گئیں۔ ملک مسلمانانہ انداز سے درپے بن کر
پیشہ رانہ جس کی غرض سرکاری نظموں کی بنیادوں کی مٹی کو ہزاروں طرف سے
کھود کا۔ مٹی کی م کے ذریعہ مسلمانوں پر ہزاروں طرف سے لڑتے رہے۔
انہوں نے صرف اس گرجے کو بلکہ ہر گرجے کی مٹی کو گرجاؤں کو منہدم کر دیا۔
جمہور کی نار کے سخت ہونے سے پہلے یہ تمام گرجے مسلمانوں کے لئے عیسائی
ظاہر رہے کہ یہ ایک یا عہد سازش کا نتیجہ تھا جس میں سلطان اور اس
کی حکومت کا نام تھا۔ اس ہولناک واقعہ کے ایک ماہ بعد ہر کے
ایک طرف میں نہیں تفریقہ آگ لگ گئی جو بھلنے کی کوستشوں کے باوجود
بچنے میں نہ آئی تھی۔ اس پر شاہ غریب عیب نہیں مرنے لگا یا گیا کہ انہوں نے
گرجے کو جس کی تباہی کا بدہ لٹنے کے لئے یہ گرجے لگے دیئے۔ اس کے ایک
ویشن نے ایک اور آگ لگادی جس سے لگے بھی بیکیس و راپی رسیا تیل
کو ہی زخم زد گرد آگیا۔ میں ہر مسلمانوں کا ایک درویش چھوڑ دیا
نیں کہ بے پناہ و چوں کی۔ یہ سلطان کی طرف سے لڑا گیا۔ عیب کے عیب
جنگ جیڈ کہ یہ مطالبہ کرے لگے کہ عیسائیوں کو میرٹ نہ لگو کر دیا جائے۔ وہ ان
کے نفسیاتی حکم کا حکم دے کر دینے لگے۔ سلطان کو اس مقام کے سب سے ٹھکان
چا آدمی نے حکم دے دیا کہ جو مسلمان جس عیسائی کو چاہے پکڑے و اس
کو قتل کرے اس کے مال و جائیداد پر قبضہ کرے۔ سلطان نے ایک اور

فرہادی ہمارا کیا تمام مسیحیوں کو مہر کی مہر متوں سے نکال دیا جائے گا
اس کام کا نتیجہ یہ ہوا کہ کسی عیسائی کو یہ تو حملہ نہ کرنا تھا کہ وہ گھر سے باہر
نکلے۔ بے شمار عیسائی قتل ہو گئے۔ ہزاروں مسلمان جا لائے گئے جو
پنہ ایمان پر قائم رہے اُن کو بے دریغ قتل کر دیا گیا۔ چنانچہ ایک چھوٹے
سے قصبہ قلیوب میں سارے مسیحی خاندانوں نے قتلہ جگہ کر اپنی
جاں اور بڑو سولی پر تنہا ایک مہر کے طول و عرض میں ہر چھوٹے بڑے
شہر، قصبہ اور گاؤں میں قتل مسیحیوں اور کلیسیاؤں کا یہی حشر ہوا۔ بچوں
جو دن گذرتے گئے حالات سے بے خبر ہونے لگے مسلمان ہر وقت ادھر
جگہ ہی خط کرتے پھر نہ تھے کہ خدا نے ہر جگہ ادھر جگہ میں ادھر انھوں
صیدی جنگوں میں، سلام و راسد می افواج کو فتح بخش کر ثابت کر دیا ہے
کہ قضا اسلام ہی اللہ کا دین ہے اور یہی کلیسیا میں اس کی مختصہ و مفقود
میں کو نہ مسیحیت باطل ہے۔ قسطنطینوس کا یہ روز ایک لیست اور
ذیل کثیف ہوئی گئی اور اس کا انجام حشرناک ہو گیا۔

(۳)

اس حصہ میں ہم نے کثیف نمونہ اور ذریعہ جزو لافا دریا میں کا ذکر کیا
ہے۔ ان صفت کی سلفیت کے روشن اور تاریک پہلوؤں کو واضح کیے
ہیں تاکہ ناظرین خود فیصلہ کر سکیں کہ مذہبی رواداری اُن کی صانعانی کی
حکمت عملی تھی یا کہ نہیں۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ مختلف مملعات
جو باہم بددلی مسیحی ستونوں، عبادتوں اور مذہبی رسوم پر لگی تھیں اُن کا
اصلی مقصد یہ تھا کہ یہاں مسلمان اُن کو دیکھ کر مسیحیت کی جانب متزلزل
ہو جائیں، جو ایک تہذیب و عقائد کے عوض ایک ایسے خدا کی تعلیم دینی

تھی جس نے دنیا کو اس قدر پیار کیا کہ اُس نے مسیح خداوند کو بھیجا تاکہ اہل
دنیا بچد کی محبت کا اپنی زبان اور شہادت سے اعلان کرے۔ مثنوی اپنے
مثنوی کی پیدائش کے درجہ دنیا پر کرتے تھے۔ خداوند مسیح کی طرف اب
قیامت کا ہر خوشی کا دل تھا۔ شہادت جگہ کے روز وہ اپنے مثنوی اپنے
نیکو سلیبی موت کی یاد دہانی کے خدا کی محبت کا اعلان کرنے تھے۔ دوسرے گھر
کو مدد فرماتا ہے۔ ایام۔ روزہ میں بھی دوسرے رکھتے تھے۔ کچھ روزہ انور
خداوند مسیح کے برکت میں شہادت دہر دو کی یاد دہانی میں منایا جاتا تھا،
جب مسیح کچھ دنوں کو لے کر جلوس میں بارہوں کو کھڑے میں پھرتے تھے۔
ان تہواروں کے روز اور دیگر قدیموں کے دن میں کلیسیا کے شہر کا قاعدہ
جلوس نکالا کرتے تھے۔ جلسوں سب سے آگے ہوتی تھیں اور مسیح گیت گاتے
یا بے جگہ بارہوں اور کوفوں میں پھرا کرتے تھے۔ اور غیر مسیحوں کو
خداوند مسیح کی نعمات کا جائزہ اور ذکر دیا کرتے تھے۔ یہ جلوس شہر کا اُن کو
میں کھینکتے تھے جہاز کے وقت تمام مسیحی جلوس بنا کر شہر کے چھوٹے چھوٹے
سایا کرتے تھے۔ جلسوں حسب معمول سب سے آگے ہوتی تھیں اور سب
لوگ خبرستان نماز گاہ کے سامنے تھے۔ بچے تک سارے کے ساتھ
ہوتے تھے اور تمام رہائشیوں کے گیت اور زور گونے جاتے تھے، گرجوں کے
گھنٹے بجاتے جاتے تھے جن کی آواز سب مسیحی جلوس میں شامل ہو جاتا
کرتے تھے۔ مؤرخین مذکورہ جاییں کہ مسلمان علماء اور حکام کو یہ قدرتی
خوشنما تھا کہ کہیں اُن جلوسوں کا اثر مسلمان عوام پر نہ ہوا اور وہ اُن سے
متاثر ہو کر کبھی عقائد اور مسیحی دینیات اور رسوم وغیرہ کی نسبت سوال کے
اُن کا مواضع اور موقف بلا اسلامی عقائد سے نہ کریں۔ پس غرض اور حکام

نے کلیسیا میں کوہِ یزاع میں دینا چھوڑ کر خود مسیحی مذہب اختیار کر لیا تھا۔
 یہی ترمیمت ہوئی اور اس پر ہم بھی ریزہ ریزہ دوم و غیرہ نے اسی
 سطرین کیوں کہ ان کو پڑھ کر بدن کے رو میں کھڑے ہوئے تھے یہی سبب
 اس کے رفض پر فوج خواں ہے۔ جان مکہ عجیب ساسا متوں کی حکومت
 وہ توڑ رہی تھی۔ یہ خوب میں کسی سانی سنہ شاہ اپنے بیٹے روڈ کے
 نفش دوم ہیں کہ مسیحیوں کو سخت ریزہ ریزہ کے جذب رہتے تھے۔ لیکن
 چونکہ اسی سطرین نے اسلامی دینوں میں کاسا کوئی قانونی قدرت نہیں
 کہ تھا ان بدوں درجہ قرار کے۔ اور جو مسیحیوں میں دن دکھائی اور رشت
 پہ گئی رہی کر لی گئیں۔ ایک ساسانی سند۔ دسے یہ سطرین کہ اس
 کی تیسرے ریزہ ریزہ کے حکم کا غرضی علم ہی ثابت ہوا اور یہ کلیسیا اپنے
 نفس کی قوت دہانہ بہت رہی۔

(Δ)

جب سارے اسیسی کلیسیاں پر انجیل کی شہادت وسیع ہو کر
 کرنے پر پہنچی گادی اور مسعودی کلیسیا سے دیکھا کہ وہ اسدی مسطقت
 میں تھا اور انجیل کی بجائے کاسیا دیکھیں ان پر ریشٹروں اور جیٹ پر صوبوں کہ
 نہیں دیکھیں تو اس نے انہی توجہ کی ملک کی طرف مبذول کی جو غریب
 تھے۔ ساروں صدی سے ترقیوں صدی کے دریاں سے، سب سے پہلے
 براعظم ایشیا کے تمام ملکوں میں جاپان، آرمینی، گرجستان، فارس، سکون، روس،
 ایشیا کے سارے ورڈ، چین، جاپان، تبت وغیرہ ملک میں پوری کلیسیا
 نے انجیل کے ایک ایک سے، دوسرے کو نے ایک وسط ایشیا، مشرقی ایشیا۔
 مرہ۔ جنوبی ایشیا، نیپال وغیرہ کے تمام ملکوں میں انجیل میں پوری کلیسیا

ہیف مشہور ہندوستان میں وہ مشہور اعظم کے وقت سے ہی جنوب کی طرف
جوانب میں چھائے ہوئے تھے۔ شمالی پندرہ سال میں ایکس کے قریب
شاہ آباد واسطوری میٹروپولیٹن کا صدیوں سے صدر مقام ہے۔ یہ جگہ بسیار
علاقہ میں تیار کی گئی ہے۔ صدر مقام کے رات ہی میں چھائی کی تبلیغ و
مشہور کیا کرتے تھے۔ میٹروپولیٹن شہر میں رکھ کر کوئی نام نہاد
کے صدر مقام کے رہنے کے لیے خالی پندرہ کی گلیس بنے، اس قدر ترقی کرتے تھے کہ
تین پندرہ صدی کے قریب پندرہ کا شہر ایک میٹروپولیٹن کا صدر مقام بن
گیا تھا۔

فصل دہم میں کہیں نے یہ مسطور فرمایا کہ ایک ہمسایہ حیرت انگیز ترقی کر لی کہ
اُس کے سر پر کئی عددوں، دھڑ دھڑ کرکے جھپٹاؤں سے گزرتے ہوئے ہوں تو کہ بھی نہ بھی
شک نہ کرے کہ یہ حبیب حبیب تفسیری ہوگا سے یہ میوں کو ششماں کر رہے تھے تو
خود بھی ششماں نظر کر سکتا نہ کہ یہ گہرا۔ اُس نے کستان کے یہ وترو اور لشکر کو
اغیر کیا پیمہ عیدیا جو وہ در گس کی رعبا بیتیمہ پاکر بھیجی ہو گئے۔ یہ
کے قریب گئی جو بقدر ادا کیا نصیب کو اس تھا۔ یہ خطوط میں لکھتا ہے۔
نہ کوں کے بادشاہ اور اُس کی رعایا نے بٹ بستی سے نہ کوں کی سے اور
خداوند مسیح کو قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے ہم سے در خواست کی ہے کہ کیا
استغفار کو مہربان ہیں تاکہ وہ اُس کی رعایا کو دہ بدبت کی تعلیم دے تاکہ
پھر وہ لکھتا ہے۔ میں نے وہاں ایک مسلمان اور تیسروں کے ساتھ رہا
اور مسلمانوں کے ہندوستان اور چین گئے ہیں۔ ایک دوسرے کو کھانا ہے
کہ اس کیتوی کو اس نے اُنکی راہب کلام اللہ کی ہمتاوت دینے کے
لئے بٹ پرست اقوام میں جانے کے لئے بھیجئے۔ اور اُس نے اُنکی کو اور مسرتی

فصل چہارم - زمانہ خلفائے مسیحیوں کی قانونی حیثیت

ہم اب ہم میں بلائیے ہیں کہ حضرت محمد نے عرب کے مسیحیوں پر
پر جزیہ لگایا اور اس کے عوض ان کی جان و مال کی حفاظت کا وعدہ کیا اور
وہ کیا ہے؟ ان کے مذہب میں ان کی زندگی میں کسی بھی عرب سانی
سلطنت کے ریشہ یا دشمنوں پر یا رعایت کی کسی سلسلہ کی نہائی جس
انداز سے تگ سے جوئے سے ہیں اس سے نہایت زیادہ اس کے کہ وہ
کریہ و اسلام کی عبادت کو خالصتہ کر کے اور چونکہ وہ بھی عرب تھے اس کی
افواج کے ساتھ فوجوں کی افواج کو تیار کر رہے تھے۔

لیکن جو جو، انی مسیحی کے دھرم میں دراموی و عربی شافعی
محمد میں زمانہ کا بعد بڑھایا ان کی ذہنی تعلیم کے لئے کہ ان پر پابندیوں کا
انبار بھی بڑھایا جس پر عظیم وقت کے مزاج اور طبیعت کے مطابق تھی یا جتنی
سے عمل کیا جا سکا۔

(۱)

جس پر یہ کی نسبت قرآن میں حکم تھا کہ ان کی کتاب میں سے جو دین حق
و اسلام، قبول نہیں کرتے، منہ لو۔ ان لوگوں کا مذہب یہ کہ وہ ان کی کتاب
ہاتھوں سے جزیہ میں احد ذیل ہو کر ہیں (۱)۔ اس بات کی نشانی کو
مسیحی کلیسیاؤں نے اس بات پر دیکھی اور وہ مسیحیوں کے جزیہ کو ظلم پر ترجیح
دے کر قبول کر لیا۔ لیکن جو جو ان کے زمانہ بڑھتا گیا جزیہ کی رقم میں اضافہ
ہوتا گیا، عیسائیوں پر پابندیوں پر پابندیاں لگا دی گئیں اور ان کے

در اسلام نظام حکومت مسیحیوں کی کلیسیا کے مسیحیوں کو سرحد نہ رکھی
اور کلیسیا کے مبلغین ہمسایہ ملک میں اور ایسٹ باک کے دور و بعد
مقدون میں اس عمل کا جائزہ، پیغام سننے سے ہے۔ لیکن جو جو زمانہ
گذر گیا اور کلیسیا میں جفا و یا ان کا شکار رہی روئے، طاقتیں ہوئی
گئیں، ان کے شرکاء کی محنت میں نہایت ہوئی گئی۔ ان کا
تشیق جو شہنشاہ بڑا ملک اور دور تھا، وہ مسیحیوں کو سبھاں
سکس جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں میں رفتہ رفتہ کلیسیا میں بکے بعد
دیگر سے شہر ہوئی گئیں۔ ان کے رول سے سبب کا نقصان دیکھ کر
آگے چل کر کہیں گے۔

Rev Michael Joseph. Cell # 92 300 7233 85.
vscaljesus@gmail.com
vsmicheal@yahoo.co.uk
Evenglist Yousaf Masih.
Cell # 92 300 7233 853.

درج ہوں تو وہ پہلی چیز شرف کی حرکت لازمی ہوگی لیکن اگر کسی کے ذکر نہ ہوں تو
ذاتی ستر کا مستوجب نہ ہوگا۔

نظر میں کو یہ ہوگا کہ ساسانی بادشاہوں نے یہ فی کلیسیا کی
ایز رہا بیوں کے نام سے عیسائیوں پر یہ قدر لگان چاہی تھی کہ وہ غیر
عیسائیوں کو ان کے حقارت نہ دیں بلکہ ان کے ساتھ درجہ نہ رکھیں۔
نہایت دلیری سے حکم دے کہ اس شرط کو ترک کر دیا تھا۔ لیکن اب یہ شرط
نرمی قرار دی گئی جس عرصہ تک اس کا مستوجب نہ ہوا تھا۔

مذہب کی رسم کی خفیہ وقت اور اس کے مشیروں اور دہار کے عقیدہ
عقائد کے متضاد کے معنی مانتی تھی جس سے منہ می حکم ہمیشہ نہایت
فائدہ اٹھانے سے نہیں بچ سکتے تھے۔ امام کو صلیب کی کتاب خرچ سے ہنر
چیتا ہے کہ سب سے ہاؤں رشید کے زمانہ میں سرگرم کیا تھی۔ وہ لکھتا ہے کہ خود فی
صاحب حیثیت ہیں وہ چوبیس درجہ سالانہ ذکر سے۔ وسط درجہ کے لوگ
چوبیس درجہ ہیں اور طریقہ نامہ لکھتے یعنی ہزاروں اور گریگور کے طبقہ بارہ
درجہ ہیں لہذا ان کو ایک درجہ سے تندرست اور مانع آدمیوں سے بے ایمان
تھا۔ جو تین۔ سچے اور بیمار دوس سے مستحق تھے۔ اگر عیسائی یا مذہب
دعویٰ خود نہ کہتے تو نہ تو کو بھی جزیہ خوف تھا۔

خدا کے زمانہ میں جزیہ اور اس کی شرط سے تنگ آکر نے شہر عیسائی
اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ ان نو مشنوں کی تعداد کا اس بات سے اندازہ
ہو سکتا ہے کہ کچھ عرصہ میں مذہب کے زمانہ میں جزیہ کی سادہ رقم دس پانچ روپے
درجہ تھی لیکن پچاس سال کے اندر خلیفہ عبدالملک کے زمانہ میں یہ رقم ہر گز
رہ گئی۔ ان سالوں کے دوران میں خلاصہ کی مملکت میں بے شمار عیسائی

مسلمان ہو گئے۔ یہ تعداد اس قدر بڑھ گئی کہ مسطورہ سیطرہ
بشور بحیب موعولے و ردو شر کے مشورہ پیش و مصوبہ فارم کے ارج
نائب کو رکھا۔ اسے باب۔ تہرے بیٹے کس گئے تہرے لوگ جو قریب
تھے ان کے بھی کو تو ان کے اندھائی گئی ان کو مذہب دینے گئے ان کو ان کے
صرف اس دن باگے ان کے بیٹے قید میں تھے اور صراط مستقیم سے بھر کر
بے یقینی کے گڑھے میں پڑ گئے اور ہمیشہ کے لئے برباد ہو گئے ہیں۔ ان میں
سے صرف دو مسلمان ہی رہ گئے جنہوں نے اپنے بے بس کا ٹکڑا رکھ رکھا
اقسوس افسوس افسوس! ہر روز میں سے چوہان کے خیالات نہ تو
کے نام دیو تھے، ایک بھی ایسا نہ نکلا جو اپنے ایمان پر ثابت قدم رہنا اور
اس کے لئے پتہ چوں ہمارے کوتاہی ہو تا۔ کرمان اور صورتہ اس کے گرجے
کس گئے وہ دہ دہ میں کے احکام سے نیاہ و برباد نہیں گئے بلکہ
صرف شیطان کی ایک پھونک سے گر گئے۔ تو ابھی طرح ہاتھ تڑکڑا رہا
تو اسے درمیان میں ڈھنسا کے فیسوں کی اور تھار سے مذہب کی حرکت
کرتے ہیں درگاہوں اور ناخاکہوں کو نظر وقعت دیکھتے ہیں۔ پھر کہا وہ
ہے کہ کمر کے بے شمار سبھی اپنے اصل سے فخر اور گستاخ ہو گئے ہیں ورنہ
عربوں کے پیچھے پھرتے ہیں بلکہ ان پر کوئی بڑ جبر و تشدد نہیں کیا گیا تھا۔
انہوں نے اپنے غیر فانی عیسائی کو ترک کر دیا ہے اور اس دنیا کے فانی مال سے
محبت کی ہے۔ خدا نہ کہ قریب کی خوشی کے لئے ہی آدمی زندہ ایمان پر ہی
جانی قربان کر دی ہیں اور موت کے بعد ہی زندگی میں داخل ہوئی ہیں

یہ حالت تو اسلام کے ابتدائی دور کے پچاس سال کی تھی لیکن پھر

عدا دیکھ کر درجہ شک کے معنیوں کو بہت وسیع دے دی اور اس قسم کے
 مسلمان بہت ہونے لگے کہ آیا کافر پاک ہے یا ناپاک ہے۔ ناپاک کہنے واسطے ہی شیعہ
 نے ان فرقہ کو شخص قرار دے کر کہا کہ شرح مشرب پختاؤ وغیرہ عجیب ہیں
 اسی طرح کافر بھی عیس ہے اور مسلمانوں کی کچھوں کی ہڈی چیر کر کھانا خرما ہے۔ ان
 سے اوجھل اور کئے سے عقرب کے الفاظ استعمال کئے تھے جسے کسی عقلمند من سولی
 پر سخت برتے تھے۔ مسلمان کس قسم کے کافر ہیں۔ بعض نے ان کو شخص قرار دے
 دیا۔ بعض نے کہا کہ وہ کافر میں نیک۔ ان کے ہاتھ کا رجم کھانا اور ان کے
 سر کا رجم۔ خود رجم کرنا حاکمانہ ہے۔ پس اس مغلظ کافر سے مسلمانوں کے
 دلوں میں عیب ٹھوس کی طرف سے نفرت و عداوت کے جذبات قائم رہے۔
 مسلمانوں کے تہ ذہن کو دار عرب حرر کے کہنا: فرغی کفارہ قرار دے دیں
 گیا۔ ان پر دوات و سرخی قبیحہ اور قوا میں عداوت ہو گئے جو کفار پر عائد ہیں۔

گہشتہ مصلوب میں پھر ان باغیوں کا عرصہ ذکر کرتے ہیں جو
 خلافت کے زمانہ میں کلمہ کیا اور پر لگائی تھیں جس کی وجہ سے عیسائی ایک بہت
 بہت دے اور ذیل امتیاز بن کر رہ گئے تھے۔ بعد اسے سلام میں دیوں
 مذہبوں کے عقیدوں میں تعلقات تھے۔ خود کو شہرہ منظر آئے ہیں۔ گورنروں
 ٹھکانوں کے ذریعہ ان کے ساتھ مصافحہ کر رہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کو سخت گیر
 تھے لیکن انہوں نے مرنے وقت یہ وصیت کی تھی کہ میں دینیوں کو اپنے ہاتھوں
 سے چڑھتا ہوں۔ وہ خدا اور رسول کی صفات میں ہیں۔ واجب ہے کہ وہ
 میرے عہد ناموں کی پیروی کئے اور بے پروائی اپنی بر جھٹھ دے جس کو
 وہ مصلح دیکھیں۔ حضرت علیؓ نے بھی مرنے وقت یہی وصیت کی تھی۔ لیکن

انہوں نے جو زمانہ گزرنا لیا صرف اس قسم کی باغیوں کے معنیوں پر لگاتے گئے جن سے
 وہ لوگ چھوٹے ذہن ہونے لگے۔ مثلاً احکام خدا اور شریعت کے کسی مردوں اور عورتوں
 اور عورتوں کے مکرور سے اس پر مذہب رنگ کی چوڑی دھاریاں ہوں تاکہ مصیبت
 مومنین میں کوئی سببی نہ ہو۔ لکھنؤ میں پیرسوار ہونے کی بجائے وہ
 صرف پختہ پور اور دھور پر رہے۔ وہ ہوں جس پر کھانڈ کی زبان اور رنگ سا ہو۔
 یہ سزاؤں مجھوں کو دی جاتی تھی جن کو شہر کے علی گڑھوں میں منتہر کیا جاتا
 تھا۔ عیسائیوں کو قبر میں سے سوائے ان گرجوں کے جو فتح کے وقت ہمسار بن گئے
 ہوں کو نہ ریت نہیں۔ سوائے ان گرجوں کے جو فتح کے وقت ہمسار بن گئے
 سے بچ رہے ہوں۔ دوسرا کوئی گریبانہ بنایا جائے۔ جو گرجے کو بچا ہوں،
 ان کی مرمت نہ کی جائے۔ گرجوں پر مصیبت نصب نہ کی جائے۔ وہاں وغیرہ
 یہ جیسے احکام تھے جن کو کوئی نہ تو دیکھتا تھا۔ گرجاؤں میں کر سکتی۔ لیکن یہ
 احکام گودسری صدی ہجری میں خلافت راشدہ کے عین مدینہ تھے۔ بعد اسی
 قسم کے فتوے صادر کیا گئے تھے۔ چنانچہ ہم نام مالک کا ذکر کرتے ہیں کہ
 اس کے فتوے میں مطالبات اگر کوئی مسیحی ہی میں کسی مسلمان کے ہاتھ فرحت کی کرے
 پھر بھی اس کو فرحت شدت نہیں کا خراج دانا ہوگا۔ اس کو فرحت کرے
 خود مسلمان ہو جائے تو خراج عداوت ہوگا۔ ابو حنیفہ ہی عیسائیوں کی سب سے اسی
 اور عربوں کے متعلق اور ان کے گھروں پر پرتی طعن کی مورت کی کدیاں لگانے
 کی بابت وہی حکم دیا ہے جو وہ لکھا گیا ہے۔ تاکہ وہ عداوت میں ہوں۔ انہوں میں
 سب سے زیادہ زہم ہے۔ نام مالک گستاخ کے لئے گرجے بنانے کی عادت نہیں
 دینی پوپ کے کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے گھر یا زمین کسی عیسائی کے
 پاس فروخت کرے اگر وہ عبادت کے لئے استعمال ہو۔ کسی مسلمان کے لئے

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

برجائز نہیں کرو گے اپنا گھریا زمین کسی بھی کے پاس فروخت کرے گا وہ عبادت کے لئے استعمال ہو کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کرو گے اگر کسی عبادت ہونے سے کوئی مسلمان یا کوئی حیوان کسی بھی کے ہاتھ فروخت نہ کرے جو قرآنی کے لئے دیکر ہو۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کرو گے اپنا کوئی حیوان کسی عیسائی کو کرایہ پر دے جس نے اس پر ہمارا ہو کہ کسی ہمارا کو منانے کے لئے بنا ہوا ہو۔ امام تہ فہ کے مطابق اگر عیسائی کسی عبادت کے لئے جمع ہوں تو لازم ہے کہ وہ ہمیں نبی کے مقام میں بیٹھیں۔ وہ حیوانوں کی آواز کسی ایماندار کے کانوں میں نہ پڑے۔ یہ باتیں سنی کارس کتاب کے مختلف مقامات میں ذکر کیا گیا ہے حاجت دولت آمیز نہیں مسلمانوں کو حضرت خضر الاحقری علیہ السلام کا حق ملکیت اور حق قبضہ ان سے چھین جائیگا۔ یہاں زمین اعیان ملکیت کے تمام حقوق درگزر کی وقت ملکیت ہے۔ اس نے حکم دیا کہ یہ زمین ان سے چھین کر اس کے ائمہ میں بطور امانت خلیفہ کی جائے ان کو دیا کہ تمام گرجوں اور عبادت گاہوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں ایک دفعہ سلطان حنفی کسی عیسائی سے نہ دے۔ جو ہوگا تو اس نے حکم دیا کہ گرجے سمیت گرجے عبادت گاہوں میں جب ملوک سلطانین کے مہر میں ملو۔ مسیحیوں پر ان کے لئے عبادت گاہیں بنائیں تو ان کو ہر وقت ہی خدمت مانتی رہنا تاکہ وہ آگ میں فروغ دے جائیں۔ حکومت وقت کے بدحواسی کی وجہ سے کہ حکومت کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو وہ لوگوں کو ان کے افسانوں پر بارگاہی عبادت گاہیں بنانے کے لئے شامت آجاتی تھی۔ جب کبھی بیرونی حملہ آور اور فریب کی سبب سلطانیں ملامت حکومت سے جنگ کرتیں۔ مسلمانوں میں باہم خان جنگیاں ہو جاتیں تو مسیحی

کلیسیا میں مسیح کے لئے آسمان نشہ دین جانیں۔ اور ہر شخص کو اپنے ذاتی
حساب کے انتظام کا موقع مل جائے گا۔ مسیحی تاریخ میں ہم نے
ایک خاص نوعیت کی خدمت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں ہر ایک کو
دولت کی جو شے وہ سچے سچے دے دیے اور ہر ایک کو ۵۰ روپے دیے۔
اور جب کبھی کسی عیسائی کو روہ میں ضرورت ہوتی تو اس کے دل پر آکر
جس شخص پر ضرورت ہو جاتی تھی۔ اس کو موقع دیا۔ اور ایڈمبلی کی طرف
کے ہر کسی شخص کی تلاش کی۔ کبھی تو ایڈمبلی ہر ایک کے گھروں سے اس
کو لے کر باہر جاتا تھا۔ اور یہ گورنمنٹ کے حکام کے پاس بھیج دیا
تھا۔ ان دنوں کے حالات دیکھ کر ایڈمبلی کو شرم سے لگاتے ہیں۔ ہم
میں نے ان کے دلوں کے ایک ایک قطرہ کے لئے بھی کام کیا۔
گر کوئی شخص کوئی دوسرے کو تنہا دے رہا ہے۔ مسیحی میں ہمارے
نہیں ہے۔ گئے وہاں کو بہانے نہیں دیں گے۔ اور یہ ہوتی ہے کہ
کے پاس ہے جس کو اس کے دل پر ہر ایک کی خدمت ہے۔ ہر ایک کو
کھانا، دست ہوا، کھانا، ہر ایک کو جس کو جس کی خدمت دینا
شکار ہونے لگے۔ ہر ایک کو جس کی خدمت دینا۔ ہر ایک کو
کی دکان میں ہر ایک کو جس کی خدمت دینا۔ ہر ایک کو جس کی
مساکن ہوتے ہیں۔ مسیحی کلیسیا کو ہر ایک کو جس کی خدمت دینا
مسیحیوں کے لئے ہر ایک کو جس کی خدمت دینا۔ ہر ایک کو جس کی
ملاات کو تعلیم دے کر۔

جیلے میں نام حضور پر شرفا میں مات کا حصر رکھنے کے لئے یہ بھی قیید کے

مختلف فرقوں کے درمیان دن ایک دوسرے کو مذاہب نہیں۔ ان کی حکومت
 تمام مسیحی فرقوں کو ایک ہی طریقے سے دیکھتی تھی۔۔۔ طریق کو یاد ہو گا کہ جب یہ
 کلیسیا میں، رومی سلطنت میں تھیں وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر کھنکھاتے ہوئے
 کہ کرتی تھیں اور رومی سلطنت کے مخالف مسلمانوں سے پورا مذاہب کا اٹھائی تھی
 مثلاً یہ یسوعی صلیبی میں ایک سطراری صلیب یا سوامی صلیبی تھی۔۔۔ کو
 کہہ کہ یہ خود کو مسیحا کہتا تھا۔۔۔ عیسائی کلیسیا آپس میں نہیں ہے۔ جس نے اپنے
 پس یا رومیان شریعت کو دی جس میں صلیب پر مائل ہو کر مسلمانوں اور مسلمان
 شریعت پر دیکھے۔۔۔ حسرت و دوسرے۔۔۔ میں بھی جب قصر پر کھڑے ہوں
 پر عیسائی تو عیسائی مسلمانوں کے کھنکھاتے سے یہ خود کو مسلمانوں کو صلیب
 پر دیکھ کر صلیب پر دیکھ کر صلیب پر دیکھ کر صلیب پر دیکھ کر صلیب پر دیکھ کر
 کہ تمام مسیحی فرقوں کو ایک ہی طریقے سے دیکھے۔۔۔ نہ صلیب صلیب صلیب صلیب
 کلیسیا کے صلیب ہیں۔۔۔ آؤ خود کو مسلمانوں کے گلابوں پر دیکھ کر صلیب
 میں مسلمانوں کو صلیب پر دیکھ کر صلیب پر دیکھ کر صلیب پر دیکھ کر صلیب پر دیکھ کر
 پہلے فرقہ۔۔۔ دوسرے فرقوں کے طور کا مایا صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب
 یسوعی صلیب، ایک دوسرے کے رستم کرنے رہتے تھے۔ وہ نہ کی اسلام کے
 وہ نہ کی صلیب بڑی تھی جی جی تھی۔ جب اسلام نمودار ہوا۔۔۔ میں کہ بچائے
 کہ سب عیسائی فرقے مسیح پر اسلام صلیب کے خلاف ایک سطر صلیب
 کرتے وہ بے نیات و ہندہ کی خوشحالی دیتے وہ اپنی امام کو کشش ایک
 دوسرے کی تہمتی بصر کرتے تھے۔ اسلام کا آمد سے پہلے مسلمانوں میں
 مسیحی عیسائیوں اور عیسائیوں کے یہی جھگڑوں سے شک و کفر
 یسوعی صلیب کے خلاف تھے۔ اس غارتگی میں ۳۵ ہزار آدمی کام آئے۔

وہ قیصر کے حکم سے تہنگ آکر کہتے تھے۔۔۔ مسیحی ہیں۔۔۔ بچے بلکہ
 یہودی درج پرست ہو جائیں گے۔ ایک صدی کے بعد
 جب اسلام۔۔۔ ان مسیحیوں کی تہنگ۔۔۔ ہندہ ہندہ ہندہ ہندہ ہندہ
 مسلمانوں نے ان مسیحیوں کی تہنگ۔۔۔ ہندہ ہندہ ہندہ ہندہ ہندہ
 کو خیر یاد کہہ دیا اور مسلمان ہو گئے۔

اسلام اسلامی حکومت اختیار کیا۔۔۔ مسیحیوں کے مسیحی
 مسیحیوں میں۔۔۔ ملک میں کرتی تھی۔۔۔ ان کے مذہب میں ایک کلیسیا کی عبادت
 میں ان کے حکمرانوں کا قصد کرتے تھے مسیحیوں کے گرجوں اور عبادت گاہوں
 کے اندر رومی مذہب میں میں صلیب اختیار کرتی تھی۔۔۔ مسیحی چھوڑنے
 بڑے سہاروں میں نہایت گرجوں کو تہنگ کر دیا گیا تھا۔ ان بعض کو
 مسیحیوں نے تہنگ کر دیا۔۔۔ گرجوں کے مالکین بھی فقہ میں اشد مذہب
 حق مذہب کے مالکین تھے۔۔۔ میں کو صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب
 کی مذہب پر مسیحیوں نے تہنگ کر دیا۔۔۔ مسلمانوں میں مسلمانوں
 ۔۔۔ وہاں وہاں تہنگ کر دیا۔۔۔ میں صلیب کے مالکین کو تہنگ
 گرجے۔۔۔ میں رہتے تھے۔۔۔ وہاں بڑے گرجے صلیب کے مالکین میں۔۔۔
 بعض گرجے ہیں کہ گرجہ مالک ہیں وہ حق ہو۔۔۔ ہندہ ہندہ ہندہ ہندہ ہندہ
 حالت میں سے گرجے میں لیتے ہیں۔

جوں جوں مالک تہنگ تہنگ مسیحیوں پر تہنگ پائیدہ بن گئی جاتے گئیں۔
 میں ایک حد تک مسیحی مسلمانوں کے سر کا کو اسلامی تہنگ صلیب کی پائیدہ بن گئی
 پڑی تھی۔۔۔ میں عیسائیوں کے میں مسیحیوں کی حد میں گواہی کسی مسلمان کے
 خلاف دینا باعث ہی رہی۔۔۔ جب اسلام مالک سے تہنگ گیا کہ اسلامی حکومت

جہی کے معاملہ میں تو عیسائیوں کے ہاتھ مسلمانوں کی طرح کاٹ دی ہے۔ لیکن
زکریا میں عیسائیوں کو دوسری سزا نہیں دی جاتی جو مسلمانوں کو دی جاتی ہے۔
اُس نے جواب میں کہا کہ جہی کا تعلق محلی معاملات سے ہے جس سے ریاست
کو نقصان نہ پہنچا ہے۔ لیکن یہ مقدمہ مسیحیوں کے مضامین میں داخل نہیں
دیا جاتا تھا تاؤ فلینک اُن سے اسے جڑا کر سرور نہ ہو جس سے ملک کو ضرر
پہنچت ہو۔ اس معاملہ میں ہمیں یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ
اسلامی حکومت نے مسیحیوں کی عزت و شرف اور حق و باطل کا اس حد تک تین
عھو باخیال رکھتی تھی جس حد تک وہ اسلامی مفاد کے خلاف نہ تھے۔ لیکن جہاں
مسیحیوں کے درمیان میں مفاد میں تضاد نہ تھا تو حکومت نقصان کو نظر
نہیں رکھتی تھی۔

محل جوں صفایا حکومت محقق العنان ہوئی تھی وہ مسیحی کھساروں
کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے لگ گئے۔ ایک فارسی زبان بھی
تھی۔ رشید درخشہ کے درمیان مسیحی کلیسایہ فرقوں میں بڑا ہونٹ بھڑکائی
یعقوبی، بیکلی، سیمی وغیرہ کا سب ڈی کے باہمی تہرجوں سے ضعف و ریا کے
حکامات تک کے ہوئے جس سے ان کو موافق لیا گیا۔ درختوں نے لہر قوت سے
عامہ تھے کہ مسیحی کلیسیاؤں کو اندرونی کمزور و سبب سے نیندیں۔ اُن پر اس میں
کلیسیا کا لفظ قبول کوس بقدر میں رہتا تھا جو نہ کہ یہ کے پیڑ یارک کا نام
نہاں۔ اس کلیسیا کا بک سبب و پیش قدمی میں رہنا تھا۔ لیکن دریا نے
فرات کے مندرجہ ذیل کہ باباں مسطور کی کلیسیا کی اکثریت بھی غلط فہمی کو تش
میں تھک کر اور تمام کلیسیاؤں کو کٹ کر پورے پلے نصف اختیار میں کر لیں ہیں
۱۹۴۷ء کے جبر بقدر کے خلاف درخواستوری کلیسیا کے لفظوں کو سرور کرنے

خلف

گنگ نے ادو بنقرہ کو لفظ پور کی ضمانتی کے خلاف ہونے لگا کر کہہ دیا ہے
کہ مقبول کوس معزرت کرنا چاہتے تھے جو اُن کے خیاروں پر تھیں۔ اس کے
پچھتر سال بعد جہا نے جہا سے کام کے کریمہ جاری کر دیا کہ یعقوبی اور
بیکلی کلیسیاؤں کے اشیاء مسطور کی مقبول کوس کے ماتحت کر دیئے گئے ہیں
اور واجب ہے کہ وہ اس کے حکام کی خلاف ورزی نہ کریں۔ یہ مانگ ان
نینو کلیسیاؤں کے خط بھی تھا کہ وہ درمیان بک دوسرے سے باطل
نگ تھے۔ اس طریقہ کو کر سے نہ صرف علما کا کلیسیاؤں کے اندرونی
معاہدہ پر قبضہ ہو گیا بلکہ مختلف کلیسیائی فرقوں میں رقابت و نفرت اور
حسد کے جذبات بڑھنے لگے اور اس میں یہ بگڑاؤت اور روحانی رعب
کا مکان بھی ٹھہر گیا۔ یہ مختلف فرقے باہمی رقابت اور حسد کی وجہ سے
بیش زبیش برسر پریش ہو کر یک دوسرے کو ترک دینے کی کوشش
میں رہنے لگے۔ جیسا پچھتر سالوں میں ایک کلیسیا کے متعدد مسیحی رہائش رکھتے تھے۔
گنوں سے نظام کے کلری پیشہ رکن اساس اول۔ رشید ۱۹۳۵ء
سے درخواست کی کہ وہ اُن کے لئے ایک میٹروپوسٹ ملانے کر دے۔ پیڑ یارک
نے بشپ پوٹا کو بخدا بھیجا لیکن نہ فقرہ مسطور کی کلیسیا کے لفظوں کو اس باہم
سورہ واز شرفہ تا ۱۹۳۷ء کو نہ مت ناگزیر معلوم ہو جس اُس نے ذیل کے
بیس شکایت کی۔ در سے بشپ پوٹا کو سو یا کہ یقیناً کوس نے کہا "ہم
جو مسطور کی کلیسیا کے مسیحی ہیں وہ سلامتی و امن کے لئے خواہ ہیں اور اس کی
فتح کے لئے ہمیشہ دست بڈا رہتے ہیں۔ پھر آپ اس غیر شخص کو جو آپ کا
برادرش ہے ہم سے بریکوں گرد تھے ہیں۔ وہ بر سے جواب دیا کہ ہم
مسیحی با بر طور پر ہم شمسوں کے بدخواہ ہو۔ تمہاری دوستی محض کھانے کے

ہے، اس کی بھولی کوں خاموش ہوگی لیکن اُسے دوسرے طبیب کو ایک
 بھاری رقم رشوت دے کر اچانک کان بیٹھ گئے ہیں کہ براہِ مہرے
 میں دو ہزار روپے کے سیکے رشوت دے تاکہ میں اس کو بغاوتوں پر قابض
 رہوں اور طلب کیا گیا تو میں سے جبراً لکھو لیا گیا کہ وہ بیکہ تو خود لکھا
 میں بھی رہیگا اور نہ اس کا کوئی میرٹو پولیٹیں وہیں رہائش اختیار کرے گا
 بلکہ وہ مختلف پیشوں کو مختلف اوقات پر صرف دھت مقلد کے لئے بنی
 کلیسیاؤں کی روحانی نگہداشت کے لئے بھیجا گیا جو پتہ فراموش کو
 کرے کہ لعدہ اس اپنے حق کو چھوٹا کر بیٹھ گیا۔ ایک اور مکتوب یہ لفظوں
 کلیسیا کے ایک بنیپ نے جس کا نام لوی تھا ایک سرکاری کانگریس ایک
 حقوٹی سے لے کر دے دیا۔ اس پر نہ برسرِ طور کی بھولی کوں سبیل شروع
 از سر۔ رشوت نے آفت زبانی۔ جب اس قسم کے خفیہ قند
 کی وجہ سے ہر پیش کی چنگ بیاں پھرنے لگیں تھیں تو ماضی اندازہ کر
 سکتے ہیں کہ انسانی اختلافات کی کتنی ہی تگ کس طرح کلیسیاؤں کے
 خرمین کو پیدا رہی ہوگی۔ اندر میں حالتِ خلیفہ کے کوئی نہ کلیسیا میں
 تسلطوری کلیسیا کے منتخب ہوا میں کلیسیا کو کس طرح تباہ و برباد
 کر دیا ہوگا۔

۱۱

ماہرین کو یہ چاہیے کہ اسلام میں نہایت کیسے متحرک مسیحی دینی
 حامی اور بڑے اور خرچ ادا کریں تو کس حامی میں اس کے مائدان دامن
 کا ہر مقننہ رہتے ہیں لیکن اس کی سببست دینی ہوگی۔ اس کو شہریت کے
 اصطلاحی حقوق حاصل نہ ہوں گے۔ وہ اسلامی ملک کے پورے شہری نہ

ہوں گے۔ اس کو مسلمانوں کے مساوی حقوق حاصل نہ ہوں گے۔ وضع
 قوانین میں اس کی کوئی ذراہ نہ ہوگی۔ ان کے لفظ میں اس کا کوئی حصہ نہ
 ہوگا۔ ان کو کس قبیلہ میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ وہ دوح درجہ لب کے
 محکوموں میں رہے جس کا سبب ہے کہ وہ حکومت کے لئے وفاق میں اہمیت کے لئے
 پرناؤ نہ ہو۔ کہیں گے وہ درجہ درجہ رکھنے کا سبب گئے۔ ان کو سرکاری
 دھندوں میں نہ ہونے کا کوئی حق نہ حاصل ہوگا۔ مختصر یہ کہ مسیحیوں کا
 مؤقف صدیقی مدت میں رہا۔

میں بادشاہی شریعہ احکام کے خلاف مسیحیوں کو سرکاری خدمت
 دینی دینی تھی۔ جو کہ رشوت حاصل میں اس کے حصہ دیا، ابھی یہاں کہتے
 ہیں۔ یہ حصہ اموی کے لئے کے ابتدائی دور میں جو کہ مایہ نیبوں کے ہاتھوں
 میں تھا۔ یہ ابتدائی تباہی کرتے تھے۔ صدرِ عربی کی آپ بادشاہ
 ملک۔ یہ حصہ عرب میں ہے۔ عرب میں (جس کا نام آج بھی ہے) نہیں گئے
 بعض تباہی کے سبب سیاسی تھے۔ یہ سبب سبب سے لے کر تباہی اور تباہی
 اور تباہی تھے۔ یہ تباہیوں کے سبب ماضی۔ یہ تباہی کی سبب تباہی
 تباہی تھے۔ یہ تباہیوں کی تباہی تھے۔ یہ تباہیوں کی تباہی تھے۔
 علاج کے لئے اس کو دور کہ اتنی ہزار درجہ سبب۔ یہ تباہی تھے۔

انسان شیعہ نے اسلامی شریعت کے حکم کے مطابق اس کو
 سبب کیے کہ مسیحیوں کو سرکاری خدمت سے نکال دیا جائے۔ یہ تباہی
 شریعت کے خلاف تھی۔ یہ تباہیوں کے سبب ماضی۔ یہ تباہی کی سبب تباہی
 ماضی۔ یہ تباہیوں کے سبب ماضی۔ یہ تباہی کی سبب تباہی
 نے۔ یہ تباہیوں کے سبب ماضی۔ یہ تباہی کی سبب تباہی

بیس۔ عام مسلمانوں کے لئے تو یہ لازم سمجھا جاتا تھا کہ وہ شریعت کے تابع
 رہیں مگر وہ یہ خیال کرتے تھے کہ زنا۔ شراب۔ قتل وغیرہ کے احکام کا
 مذاق خلیفہ وقت پر میں ہوتا جس طرح اُس کا مذاق علم کے سہنشاں ہوتا
 نہیں ہوتا تھا۔ خدہ شہنشاہ سب میں ہر خلیفہ مشن معاصر تمام تھا۔ اس
 خاندان کے روئے سے ہر بادشاہ یا بادشاہ کی اسلامی حکومت کے سلاطین کا
 حق تصدیق کی گئی۔ اُس سے صرف یہی توقع کی جاتی تھی کہ وہ عدلیہ کی باتوں
 میں اسلام کا احترام کرے اور علماء اور سلاطین میں جو کچھ کارروائیاں کر سکتے
 تھے۔ چنانچہ جب اس مملکت ہوتا۔ اُس سے خواجوں کو ٹیڈی نہیں دے کر
 خرید اور اُس سے عورت کی۔ ہوا۔ کچھ عتبات تھا کہ اُس سے بی بی بیویوں
 اور باندیوں کنیروں کو کچھ ملازمت۔ رنج لکھا نہ فرم۔ ہا۔ خلیفہ
 ہندوں رشید کے پاس دو ستر کنیریں بھیجیں جن میں سے کئی سو گئے نہ بچانے
 میں ماہر تھیں۔ زبیر۔ اور پھر رنگی کی مر کے پس میں ہزاروں کنیریں
 بھیج جو ٹیڈی قیمت دے کر خریدی جاتی تھیں۔ مشہور بادشاہ مرزا دار سے
 ایک بری محال کنیر کی قیمت ایک لکھ دیا وہی تھی خلیفہ مقتوم کے پاس ہزار
 ملائے تھے جن کی بڑی قدر رکھتی۔ اس کا ایک مرد عجیب نام اُس کو
 تمازت عجیب و ساجو جس وہاں میں اسانٹیر آب کھج و خانیہ لک کے
 جس و جمال کی خرید میں ستر لاکھ تھا۔ خلیفہ وقت زبیر سب شاعر
 تھا جو اپنے ایک غلام پر بہت بوجھ سے قید تھا۔ ایک دفعہ دو حبیر سے
 پکڑ گیا۔ اور اُس نے دوسرے غلاموں کو کہا کہ اب جس خلیفہ سے ہرگز کلام نہ
 کرنا کہ خواہ وہ مجھے دہائی لڑ سے جس۔ ہو دیکھا۔ وہ کئی درو اُس سے ڈرتا۔ ہا۔
 بالآخر اُس کو منالے کے لئے خلیفہ نے شہر دیکھے۔ خلیفہ منور کی حاکم پر

تھے۔ میں نے طہریہ جلیلہ میں بھی ایسی تختہ نشینی ہوا تو اُن
نے سترہ گئے۔ غلبہ یوں کے خلاف جہاد کیا اور وہیں کے افراد اور علماء کو
جسیرہ سلام کا حلقہ لگوس دیا۔ وہاں کو کچھ مسلمانوں کو دیکھا گیا اور اُن کی جگہ
پر مسجد تعمیر کی گئی۔ اس جگہ میں اُس کو جس قیمت میں غلبہ ہاتھ آیا پھر
تسالی فیصدی دینا اور وہاں کے مسلمانوں کو سوا بیس روپے فی ماہ دینا۔
میں سب لوگوں کو گواہ کیا۔ یہاں سلام کے بعد بھی وہاں قیمت خرید
جو میں لوگوں کو کثرت پہونچی۔ یہ وہاں کے اکثر مسلمانوں نے دیکھا
جو یہ شخص اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ یہ جو سلام اور یہاں مسلمانوں
کے ساتھ وہاں سرت کیا۔ وہاں گئے اور وہیں جو اُن کے علاوہ قیمت اور
شور و غلہ میں نہ ہونے لگی۔ اس حد تک وہ مسعود پر چڑھ گئی جس کے خلاف
وہ ہمارے خلاف وہ دیکھنے میں نہ تھے کہ طہریہ میں گئے کہ مسعود مستحق طور پر
خاتم ہو گیا۔ یہ غلط دیکھنے میں کو یہ معلوم ہوا کہ اگر میں مسعود پر
کی غلبہ میں ہے تو میں مسعود صاحب کلیہ میں پیش کی جائے گی۔ اگر کوئی تعلق
جہاں دیکھا کہ میں ہوتا تو اس کے لئے ہر مسلمان میں خوشی اور امن
کی قسم میں خاص ترتیب دینی کہانی۔ یہ مدد ملی۔ اس دیکھی اور رہاں کا ہر طبقہ
خارج لیکن یہ مسعود غلبہ کے عام جہاد کا ایک وسیلہ تھا جس کی ایک
کسر کو تہذیب میں مفید تھی۔

[illegible]

ان کمزوروں کی ایک بڑی تعداد مسیحیوں کو اس واسطے کی پہنچ گئی تھی۔
مردم اور ایشیائے کوچک، مغربی ممالک اور چین کی کئی عالی جنسوں سے
دوسرا خیریت میاں نہیں۔ دوسرا مگر کی مصطفیٰ، شاعری، ادب، خوشنویسی،
ظرافت، حاضر جوابی وغیرہ کی علم و دہانت، عربی، سنسکرت، یونانی، پرتگیزی
تعلیم، عیسائی عقائد کے مستند برائے میں اس سولہ برس کے مختصر عرصے میں
پہنچ گئے۔ ایک دن نرم عیش، اسد بھٹی، بوم و باد کا ذکر جاری تھا۔
پس عیش کی انگریز زبان کے رومی کے پاس میں ملیں، گردنوں میں جیس

مردوں میں زہیم رتار، ہاتھوں میں قلم سے لئے جلودرنگ بھی تھیں۔ انہوں
سے ناچنا شروع ہو گیا۔ ان کی ٹھوکر آٹھوں اور تہاب سے ماموں کو بد مست
کر دیا۔ انہوں نے قلم، یا کتب سے چڑا، اشرفیاں، کتے قدوں پر پش رکھ دی
جائیں۔ قلموں، جو بہروز کی قیمت دررست دوسرے نے ان کے شاہی
تہ سے کور ہوا کر کھٹا کھٹا، نوامیہ درہنی مناس کے حصا کے زمانہ کے نہ
صرف ہر ایک کو رتار لکھا، اور سردو کی جیاط سے جلی سے تھیں۔ بلکہ تہاب
شعر میں خدا العزیز عیسیٰ ٹھکنا پھر بھی فی بغہ میں شروع کیا جو جہنم
میں بھی عورتوں کے عداوہ کو تیز بنائی جاتی تھیں بے شمار بھی
عورتوں کو زبردستی شعلہ ہوں کے مردوں میں شعلہ کیا جاتا تھا اور جو بچے
ان عورتوں سے پیدا ہوتے وہ دوسری بننے لگتے تھے۔ ان کے مشقوں پر
میں ہوں کے سے ہوتے تھے۔ جب کبھی کوئی نسانی علوم میں نہ ہو جا
اُس کو ازراہ نے نامو قبول جاتا تھا۔ غدی کی کتب سے بچے کے لئے ہر
ملک و قوم کے ہندو سبھی ایشیاء میں واپس ترک کرنے سے مستعد ہو جاتے
تھے۔ اس کا اندازہ فی نتیجہ ہرگز اکیلیسیا کے ہر روں شرکا اسلام کے حصہ
گیاں ہو گئے۔

غلامی اس کے بہتر میں خصائل کو شامل کر دیتی ہے۔ یہ لکھنے میں جو غلام خوب بن سکتے ہیں ان میں بہترین سنانی صفات مثلاً علم، نکساری، ہمدردی، ارجمت، محبت وغیرہ کا ذہنی حال ہوتا ہے جو بوجھ زمین میں اچھے بیج کا ہونا ہے۔ جو کہ وہ فطری میلہ ان سے جو گرم ہو سکتے ہیں ان میں غیر فطری جذبہ نشہ اور حرکات پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ انسانی سبب سے بڑا نقصان سے بڑھ کر سبب ہو جاتے ہیں۔ ان کی خودی خود پرستی کی صورت اختیار کر لیتی ہے

اور میں دولت و طاقت کی جوں پر ہستی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی امیر
 بنیخو میں کے خفا کے زمانہ میں حکومت اور سلطنت کے فعل و افعال میں خودیوں
 اور کمزوری کے ہاتھوں میں ہوتی تھی۔ جن پر بڑی ہی عبدالمک کا مکتبہ سے
 عشق اور ہاروں رشید کا دستِ نعل کے ساتھ عشق و محبتی شہرت رکھتا ہے۔
 ہاتھوں کی ماں خیرہ زینت کی بھی مختلف منقشہ کی اس سیدۃ النریہ کی لڑکی تھی۔
 اس کا جو ترسب سب وقت پر چاہے کسی بیٹے سے بھی نہیں ہے۔ عہدِ خلفاء
 میں کمیزوں کے ٹرہ ٹرہ غلو، حدیث و فتنہ کا حال تھا کہ کہنے کو کہ وہ
 حلقہ کی نو دیاں تعمیر بیک حقیقت میں تھا۔ اس کے علوم ہوتے تھے۔

(۷)

تاریخوں کو یاد ہوگا کہ جب جو کچھ کسی میں ماسانی شہسازوں سے
 بد کی گلیسا کو شل و غارت کرنا شروع کیا تھا، اہلِ مسجدوں کے بیٹے
 گروں و محروم کی سبکداری میں جیوتی ہندو مت کو گراں بہا نہیں سمجھتے
 کے لئے مس گئے تھے۔ اس کی ہجرت سے انہوں میں کی گلیسا میں زندگی
 اور سرور کو گرا گئی تھی۔ اس کی بیکس کے پاؤں سے تھکے ہوئے تھے۔
 ورنہ بولی سبکداری کا شعلہ بپا رہا۔ اس کا ارشاد تو
 ہے کہ ان کے کہنا تھا کہ اس سے مفسد ہے۔ مہینہ اس کو گرائے۔
 یہ صدمہ ان کے قریب یاد و عمر میں پیش کی بات ہے۔

جسبِ سلمیٰ فرات سے برس کو رخ کر لیا وہ جس ہم اور ذکر کر کے ہیں
 بہت سے زرخیز صدمہ جو سلام کو قتل کرنا نہیں چاہتے تھے کہانی مندہ ان
 میں آئیے جن کی درد و پادری گہواتی ہے۔ بہت بہت اغلب ہے کہ ان کی
 دیکھ دیکھی کسی کسی کے شرکا نے بھی ہجرت کو وہی طریقہ مذکور لیا جو دو

صدیاں پہلے مسیحیوں نے شہرِ حشم کے دلوں میں کی تھی۔ ابھی اسلام نے
 ہندوستان میں اپنے قدم نہیں جمائے تھے، وہ پہلے کے ملک میں کوئی باقاعدہ
 اسلامی حکومت نے کسی جگہ بھی بڑھ نہیں پکڑی تھی۔ اس پر اغلب معلوم ہوتا
 ہے کہ ہندوؤں کے ہمسایہ مسلم مہاک کے شہر یعنی ترائی، حکام و سربراہ
 اسلام کے فرائض اور پابندیوں سے تنگ آکر اسامی سلطنت کے نام
 اور شہرِ خلفاء اور حکام کے ہاتھوں ہو کر ہندو مت میں تو آتا ہوا
 اور زینتوں کی طرح ہجرت کر گئے تھے۔

ہو ملہ دوم میں بتلا چکے ہیں کہ صدیوں کے دوران میں جب مسلم
 غالب ہو گیا تھا، ہندوستان کے شمال، جنوب، مشرق، مغرب و وسط
 میں بہت سی کالہ پائیں قائم تھیں جو زینت سے ترقی کر رہی تھیں۔ انہیں
 کے کے روح پرور حجام نے ہندوستان کے نواحی بعض میں لاکھوں ہندوؤں کو
 کو متاثر کر لیا تھا۔ ان میں شہرِ ل سے ہر دور و فتنہ بھی بہت
 اور خجاست سرحدی میں اصل کر لیا تھی۔ پچھلے ہندو ملک، اس ماقعدہ
 پر نشان نہ ہوئے انہوں نے انہیں علی علیہ السلام کی روشنی میں اپنے دھرم کی سبکداری
 کی تھی ماحولی کی اور اپنے مذہب کی سبکداری کے ساتھ ہی یہ مہاک
 زمانہ میں ہندو مذہب کی وہی حالت تھی جو اس صدی میں بھی ہے۔
 مسیحیت کے حواء و ملک مغرب کے بیٹے میں کی آمد نے ہندو دھرم میں
 ترقی کی تحریکیں پیدا کر دیں اور ہندو سماج و ریسماج و غیرہ کو وہ وجود میں
 آگئے۔ ان صدیوں میں مسیحی کی تحریک زور پکڑی گئی اور پورے ہندوستان میں ایک
 اور فلسفہ کی تجدید نظر میں آئی۔ اس زمانہ میں بھی مذہب ہندوستان میں ایک
 جیت جاگتا مذہب تھا جو سطور ہی مذہب و فضلاء کی گمانداز کششوں سے دن

کھنڈکھڑ یا علم نجوم۔ گنت (علم احساب)۔ استری روگ سرب چکیٹا۔
 پشو مکتس۔ اس سے پائے تمام تر وغیرہ شامل تھے خلیفہ ماموں کے زمانہ میں
 سب حکمت کی کتب میں اضافہ ہوا گیا۔ یہ کہ وہ علم دست خلیفہ تھا۔
 مندرجہ متعلق نے بھی ہندوستان سے سنسکرت کی کتابیں منگوائیں نہیں عربی
 علوم کی توسیع میں جس کو لٹائی۔ سرانی وغیرہ زبانوں نے جس سے ترقی ہوئی
 کہ بیان کیے۔ بعض یادیوں ہندوستان نے بھی اس کی دست میں ہوئی
 تھی۔ اس کے علاوہ ہندوستان، ہندی، عربی، فارسی، اطلعات، نجوم
 تھے جس کا ایک عجیب شوق نظر آتا تھا۔ جو سب کے سب کچھ کی قیادت
 کے خد کے دور میں خاص اہمیت حاصل تھی۔ سرب سرج، جہر افندی، اور
 متورث علی اطلعات کے خد کے زمانہ میں ہندوستان آئے تھے جن میں ہندوستان
 مسعودی، ہیرونی اور سی بطور خاص طور پر مشہور ہیں۔ اس فصل کے زمانہ
 میں ہندوستان کی تاریخ، جغرافیہ، ہندوستان کی اقوام اور دیگر علم ادب
 وغیرہ سے لے کر اسلام کو روشناس کرنا تھا۔

اس جب نظم کی کلیب کے لئے اور اضافہ۔ عربی احکام اور
 مشا۔ مسلمانیت سے تعلق رکھنے والے ہندوستان کے لوگوں کی جیسی
 ملک میں رہنے والے بلکہ وہ ہمارے وطن کی کتابیں، مذہبوں اور باطنی
 وغیرہ سے واقف تھے۔ اس کے علاوہ وہ، ابلے تھے۔ اس کے جہاں اس کے
 ہیں، کلیسیا کے بعض صدیوں سے انہیں کا پیغام شنائی۔ یہ تھے۔ اور
 ہیں اس کے پیش اور آج سب اسے صدیوں کے لئے تھے۔ پہلے کے
 سبھی، کسی دھار کو ماننے اور مذہب کے انہی دستور پر عمل کرتے تھے جن کو
 وہ خود مانتے تھے۔

باب چہارم

ہندو خلفاء کی مسیحی اطبا حکماء اور فضلا

ماہی، سدا ہم نظر ہر کردیندے کشت، کے کسکو سہری ہمانسا میں
 فرانس تک مالایا، ہندوستان کی پوشیدہ تھے تھے۔ اہل شہام سرب درانہم
 ہندو عرب کے ملک میں سے تھے۔ انہوں نے یونانی فلسفہ کو سیکھا۔
 اور ان کا تہ سے ان کے سرب ملک میں مروج کروا۔ چارچ، سب، سب
 حقائق، تھے اور ان کے ہندوستان میں ان کے ہندوستان تھے۔ کلیسیا اور
 ہندوستان اور ان کے ہندوستان میں یونانی سکھائی ہوئی تھی۔ یہ تھے
 کلیسیا کے مرکز تھے۔ اس میں تھے تھے۔ ہندوستان میں تھے اور
 عقائد کلیسیا، تعلیم، حقائق، سب، میں تھے۔ کلیسیا کی تعلیم تھی۔ یہ تھے۔
 چارچ، سب، ہندوستان میں تھے۔ ہندوستان میں تھے۔ ہندوستان میں تھے۔
 سب، سب، اور ہندوستان میں تھے۔ ہندوستان میں تھے۔ ہندوستان میں تھے۔
 بھی دی جاتی تھیں۔ لیکن سب، سب، ہندوستان میں تھے۔ ہندوستان میں تھے۔
 کا اور سب، ہندوستان میں تھے۔ ہندوستان میں تھے۔ ہندوستان میں تھے۔
 اور ہندوستان میں تھے۔ ہندوستان میں تھے۔ ہندوستان میں تھے۔
 انہوں کے مرقعہ کی زندگی ہندوستان میں تھے۔ ہندوستان میں تھے۔
 عراق، عرب میں اقامت کے پاس شہر عراق ایک مخصوص حیثیت تھی۔

تھا۔ جماعتِ شہیت۔ - باغی۔ نوفاطوئی اور نو قبتا فطوئی فلسفہ کی تعلیم دینے والی تھی۔ - ابن میں تیشہ اور کے شہر میں فلسفہ، طب کی تعلیم کے لئے ایک دارالعلوم تھا۔ - س کی پانچویں اور ۵۳۰ تا ۵۴۰ء کے درمیان تھی۔ - اس دارالعلوم کے آئینہ دار فلسفہ کی تھی۔

راہوں میں علم و فلسفہ، طبع و فکر و تہذیب کی کتابوں کے ترجمے بھی
 لیاں میں کئے گئے۔ راجپوتوں کا دار چرخہ صدر شہسی سے شلوں کی سی
 تنگ تھا۔ بظاہر دیگر یہ ترجمے، یوں عربی کی پیدائش سے دو صدیوں پہلے
 شروع کئے گئے اور علانیہ وجہ عہد کے مہاراجہ جی راجہ سے چوتھی صدی
 میں فلسفہ، انہماک و قول کے مجموعوں کا ترجمہ کیا گیا۔ غالباً پندرہ سو برس
 پہلے یہ مکتب تھا حوالہ کہ کچھ طبیب، حادثی اور بعض تھانہ اور انجمن
 کے میں منتقل ہوئے۔ مہاراجہ نے دستور کتب کی شرح بھی لکھی تھی۔ لیکن
 اس رسم سے بچو رہا، دستور میں تحقیق تھی اور اس میں کیا تھا۔ اس خاص
 طبیب اور راہب و کشمیریہ کے علوم پر پورا اختیار دیا جس نے یونک اس نے
 کسی شہر میں طبیبوں میں لکھی۔ اس نے صرف ان اختصاصات اور طبیب کی
 کتابوں کا سرکاری تہذیب میں ترجمہ کیا بلکہ طبیبوں نے طب و فلسفہ اور
 علوم میں لکھی کتابوں کا بھی ترجمہ کیا۔ وہ شہر میں شہر سے لکھی یا کہ
 قسطنطنیہ میں شہر سے لکھی۔ دو سو برس صدی کے فلسفہ میں مقفوب اور
 شہر شہر کا نام بھی فلسفہ میں لکھی ہوئے۔ اس نے بعض طبیب
 کی کتب و دنیا کی کتابوں سے ترجمہ کیا۔ وہ طریقوں میں فلسفہ کی جو شرح
 ہیں۔ ایک دفعہ کسی شخص نے اس سے پوچھا کہ کیا یہ جڑے کتب کی یاد دہانی
 کے راہوں کو دیکھیں تو اس نے نہایت جواب دیا۔ نہ تو سمجھیں گے نہ ترجمے

ہر بیت صحیح ہوتے تھے۔ میں کو فلسفیانہ قوس سے درقیت غور و نظر کرکے
باطنی حکمت سے زیادہ دلچسپی لیتی تھی کہ یہ لوگ شفق میں ہی بہشت کی تھیں۔
انہم کی کلیسائے عالم کی پہچان نہ تھا کبھی نہ تھی۔ عرب پر دعوام
مسیحیوں پر ان کا ایسا نفرت کا پاشا موزع دلوں پر عرب ملکوں کی تھی
کو سب سے مذہم یا عقلی قدرتی زبان سمجھتے تھے۔

543

[illegible]

پاکستان کی ۱۹۵۳ء کی عقیقتی ریورسٹی میں ہے۔ اسلامی حکومت کے دوسرے اثرات
 و نتائج یہ ہونگے کہ چشمہ کی سنگریشی، تانس بازی، تصور کشی، انسانی و انگلیسی
 تصورات، موسیقی، ادب، خطوط، دکانی، سینیٹر، فلیٹر۔ سب کچھ بند کر دینا
 ہوگا۔ (صفحہ ۱۲۲)۔

فہم عمارت کے شخص مور، تیار کھینچے ہیں حب رسولی ملک کی وفات
 کے بعد، بکر کے اعداں ہمارے اور وہ دہشت گرد کے نام ہیں۔ یہاں غلطی نہیں کی گئی
 اور گیارہویں میں ہونے والے کے سامنے آئے، ان پر پنے مذہب کے اثرات قائم
 کرنے میں بھی مل گیا۔ ان کو اس بات کی کوئی پروا بھی کہ یہ کسی کوئی مقام
 کتنا مظلوم اور کس درجہ متحرک ہے۔ وہ جہاں جیسے عمل پائیں ہو کر پہنچے۔
 کتنا اس کے در و دیوار پر جو حساد و برقعہ آئیں، ان پر انہوں نے رنگ پھیر کر
 قبیلہ رخ دیوں میں یکساں کر کے کوئی دوسری حکایت میں مشغول ہو گئے۔
 مسیری، یونانی، یہودی، شکر کی محروم ہیں جہاں کبھی ان کو پرانے سنوں یا
 خمپارے ملے، انہوں نے جمع کر کے سر دیوار پر کھیل کئے ہیں۔ انہوں نے انہوں
 نصب کر دیے۔ وہ نہ تو ان میں رہ رہ کر دھڑکے ہوئے عوامی فطرتوں پر
 مزید جو شکل انہیں اپنی فکر دیں۔ بعد ازاں صفحہ ۱۲۳۔ بعد کے زمانہ میں
 اسلامی شریعت کے ماہرین یا عیسائی ہوتے تھے یا دیگر مذہب ہوتے تھے۔ یا
 ایسے مذہب ہوتے تھے جو غیر مذہب دہاں سے سلام کے حلقہ بگوش ہو گئے تھے۔
 جس طرح اسٹنٹن فلیٹ کا سببیت حکومتیہ کا کہہ کر، دشمنانی مملکت کے زمانہ میں
 مسجدوں کا ٹھونڈ ہوتا تھا، اسی طرح صفائے مذہب میں غیر مسلموں کے مسجدوں
 کو مسجدوں کا ٹھونڈ جاریاں تھا۔ مجھے پھر جس کی اسلامی عمارتوں کا نقشہ
 قبلی کی عمارتوں کا تھا۔ اور شریعتی خلافت کی عمارتوں کا طرز میانی طرز

تھا۔ روایت کے مطابق کھیر کے عمارت کے لئے بھی ایک قبلی ایسی ماہر کی عمارت
 حاصل کی گئی تھیں۔

(۳۲)

حضرت محمد کی رحلت کے بعد ممالکوں کو ملک گیری اور غنیمتوں کا
 کے انتظام اور ویسے مسائل سے فرشتہ ہی نہ ہی کہ جو بیانیہ عہدہ کے عہدہ ملک
 مابعد الطبعیاتی اور دیگر مسائل پر غور کر سکیں۔ صفحہ ۱۲۳۔ ایک سچی عیب
 اس میں کوئی بارہاں ملایا۔ اس میں جیل انفراسٹرکچر کو قائم دیا گیا۔ ان میں
 نرسوں میں ترجمہ کرے۔ اس میں ان کا پیشہ حلقہ ولید خود بہت کم رہا۔ بڑھا
 تھا بلکہ عربی ملک نہ رہا تھا۔ اس میں جس کو اسلام و اس سے کیا دیکھیں ہو سکتی
 تھی۔ اس کے عہد میں ظلم کو راجحان بن یوسف کے ذریعہ خراب ہو گیا
 اور اعراب لگا دیئے گئے کیونکہ وہ اب تک اسلام کے بغیر اعراب اور غیر مسلم
 کے تھے۔ جب عمر بن عبدالعزیز بر مصر کے گورنر تھا تو اس نے یونانی علوم کی طرف
 کچھ توجہ دی تھی لیکن ولید بن یزید نے اس کی مخالفت کی اور وہ یونانی نے صوم کی طرف
 مطلق توجہ نہ کی۔ جب ابوزہرہ بنی صعبہ میں صرف بہرہ و قدر کے مسئلہ ملے
 سر اقلیدیا تو ہشام بن عبدالملک اور معاویہ بن ابی سفيان نے بعض یونانی
 التسل خدیو کو قتل اور بعض کو قید کر دیا۔ حق تو یہ ہے کہ بنی امیہ کے خلفاء کو
 عیسائی و شریعت سے اور جنہوں سے فرشتہ ہی نہ ہی تھی۔ اس کے علاوہ ان کی
 حکومت مذہبی نہ رہی تھی۔ حکومت اسلام کا اب رنگ بدل گیا تھا اور دنیاوی
 جاہ و جلال کے مناظر ہر طرف نظر آ رہے تھے۔ اس کا سہا سہی نقطہ نگاہ فراموش نہ
 تھا۔ مثلاً قرآن کے مطابق مملکت شریعت سے ملے گئے ہونے چاہئیں۔ جیسا
 قرآن میں آیا ہے۔ اور حدیث شوریہ دینی ہے۔ "وفاؤا و وحفی الاممہ۔"

۱۔ اطمینان اور اطمینان سول و اعلیٰ اور صحت کے لیکن بنی امتیاز
 یہاں یہاں ہم بلا لکھتے ہیں، اسلامی سلطنت کے بنیادی اصول بدل دیئے دیا
 کا حصول اسلامی سیاست میں داخل ہو گیا۔ اب خلفاء اقوم کے متعلق یہ
 بلکہ مشنہ ہو کر مشفق لغات ہو گئے اور ۷۰۰وں نے سپریم میں مرحوم کے
 الفاظ میں تعلیم و تہذیب کی ترقی کی طرف توجہ نہ دی۔ اس کی حکومت خلیفہ
 شری نے لڑا لوگوں کی صورت تھی۔ چونکہ عرب کو فطرت نے درست اور کھڑی
 طبیعت ہی دی تھی بلکہ اس کی فطرت کے وجود ان کی طبیعت نہ بدی اور اس
 میں وہ بیک بیدار ہوئی جو تمدن کے لئے نہی ہے۔ دسپٹ آف اسلام
 بنی امتیاز حکومت کے زمانہ میں مسیحی کلیسیا تھا، وہ خلیفہ محمد اود
 دنیا کی جماعت تھی۔ ہم اور یہاں آئے ہیں کہ امیر معاویہ نے مسیحی حکیم اود
 طبیب ابن ثعلبہ کو طب کی کتابوں کو عربی میں منتقل کرنے کے کام پر مامور کیا
 اور جب ملک کے زمانہ تک مسیحی کتاب چھوڑ کر تھے۔ اس حکومت کے زمانہ
 میں کو تھائے مشرقی کا نام سب سے زیادہ مشہور ہے جس نے مشرق و مغرب
 کی کلیسیاؤں کے علم نبوت کو متاثر کیا اور مسیحی عقیدہ کو متاثر کیا۔
 اس خلافت عصر کے ذکر ہم آگے ہیں کر رہے ہیں۔ اس کے بعد اس نے اسلام پر
 بھی اثر کیا۔ اس کے فلسفہ سے متاثر ہو کر اسلام میں ارجاء اور قدرت
 کے عقائد پیدا ہو گئے۔

تفسیر کا یہ امر کہ جس سے مشہور، فہم پڑے مسلمانوں میں
 متروک یا مکرر تھا۔ چنانچہ مسعودی یونانی فلسفہ و تمدن کے متعلق لکھتا ہے
 وسط اور قریب غور کے تفسیرانہ عقائد کا ذکر کرتا ہے۔ ابلیسیہ اور سنی
 بھی فلسفہ کے مشہور مرکز تھے۔ ان اور دیگر تمام مرکزوں میں حکمت و فلسفہ

کے استاد و شاگرد کی چوڑی کرتے تھے مسیحی تھیں اور خلافت کے زمانہ حکماؤں کی
 تصانیف کا ایران میں قبل از اسلام پہلوی زبان میں ترجمہ کیا تھا جو طوطی
 کتب خانہ کے مسیوں خاضوں کی بدولت یونانی فلسفہ اور علوم کا ہر سنگ چرخہ
 ہوا۔ مثلاً۔ بنی امتیاز کے علم میں حجاز کے مسیحی اپنے امان پڑے تھے۔
 مسیحی ایمان کا وہ مرکز شاہ میں چلے گا۔

۱۰۰

حسب بنی عرب میں برسرِ اقتدار آئے نو خلافت کی تاریخ میں ایک
 نیا باب شہر زدہ کیا۔ بنی امتیاز کے زمانے کو سب سے آگے پہلے اسلام کے
 ایک زمانہ تھا میں بنی عرب میں نے ایک قدم آگے بڑھ کر مذہب و تمدن
 واد دیا۔ اور پھر یہ نسبت وغیرہ کو بھی اسلام کی ہر گیری سے علیحدہ کر دیا
 یہ حکومت و حقیقت ایک صدی تک زمام تار تار میں رہی جس
 عہد خلافت متوکل کے ہاتھ آئی کہ وہ اس زمانہ کے بعد ان کی سلطنت کی توسیع
 نہ ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ فلسفہ و تمدن پختہ ہو گیا ہے۔

بنی عرب میں نے اقدار و عمل کے لیے کی غرض سے اس نسبت کے لئے
 رعایتیں منظور کیں۔ درجہ بھی دوسری تحریکوں سے فائدہ اٹھا لیا۔ خلفاء
 کے خیال نے بھی متاثر تھے۔ عرب کی خلافت کے سب سے زیادہ اثر ایرانی اثر
 نظام حکومت میں غالب ہو گیا۔ عربوں کا اقدار کم ہو گیا۔ علوم و فنون کی
 طرف توجہ ہو گئی۔ تمدن و معاشرت کے لازم فراہم ہو گئے۔ مذہب میں زیادہ
 وضاحت کی نگاہ پیدا ہو گئی۔ بنی عرب میں کے پہلے عقیدہ مسیحی کے
 وقت سے ایران میں روش حلیہ کا اثر نمایاں ہونے لگا۔ عربی صیہ سے
 پہلے وزیر کا وجود نہیں ہوتا تھا بلکہ اس حکومت میں بعد و قریب

جہی ہو کر رہی ہو گئے تھے۔ انہوں نے اسلام کے لئے علی ترین حد تک
 انجام دیں۔ ان حضرات میں منہاجہ اشقی میں ایسے بھی تھے جو صحیحہ کو ترک کر کے
 اسلام کے علاوہ کوش ہو گئے تھے۔ قحطی و سسلی اختلافات کی وجہ سے آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیروں کو، غریب و غنی، مریض و تندرست، غنی و
 فقیر کی بنیاد سے ہی دیکھنے رہے جب بخاری فی اسلام کے سہارا پر
 بعد بھی اپنے قائم دستور و روایات اور اپنی عظمت کی حاکمانہ شہادت
 و سطوت کو رہنے والے جہیز پر فروخت کر رہے تھے انہوں نے فیوض اسلام کے ہر
 صفا پر پورے دل کی فتح ادا کی سمیت لکھنا ہے۔

زین العابدینؑ + سوسار + عرب را بجائے سدرت
 کہ درج کیوں رکھد سز و قنوبہ با جرج گراں تبو
 یعنی عرب کے یا سدر سے آدھوں کا دودھ پنی کر دگر وہ جانور کو کہ کہ آب
 اس نوست تک سنج تھے ہیں کہ وہ زبان کے سہا سنا ہوں کے باج و نعمت
 حاصل کرنے کے آرزو مند ہیں یہ گرش رسنے (اسے آسمان پر انویج ہے)
 غم و ایلان کے سواں ہی ذاتی دلالت اور فاسک و جہ سے حسد
 ہوا میں بھی نہ پائی شہرت حاصل کر گئے۔ خلافت حبیبیہ کی تہذیب و
 صرف اپنی الفضل مسلمانوں کی مدد سے قائم ہوئی اور انہوں نے ہی اس
 حکومت کو انتہائی حرم و دیار و زریعہ و اہل نیوں کے ہاک میں رہا اور
 گو انہوں نے اپنی وقت و اہل و عیال کو بطور احسن انجام پر چھوڑی خلفا اپنے
 ایرانی شہزادہ و زریعوں کو مشکل لگائے ہیں سے ہی دیکھتے ہیں۔ اور غرض نے
 ان زریعوں کا دامن نہ چھوڑا۔ چنانچہ ابو مسلم ہری طرح قتل کیا گیا بیسی
 ابو مسلم نے ابو مسلم کو خلیفہ سفاح کے حکم سے مری طرح ہلاک کیا تھا۔ ابو مسلم

کے بعد اب محمد و ہر جو جس کو خلیفہ نے زہر دے دیا۔ پس یہ پرانی وزیر
 ہمیشہ ہستہ ہستہ رہتے تھے کہ کیا وہ ان سے کوئی ایسی حرکت صادر ہو جائے
 جس سے ان پر جو کسی راسل ہونے کا زمام لگ جائے۔ چنانچہ ایک دفعہ
 خلیفہ منصور نے ان کو آپ سے مشورہ کیا کہ ایک سری و تندرست کے اس کے
 سامان سے ایک ایک اہل تبار کیا جائے۔ لیکن جب خالد بن برمک سے اس کا
 ذکر آیا تو اس نے خلیفہ کو کہہ دیا کہ خلیفہ کو کہہ دیا کہ خلیفہ کو کہہ دیا کہ
 کوئی بات کہنا ہے تو اس سے ہیبت مند کی کہ سدری لٹا ہر ہوتی ہے۔ بلکہ
 در خلاصہ روپا خند پنے در جھیر۔ لیکن کس تھو لقا داسے باہر چاہا تھا
 کہ سدر ہو گو اس کی قدر کی جس پر اس کے لئے مال خرمن سے نونا داد
 کر دیا تھا۔ اس سے سخر سن کاگو جیغہ کا بھائی فضل پر کل تھی جس
 کو چاروں نے سرور کر دیا تھا۔ خلیفہ نے حضرت طریہ کو بھی کہ تیر سے
 بھائی کے۔ یا نہیں یہ نہ ہو گا۔ تھانہ جعفر نے نہایت متجدد کی سے جو ب
 دیا کہ یہ سونا ن لوگوں کے گھروں میں تھا جو اس کے جائز خند تھے نہ ہر
 ہے کہ جب خلفا اپنے دہریہ خاندانوں کو جن کے آپ واجدانہ شہرت کے
 مذہب کو پورو کر ملقا سدا میں سے تھے۔ درجوں کی سطنت کے
 استقام و عروج کا باعث تھے۔ اسٹونک نگاہوں سے دیکھتے تھے درخت
 سلامی کے رشتہ میں منسبک ہوئے کہ وجود غیر اپنی ان سے بغض و عناد
 رکھتے تھے۔ یہی سیمی کلیسیا کین مار و قطار میں تھی کہ وہ دولت کی زندگی سے
 بھی رہی ہے نہ قدرت حبیب کا نہ ستر کی سیمی کلیسیاؤں کی پالنگی اور
 انتشار و انتشار کا نشانہ ہے۔

دوسرے مہاسید کا صدوق عرب سے باہر اور ہم کے قریب بغداد کا

اسی قدر متفقہ تھے کہ ایسے انداز میں (صفحہ ۶۲) مسیحی فضلہ اور مترجمین سے جو کتابیں عرض فرمادی گئیں تھیں ان کی تصنیف کی بھیجیں اور پانچ سو پانی ایک کر کے غیر زبانوں سے ترجمہ کی تحقیق کی جائے اور جس کو اس کے واسطے علم و فلسفہ کا جواز ہو سکے اس کو بھی لکھنا ہوگا کی برآمدگی کے ساتھ ہی علم و فلسفہ اسلامی دنیا سے رخصت ہو گیا۔ یہ خدائے باریک بینی سے خدائے کتاب میں لکھتا ہے کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جو مسیحی کلیسیا میں کہہ رہے تھے کہ توئی مسلمانوں کی کچھ اور نہ تھی نہ جب میں قرآن آئے گا اور جس میں ملک مسیحی کلیسیا میں خوشامی و دلگیری اور اسلام تمام ہو گیا۔ سرور کے غلبہ کے ساتھ ہی ملک کا کچھ بھی رخصت ہو گیا کہ جو کہ عرب کا مخالف اسلام کسی قسم کی ترقی یا فتنہ کچھ کا حامل نہ تھا۔ اب چشم و دوپٹہ بھی کہتا ہے، اصل معنی میں کو، سلامتی فلسفہ کا نام پر لینا ہے جیسا ہے۔ نہ تو تھے مسائل سمجھاتے ہیں اس کے کوئی خاص نمونہ حاصل کیا۔ نہ تو تھے مسائل کے اصل کرنے میں متفقہ رہے کہ اس نے جہاد کیا ہیں کوئی بڑی بات نہیں کی (صفحہ ۶۱-۶۲)۔

۴
خاندان حبیبیہ کے عروج کا بنیادی پتھر حضرت منصور نے رکھا جو بی بی حبیب کی زینت تھے (تاریخ اسلام) اور سب سے علو تھا۔ وہ علم نجوم اور فلسفہ میں دسترس رکھتا تھا۔ دورانِ علوم کے باہر ہی کا دور تھا۔ اس نے فلسفہ کے شاہنشاہ سے براہِ مست درجہ دست کی کہ وہ اس کو کچھ رہنمائی کی کہ جس بھیجے۔ اس کے علاوہ آرمینیا، مصر، شام، قبرس اور دیگر ملک کو بھی اسی غرض کے لئے خاص بھیجے گئے۔ اُس نے حکم دیا کہ اس معاملہ میں سختی کا

نہیں لکھا جائے اور چھ مہینے کو دسترس کر کے فلسفہ نہ تصنیف نہ کرے نہ بن جائے جائیں۔ اس کے وقت سے خوف نے حبیبیہ میں اس کی رعایا کو غلبہ کی حالت پر نہیں کے ساتھ یونانی اور عروجی خداوند سے نبی و خدائے لالت کے اکثر موقع پر لے۔ انھیں کہ اور شخص کے درمیں سرکاری کلیسیا کے گروہ مخالف ہوں کے اور یونانی کہ جس عربی میں ترجمہ کرنے گئے۔ یوں یونانی علوم کے ساتھ ساتھ مسیحی خیالات مسیحی خدائے متفقہات، سلامتی ملکوں کے خلاف اس میں پھیلے گئے۔ مترجم کے رہنے والے مسیحی جو سخت پر فتنے وہ عناصر تھے جو جس کے وہ عربیوں اور دیگر مسلمانوں نے کوئی تہذیب کو پس منظر کیا۔ چونکہ اس بہترین کی کل طور پر عربی زبان پر دی گئی تھی اس لئے اس کے ترجمے نہایت کم ہوتے تھے۔

جس طرح کہ کو مسلمانوں نے شروع کیا وہ ناموں و تبدیلی کے ناموں کو ایک پتہ پر غائب تھا اس کے روئے مسیحی حکم اور املاک اس کے حکم کی وجہ سے غارت کرتے تھے کہ کوئی مسلمانوں کی بھینسی پڑھتی مسلمان کے لئے کوئی کاروبار نہ تھا۔ جو لوگ نارنج فلسفہ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ حبیب در فلسفہ میں اسلام کے وقت ہی سے چولی وامن کا ساتھ تھا۔ حبیب کی تعلیم کے لئے فلسفہ کا مطالعہ ہی تھا، اور شام کے مسیحی رس میں گفت۔ ریش کامل دسترس رکھتے تھے آئے تھے۔ ہم آئے ہیں کہ انہیں کہ مسلمانوں کو حبیب میں شام کے مسیحی اہل کے شاگرد تھے اور یونانی اہل اسلام طرب بنوئے کا سہرا مسیحی کلیسیا کے فلسفہ کے سرچشمے۔

حرفان کے مسیحیوں کی فضل خلیفہ منصور کے عہد میں عربی زبان کو گہمت ترقی حاصل ہوئی۔ یہ حقیقت علم و دست تھا۔ جب وہ مسلمانوں میں پھیل گیا

قسطابن لوقا، مومن رشید کے عہد میں ایک زبردست عیسائی
 فاضل تھا۔ اُس نے قدس کی تصنیف کا عربی میں ترجمہ کیا اور جس
 میں اسحق بن اسحاق نے ہر جگہ ذکر کیے گئے جو عربی میں مستقل کتاب نہ
 صرف ایک شہرہ منجم تھا بلکہ بہت الفحمت و معجزاتی تھا۔ وہ خود بھی
 فلسفہ میں ماہر تھا، ان میں کوئی کتاب اس قدر شوق تھا کہ وہ روم گیا اور
 سے بہت سی کتابیں جمع کیں اور تمام واپس لیں۔ جب ماموں کو اس کا پتہ چلا
 تو اُس نے اس کو سب الفحمت میں کام نہ لیا۔ ماموں کی توجہ دیکھ کر
 اس کے دیوانی اور نہایت اُس طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے بھی کتب
 حکمت کی کتابیں منگوائیں اور دوسرا راجہ جسور سے عیسائی ماموں اور
 منتر جنوں کو بلوا کر ان کو مار ڈالا۔

قسطابن لوقا بعد کی ایک نہایت نامور شخص اور بڑے لائق باپوں
 کا ماہر تھا۔ چونکہ میں مدبر کا کھنڈ ہے کہ وہ طب، فلسفہ، سینہ سر
 پیشہ، دروازہ وسیع میں مہارت کامل رکھتا تھا۔ عربی اور لونی
 زبانوں کا دہب تھا، وہ ان کو نہایت فصاحت سے بولتا تھا، عربی میں
 کامل تھا۔ اس نے عربی زبان کی بہت سی کتابیں کا خود ترجمہ کیے
 اور پہلے ترجموں کی اصلاح کی۔ اس نے کتب عرب کے نہیں کے متن بھی
 ایک مستقل کتاب بھی۔ کتاب طبقات الاول میں اس نے بہت سی تصنیفات
 کے نام لکھے ہیں یہ کہ وہ کسر علوم میں کامل رکھتا تھا۔ وہ ابو یوسف عقیل
 بن اسحق بلکنی کا ہم عصر تھا۔

خلیفہ ماموں ہفسہ کا دلہا تھا۔ اس نے فیض روم کو لکھا کہ
 اسطوکی جس قدر تصنیفات عربی سیکیں وہ روانہ کر دے چنانچہ فیض نے

پانچ اور طواغیت خاص فلسفہ کی کتابیں ماموں کے پاس روانہ کیں جس نے اسطو
 کے ترجمہ پر بے حد شوق کیا اس کی کندی کو دیکھ کر جو شخص زبان کے سامنے
 میں اور ہی تحقیقات میں علم مانے لگا۔ حاتم تھا۔ یہ وہ کندی نہ تھا سو
 مسلمانوں کا زبردست فلاسفہ مدبر کے بلکہ ابو یوسف عقیل بن
 اسحق بلکنی کے علاوہ تمام عالم اسلام میں کوئی فلاسفہ پیدا ہی نہیں ہو
 سکا۔ یہ وہ مسلمانوں میں اسطو کا ہم بلکہ کچھ جانتا ہے۔ سید بن حاتم نے
 لکھا ہے کہ اسلام میں کندی کے بعد اور کوئی شخص فلاسفہ کے لقب سے
 ممتاز نہیں ہوا۔ یہ مشہور فلاسفہ اپنے بڑی اور بڑی قدر کی طرح اسطو
 کی تصانیف کو افلاطونی شروع کے ساتھ عربی میں ترجمہ کیا کرتا تھا۔

فوجت ابن ابی سیرین ناموں کے عہد میں افلاطون، اور اسطو کی کتابوں
 کا مشہور ترجمہ تھا۔ وہ ان متاخر مشہور میں سے تھا جو سب حکمت میں
 ترجمہ کے کام پر مشغور تھے اس کی بڑی احباب ماموں میں قدیم و جدید
 تھا۔ اس نے اس کو دوسرے بھیجا، تاکہ اس کی کتاب میں منتخب کر کے لائے
 اس کے ساتھ ایک اور مشہور شیخ جس کا نام ابھی کیا تھا۔

ابو یوسف عقیل بن اسحاق، مشہور عالم، ماموں، دانی
 اور بکل کے عہد خلافت کا درخشاں عالم سفر دیاری طیب اور مترجم تھیں
 دو خدا بنی عبد کا خیمہ و جبر، اور اسطو کی کتب میں کوئی کتاب
 اور ادب میں بطوری حاصل تھا۔ اس نے فیض حکیم بن حاتم ماموں
 سے علم طلب حاصل کیا تھا اور اپنے استاد کے سے جس میں کہ میں شخصہ صا
 فظا اور خالدوس کی تصنیفات کا ترجمہ کیا وہ فوتے (۹) سے زیادہ
 کتابیں سرکاری، و عربی زبانوں میں لکھیں یا ترجمہ کیں۔ وہ اپنے استاد

یونانی۔ سُرانی۔ تارسی اور عربی زبانوں کا حرف۔ ترس۔ تم تھا۔ کنلوں کی
 سے۔ سحر اور اس کو نقل کرنے کا شوق۔ اس کو ارجس روم میں اور دیگر ملک میں
 کھنڈر کھنڈر سے کیا۔ ماموں اس کی ایسی قدر کرتے تھے کہ کہتے ہیں کہ وہ
 اچھوت کے طور پر اس کی ہر کتاب کے ہم وزن سونائوں کو دیا کرتا تھا۔ علامہ
 ابن ابی اصیبعہ۔

جب مامویہ حسین بنی دھوین مٹوں کے پاس گیا تو خلیفہ نے اس سے
 یہی فرمائش کی کہ تجھے اساموئیل اور دین پر رہبر ہمارے کے دو بیویاں بچے
 دانشمندیوں کے لئے دستگیر کر سکوں۔ حسین نے تعمیل کرنے سے صاف انکار
 کر دیا۔ اس پر ماموں غصہ ناک ہو کر کہنے لگا کہ میں تو کہتا تھا کہ حسین
 نے سامع ہو کر کہا کہ تجھے منظور ہے کیونکہ میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے
 کئے حکم کی قربانی نہیں کر سکتا۔ ماموں حیران رہ گیا اور اس پر اس کو سخت

عذاب دیا اور پٹ طیبہ میں بند کیا۔
 سندھ کی سرحد شہر خدم ہوتا ہے کہ اس کی پھر ایک کتاب کا کتب
 شوق تھا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ کتابت الہیوں۔ کتاب میں جزیرہ
 فلسطین، مصر، سکندریہ اور تمام ممالک شام میں پھرا کر دیکھ لیتا
 رہتا۔ اہل مشرق میں دستیاب ہوئے اس سے کثرت سے کہ میں تصنیف میں
 چنانچہ لطافت و دہائی میں اس کی تصنیفات کی فہرست میں صفوں
 پیش ہے۔

حسین کے زمانہ کے خلفاء اس پر اس قدر اعتماد رکھتے تھے کہ وہ
 جسم انسانی کی تشريح کی اجازت دیتے تھے جسے جسے حکم فروع اور حدیث
 کی رائے سے طلب کی جاتی۔ ابن القفطی اس سچی عالم کی بابت لکھتا ہے۔

میسانی طیبہ حسین بن اسحاق طیبہ اور حکمت کی کتب کہ سُرانی
 اور عربی میں ترجمہ کرنے والی متنزہ دستخطوں میں سے تھی۔ وہ یونانی زبان
 کا فصیح اور عربی زبان کا ادیب تھا۔ اس نے براہ راست یونانی زبان کو
 تحصیل کیا جس کے ترجمہ میں وہ بڑا پیر رکھتا تھا۔ وہ حکمت کی کتابوں
 کے ترجمہ پر دل کو غیر ملاناک سے انسانی کو ششیں سے تلاش کر کے ان پر چاہا اور اس
 کے ساتھ وہ اس کو اوروں پر بھی اس میں ترجمہ کیا۔ حنیف سے جو حنیف مامویہ سے
 علم طلب حاصل کیا۔ ایک روز یہ سائنس کسی بہت سے نادانوں کو اس کو ملنے
 دیا جس کو زبان کر دہ۔ پتہ آتا ہے کہ اس سے چل گیا۔ وہ پہلے مسند پر بیٹھا
 جو یونانی علوم پر انکسار دے رہے اور وہاں یونانی زبان سیکھی۔ اس نے بقراط اور
 جالینوس کی کتابوں کے معانی و رمک بک کی وضاحت کی۔ دوائی کی مشکلات کو
 حل کر دیں۔ حسین نے یونانی زبان میں ایسا کسب حاصل کیا کہ جب عربی میں
 بحث شروع ہو اس کو مستاورانہ کتابتے خبر ملنے سے اس کی تعریف کر کے
 کہا خدا کی قسم، اگر آپ کو خدا نے ظریٰ و ذریٰ عطا کی ہو تو سرچشیں کو بھی
 مات کر دیجے۔ یونانی سے سُرانی میں ترجمہ کرنے والوں کا کمال سرسبز ہے۔
 جب حنیف نے یونانی اس سے خبر ملنے کے بعد اس کی ایک تصنیف کو حق
 کو کھانے کے لئے بھیجی۔ جو حنیف نے اس کو پڑھ کر کہا کہ یہ تصنیف صرف
 ایسے شخص کی ہی ہو سکتی ہے جس کو روح القدس کی مدد حاصل ہو۔ جب
 اس کو معلوم ہوا کہ یہ حنیف کی تصنیف ہے تو اس نے حنیف سے معذرت
 کی اور پھر واپس اپنے پاس بند کیا۔

حسین نے یونانی مامویہ کے لئے بہنیری کتابوں کا ترجمہ کیا بعض
 کا سُرانی زبان میں اور بعض کا عربی میں۔ ابن القفطی لکھتا ہے کہ

خاندانی کے دلوں میں کوئی ایسا مسلمان فاضل نہیں رہا تھا جو اس کو صریح متطین و خسیف کا درس دینے کا اس ہونہ خود بخود خاندانی کے بہترین شاگرد مسلمان نہیں تھے۔ اُس کے تلامذہ عیسائی تھے جس میں ابو زکریا بھی بن عدی یعقوب بن مسیحی بطریق نصیب کا مشہور مترجم تھا۔ اہل کتاب الحاکم میں ابو بشر کی تصنیف کی طویل تفسیر دی گئی ہے۔ اس کی فضیلت کی شہرت خاندانیت و فضل و کمال کی طفیل ہاکم اسلامیہ کے شہزادوں میں گہب نے در معلوم قلم جو گئے۔

ابو زکریا بھی بن عدی المتطینی (سب وفات ۳۹۵ھ) جس کے نام نامی کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، نے فضل شخص تھا۔ اُس نے حیس کے سر فی ترجموں کو عربی لباس پہنا۔ اور تھوٹوٹس کی سربانی کتب ترجمہ کر عربی زبان میں لکھ کر کیا۔

ایک اور مسیحی فاضل ابو علی بن اسحق ابن زریعہ (سب وفات ۳۸۵ھ) نے ترجمہ کے کام میں قیادہ ناموری حاصل کی۔

ابو الفیہر بن حسن۔ (سب وفات ۳۹۲ھ) نے اپنی قلمی خدمات سے اپنے استاد بڑھاپہ بن عدی المتطینی کا نام روشن کر دیا۔

ہم مسطور بالا میں ذکر کر چکے ہیں کہ مشہور سکر خاندانی مسلمان تھا لیکن اُس نے مسیحی فلاسفہ بولشور اور ابو یوحنا بن سلمان کے آگے راتوں کے شاگردی کر لیا تھا۔ تلامذہ اور معتزلیہ بلیفہ مونی کے زمانہ ہی سے حکومت و وقت کی سرپرستی سے محروم ہو چکے تھے۔ مسلمانوں میں علمی و ادبی کا فقدان ہو گیا تھا۔ جتنا چیر جیسا ہم کہہ چکے ہیں خود خاندانی کا بھی کوئی مسلمان شاگرد نہ تھا۔ آپ علم و فلسفہ کا ذوق صرف مسیحی کلیسیاؤں کے شرکا تک ہی محدود ہو گیا لیونٹر

اس کا علمی شوق کسی حکومت کی سرپرستی پر موقوف نہ تھا۔

مذکورہ بالا مسیحی علما و اہل کے علاوہ خاندانی نے حیا سید کے زمانہ میں بلیفہ میں مسیحی فیسس اور تمام اس ایسے تھے جو خسیف ملام و فنون میں اپنے زمانہ کے ایک ذہن تھے۔ چنانچہ ابو یوحنا بن اسحق بن عدی و اسکی صاحب کتب ہیں۔ تاریخ طب میں بھی لکھ رہا ہے۔ اہل کے نام میں جو مسیحی تھے وہ جنہوں نے لغزادہ تسم۔ دمشق و خسیف عربی ہاکم میں طب لکھانی کا خدمت کی ہے۔ ان میں سے بعض صاحب کتب جو آمدی سے دور در زمانہات پر اپنے زمانہ میں سستہ درس و تدریس جاری رکھتے تھے گوں کے نام کسی کتاب میں نہیں آتے لیکن وہ آسمان پر کتاب حیات میں آئے ہیں۔ ان کے ذریعہ مسیحی کلیسیا اپنے نجات دہندہ کے موند پر منکر ہاکم زمانہ کے لوگوں کو خسیف و طبی رہی۔

دیگر مشہور مسیحی طبیبوں میں جلیز بن سلیل بن خراس کے طبی مشیر کا ذکر ہے۔ سنان بن ثمارت ایک متقدم و فاضل طبیب تھا جو اپنے زمانہ کے تمام اہل کسکوت کی طرف سے منس تھا۔ اُس نے بغداد میں چند ایک کتابیں ہسپان قلم کروائے۔ ابن بطالہ ابن خلد کا ایک کتاب بیت بلنہ بن یحییٰ تھا جس سے زمانہ نے زکریا بن عدی خسیف میں مشہور کر دیا۔ اُس نے طب و فلسفہ مجرم طبیبان اور طب برکت میں کتابیں لکھی ہیں۔

یہ اہل علماء۔ یونانی طب کا ایک نہایت جید مسیحی عالم تھا۔ وہ نصیبین کے مطران دیشپ کا بھائی تھا۔ حاکم کا وادی امیر نصیر الدین اس کی بدست شہر کا بڑا معترف تھا۔ اس نے امیر کے لئے کتاب دعوت الاطباء لکھی۔ وہ

کاپا بحث تھا۔

ہم کو یہ حقیقت بھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ گوا اسلامی دنیا میں یونانی فلسفہ اس زمانہ میں مروج تھا جب ممالک یورپ اس کی بنیاد سے بے نیاز تھے لیکن مسلمانوں نے یونانی فلسفہ سے (جس کا ہم آج بھی بے نیاز نہیں ہیں) کوئی دوسری نام نہ نہ لکھ دیا اور اس میں کوئی تبدیلی نہ کیا اور اس کی بنیاد پر سائنس و فلسفہ کے نئے باب ہی رہے۔ اور یہ مخالفت اسلامی صدیوں سے دیکھائی دیتی تھی۔

ہم نے مختصر طور پر چند نامور مسیحی حضرات کا بطور مختصر تذکرہ کر دیا ہے تاکہ ناظرین یوں کلیسیا میں داخلیت اور جدوجہد ظاہر ہو جائے۔ لیکن تو معلوم ہو سکے کہ میری کلیسیا میں کس قسم کے دل و دماغ کی اعلیٰ سے اعلیٰ شخصیتیں پیدا کرتی تھیں جن کو کوئی انکار و انکاریہ اسلام کے بغیر نہ مٹ سکتی ہو۔ میری کلیسیا نے جو کچھ کر رکھا ہے خالق نے جس سے کیا ہے۔ جس پر کیا ہے۔ جس کی طرح جو کچھ طور پر بنا ہے۔ جس کی طرح کی جتنی چیزیں کامیاب ہوئی ہیں۔ جس کی طرح میری کلیسیا نے فارم کے لئے خیراتی ہسپتال کھول رکھے تھے جہاں وہ کسی دوسری یا ان کا جہت نہ رہی سے علاج کر کے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی طبیعت اور محبت پر غواہ قائم ہوئے تھے۔ لیکن یہ بات غور و فکر میں لی جانی چاہی کہ ان کی فکر میں طبیعت و فاضل اور عقائد میں تھے اور وہ حضرات اور فرشتے کی نگاہ میں ان کو دیکھتے تھے۔ یہ طبیعت و فاضل میں ان کے لئے مفید تھے تو بھی وہ خدا اور رحمت کے دامن تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ خلیفہ ملقبی نے امام ابو منصور کو پوچھا کہ ہم اپنے لئے کیا کریں۔ جب وہ حاضر و بار ہو کر

تعلیق کا مسیحی طبعیہ، ابن النبیہ خلیفہ کے پاس کھڑا تھا۔ امام سے درمیا گیا۔
 اور کہنے لگا: "امیر مومنین۔" شہر سے نظر اٹھانے کے دلوں پر غمزدگی سے
 یہ مہربان ہوئی۔ وقت کے لوگ، ائمہ اور شیعہ پر بیان نہ لیں۔ خلفاء کے
 درباروں میں، مہربانوں کے علاوہ کسی تہمتی۔ دبی، یحییٰ مسیحی خلیفہ اور ایک اور
 حصہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ کوئی ان کے طریقہ عقل کے سامنے اس کی جگہ
 حقیقت نہ تھی۔ جس لوگ ان کے سرخ، افروز اور اوراد و کلمات کی وجہ سے
 ان سے دلوں میں عہد رکھتے تھے اور خلیفہ و خلیفہ کے کارکنان کے خلاف ہر
 رہتے تھے۔ چنانچہ حسبِ تشویش میں سرخیل کو شہداء ایسے لوگوں کے کہنے گئے
 سے متعدد تہذیب و باور کے اس کی کیا داد اور امور کو ضبط کر رہے۔
 لیکن جب کبھی یہی خلفاء ہمارے لئے وہ ان کو اس کی شہداء کی طرف سے
 ہو کر انہیں اس کو جو بس اٹھانے والے۔ و خلیفہ کو زیرِ بند کر دینی فتوحات
 دو تہذیب و وسیع اعطی سے یہ نہیں کیا۔ ان کے ہاتھ سے یہ وسیع
 نمایاں درود و دعا کے جسے کوئی کلیساؤں سے روادی کی کلیساؤں کے
 تھے۔ یہ تہذیب کسی مسیحیوں کی کسی کلیساؤں کے جو کوئی نہیں
 نہیں تھے بلکہ وہ خلفاء کے دستانے۔ یہ تھے وہ عام طور پر یہ کہ جس
 کہ وہ قرآن و شریعت اسلام کے پابند تھے جس کی وہ خلاف و مذمت نہ کر
 سکتے تھے اور کر رہے تھے۔ یہی تھی کہ کسی کلیساؤں یا دیگر علم و فضل۔
 دولت و سخاوت اور خدائی اور روحانی بلندوں کے ہمیشہ تھے یہ مضبوط
 تھی رہیں۔

باب پنجم

زمانہ خلفاء عربین اسلام پر سچی مقتدات کا اثر

اس کتاب کے شروع میں ہم بتلا چکے ہیں کہ اصل اسلام عرب کے
مستند و شعرا یا خود سچی تھے اور نام سچی تعلیم سے متاثر تھے۔ انہی سحر کی
طغیانی عربی ولی زبان بنی عرب کے مغرب میں ایک قدیم بخاری شاہرہ تھی
جس پر مکہ اور مدینہ واقع تھے۔ یہ مخصوص ملک کا بازار ہفت گرم کاروبار
کا مرکز تھا جہاں مسیحی و بدھوی تاجر ہر ملک سے اکثر ملاقات کیا کرتے تھے۔
عرب کے جنوب میں ہندو اُن کے درجے پر تھے جہاں ملک سیاہی قدیم سلطنت
شمال حبشہ دراز ساک یا جنگ رشتی۔ شمال میں دویم خود مختار مسیحی سلطنتیں
مسیحی عرب میسور کے مانعیت قائم تھیں۔ برن کی جانب حیرہ میں اور
بازنطین کی طرف غسانوں کی مسیحی سلطنتیں تھیں۔ پس رسول عربی کی
پیدا افش کے وقت عرب میں مختلف مسیحی کلیسیاں تھیں اور مسیحی سلطنتیں تھیں
اور تختات البے ماخوس میں رہتے تھے کہ مسیحی خیالات اور عقائد آپ
کے بارہوں طرف مرتجع تھے جنہوں نے فدا فی طور پر آپ کی ذہنی دروہائی
زندگی کو متاثر کیا تھا۔ ان کا ایک رشتہ دار و قدیم نوح مسیحی عالم تھا جو
انجیل کا مندرجہ بھی تھا۔ ان کے مشہور صحابہ میں بدل جشی تھا۔ مسلمان
نہیسی تھا۔ حدیبیہ مروجی تھا۔ ان کا اثر آپ پر ایسا تھا کہ قرآن میں سنا

ہے کہ اہل مکہ کہتے ہیں کہ محمد کو ایک آدمی (سمان) سکھاتا ہے جس کی حرف
وہ (قرآن کو) نسبت کرتے ہیں کہ فلاں شخص سکھاتا ہے، لیکن اس کی
زبان نہ سمجھی ہے درہم قرآن صاف عربی زبان میں ہے۔ مسور نوح آت ۱۰۰
بائی، اسلام کی وفات کے بعد جو ملک اسلامی فواج نے فتح کئے
میں عموماً مخلوط آبادیاں تھیں جو مفتوحہ تھیں اور ملک قدیم زمانہ سے
مختلف تہذیبوں اور باغضوں سے مسیحی تہذیب کا گوارہ رہ چکے تھے بقبر
اور کو قہر اسلامی افواج کی قبم کا وہ بنائے گئے تھے کیونکہ افواج کی کثرت ہوا
ونکہ ملک کی نسبت غریبوں کے بارہ موافق تھی عربی قبیل زیادہ تر مذہب
شام میں سکونت کرتے تھے کیونکہ شام کا جوئی جیسے اس کے ملک کے بارہ
قریب تھا۔ وہ زیادہ تر مخلوط عربی و رافانی زبان میں بولتے تھے شام کے
ملک پر رومی تہذیب کا زیادہ اثر تھا جہاں کے باشندے سب کے سب
عیسائی تھے مگر ہر ملک بھی قدیم زمانہ ہی سے رومی یونانی تہذیب کا
نچا خنہ تھا۔ صا اسکندریہ کا شہر مختلف فلسفہ ساز مسکلوں اور رومی گروہوں
کا مرکز اور مشرقی اور مغربی دنیا کی جملہ ملتقات تھا۔ یہ عربیہ کے
شہر کا مسیحی مدرسہ جیسا ہم پہلے اول میں بتا چکے ہیں مشرق و مغرب
مالک میں عربی مسئلہ کے لئے مشہور تھا اور اس کی محاسبہ کا لیتنا پھیلتا
جامع کا پوپ کہلاتا تھا۔

اسلامی فتوحات سے اسلام کا دائرہ وسیع ہون لیا۔ و کبہ ابن
عبدالملک کے زمانہ دولت شہنشاہ تک مسند تھے۔ بخار۔ تورم درمدرہ
سے لے کر شہر تک اسلامی مملکت تھیں گئی تھی و اسلامی افواج میں
فدا کی گئی چلی جا رہی تھیں۔ انہوں نے مسیحی ممالک اور مسیحی شہروں کو

فتح کر لیا۔ لیکن شہروں و ملکوں کو فتح کرنے کے بعد فاتحین نے عہد کی
محصول کی طرف توجہ نہ کی بلکہ ان کو قریب درملوک نسل لوگوں کے لئے چھوڑ
دیا۔ شام کے کئی ملک میں لوگ پیدل درہوں میں غنیمت پاتے تھے۔ تعلیم کے
خاص مرکز کوثر اور بصرہ تھے جہاں عرب۔ ایرانی و قسطنطنیہ کے درویشوں
ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ اور نہایت ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ معلومات
کرتے تھے۔ یہ وقت بہت صنعت و حرفت کے مراکز تھے۔ وہیں بھی ایرانی کسی
اور یونانی آثار کے ماتحت ٹھکانے عہد و دنیا میں کرتے تھے۔

حبشہ شہر میں مسلمان ہو گئے تو ان کے پاس سے اسلام کے حلقہ میں ترقی
میں حالات اور مختلف رہے۔ یہ تو مسلم تھے۔ انہوں نے جس سے زیادہ
مذہب و عقیدہ تھے۔ اس کے علاوہ فاتحین کے عقیدہ میں بدین اسلام ہی سے جو
پہلے مسیحی تھے۔ بدین سے آواز میں بھی ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عربی گھرانوں میں
رومی۔ شامی۔ سری و غیرہ صراصل مل گئے۔ رحاص عربی سر و مل میں
ہی رہ گئے۔ اس میں ملک میں اچھے سے چھتھ نسلوں کی گونا گونا گویاں
ہوئی تھیں چنانچہ رومی۔ شامی۔ ایرانی۔ گاب۔ رابع۔ ابراہیم۔ کننا۔ سہ۔ کسرت۔ کسرت
کی مدد سے میں فارس کے سیر۔ کسرت۔ سہ۔ یہ درویش شامی۔ رومی
میں بن میں سے ایک دشمن بنو۔ ابراہیم بنی۔ کوثر کی جس کی طرف سے
امام برہنہ پیدا ہوئے۔

مفسد و دغا کے باعث و جن کا ذکر گذشتہ ابواب میں کیا گیا تھا
میں میں اور دیگر مفسدوں نے اپنی بیوہ سی میں بھی گئے اسلام قبول
کر لیا۔ آنحضرت کی وفات کے چھ سال کے اندر یہ شہر متعلقہ ہیں۔
قیصر متعلقہ ہیں۔ سکندر یہ ملک متعلقہ ہیں۔ مسلمانوں میں متعلقہ

ہیں۔ فی میں شہر میں۔ کا تیسواں شہر میں فتح ہو گئے۔ ۹۰۰ میں
عربوں نے مسند اہلباء اور بنو بکوت شہر و نادر کر لیا۔ اس وقت
کاروبار کے حدود دیگر بڑی شہر کے ساتھ ہوئے۔ قدرتی فوجی رہا کہ
پہلی صدی ہجری میں ہی عربوں کا اختلاط دوسری قوم نہ بالخصوص مسیحی
ملکوں اور کلیسیاؤں سے ہو گیا۔ کلیسیاؤں کے جو شہر حلقہ مدینہ میں
ہو گئے تھے وہ اپنے ساتھ مدینہ میں اپنے حیلان۔ مشروبات و مختلف
لے آئے۔ اب دائرہ اسلام میں ہر ملک اور نسل کے مسیحی تھے۔ مسیحی
میں ایرانی مسیحی تھے۔ رومی بھی تھے۔ ہجری بھی تھے۔ شریک۔ پرتلک۔ نسل اور
کلیسیاؤں شہر کے شہر تھے۔ ان تو مسلمانوں کی تو عربوں سے شمار میں
نیا نہ تھی۔ وقت کے ساتھ یہ اختلاط بھی بڑھ گیا۔ علاوہ اس ہر
صدی سلطنت کے مختلف شہروں و ملکوں سے زمین تکرار ہوا۔ انہوں نے
لگے۔ ۱۰۰۰ میں مسند و کے ساتھ عربوں کی سیاسی۔ اجتماعی فوجی اور
زمین پر اس اختلاط کے اثرات زیادہ نمایاں ہونے لگے۔ ایرانی اور
رومی درمیان شہر کی شہر سے لگا۔ فوجی تھیں۔ درمیان شہر کے
لگے۔ جب غزوہ اقام کو سلام قبول کرنے کے بعد ملکوں میں مل گئے
انہوں نے قدرتی عقیدہ کو اپنے پرانے عقائد کے ساتھ تطبیق دے کر اسلامی
عقائد کو اپنے اپنے نقطہ نظر کے مطابق بدوین کی کمزور قدرتی طور پر تو
مسیحی۔ اپنے آباء و اجداد کی رسوم اور عقائد کو فروغ نہیں کر سکتے تھے۔ اموی
عہد کے برابر میں ہی اچھے عہدوں پر منتقل ہوئے اور مسلمانوں کے ساتھ
مذہبی معاملات میں دست درگشت اور بعض اوقات مذہبی کپہ کرتے
تھے۔ یوں حالات کا اختلاط ہوتا گیا۔ رسول عربی کے صحابہ نے دیگر قوم

ممالک کے چھ تو اہلین کو اپنا لیا تھا۔ خلفائے زمانہ میں باہمی اغزو و استغزوہ کا سلسلہ جاری ہو گیا کیونکہ آنحضرت نے کہ تھا کہ "اچھی اور عمدہ بات (کلنتہ الحکمت) مومن کا کم شہ نہ مل ہے۔" وہ جس میں امن کو پانچے حاصل کرے کیونکہ وہ اس کو ت عمل کرنے کا سب سے زیادہ مستحق ہے، اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرق و ممالک کی رہاں نکھر، فلسفہ وغیرہ نے اسلام میں دخل پایا۔

(۲)
مسیحیت نے سلام پرچہ اطراف سے اتر کیا۔

اول۔ پہلی صدی ہجری میں اور دوسری صدی کے اوائل میں مسیحی کلیسیاؤں کے سر کا حقوق درجوق اسلام کے عندہ بگوش ہو گئے۔ وہ اپنے ساتھ مسیحی رسوم، انبیاءات، تصورات اور جی تصاویر لے گئے اگرچہ جب ہر گز شہتہاب میں بندھ چکے ہیں مامور کے غم میں یونان کی کتب فلسفہ کا ترجمہ ہوا تھا لیکن اس سے پہلے مشورہ درہاروں کے نام میں طب و منطق کی کتابوں کا ترجمہ ہوا تھا۔ اور ان حد سے بھی بڑھ کر یہ کے اور عمدہ میں طب، علم کیمیا، درجین منطق کی کتب کا ترجمہ ہو گیا تھا۔ ان کتابوں کے ترجموں کا اثر اسلامی افکار پر ہوا۔ عینا پھر علم فقہ میں اہل سنی بھی باہر سے ہوتی ہیں جو بدعت اور مجتہد سے ماخوذ ہیں۔

ان کے بعد وہ مسیحی معتقدات نے ان لوگوں کے اندر لچرہ م کے نباتات اور مشورہ ب کو خا قز کیا۔ جب مسیحی جوق درجوق دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو باہل کی حکایات، بیرونی انبیاء کے افواہ اور عقائد و مذہب کے آثار و کلمات احادیث میں داخل ہونے شروع ہو گئے۔ بنی اہل کے تلفظ کو تلفظ

اسلام کا کوئی خاص شوق نہ تھا یہ مسلمانوں نے سن اجمیری کی پہلی صدیوں میں حدیثوں میں باہل کی باتیں اور قصص انبیاء کو داخل کرنا شروع کیا۔ اور ان کو مسند و آثار کثرت لکھ کر پھیلایا۔ جب ان روایتوں اور حدیثوں کی قطع و تنقید کی جاتی ہے تو ان کی جانچ پڑتال صاف ہی ہرگز دیتی ہے کہ ان کا اصل منبع اور سرچشمہ وہ مسیحی تھے جنہوں نے جو مسیحیت کو ترک کر دیا تھا لیکن وہ اپنے مذہبی خیالات، و اہل اخلافت اور روایات اپنے ساتھ ساتھ اسلام میں لے آئے تھے۔ جس کا بعد یہ ہوا کہ وہ جس طرح کے اندر اسلام کے معتقدات میں رد دست تہذیب و تمدن لایا۔ اور اسلامی علم اخلاق کی تعلیم کا عام معیار بھی بلند ہو گیا یہ مسلمانوں نے کبھی کتاب مقدس کا مطالعہ کیا اور جس قسم کے عمل کرنا شروع کیے انہوں نے تعلیم میں سے مناظر سے اور شخصی مباحثے میں کئے اور یہ وہ باہل کے مضامین اور قصص انبیاء سے واقف ہوتے چلے گئے۔ پھر اہل علم کی تعلیم و ترویج کے احوال بھی سب جاہلیت میں دخل ہونے لگے لیکن یہ اقوال و رسوم عربی کے غم میں آئے گئے۔ مثلاً جو شخص چریتہ دیکھ کر کہتا ہے اس کا باپ باہر نہیں مباحثا جو اس کا دیاں ہا تھا کرنا ہے۔ (دستی ہے) میرے اصحاب ملک کی ہند ہیں۔ ملک کے بغیر کھا۔ (مستند ہونا ہے) (دستی ہے) میرے خاص ہوں کے سامنے علم کی باتیں کہہ ہے وہ اس شخص کی ماسد ہے حوسہ زور کے آگے موقی والی ہے (دستی ہے)۔ میری جو پلے مسیحی تھا کہتا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں جب کے دروازے پر کھڑا تھا کہ دیکھا ہوں کہ اس میں جیسے وئے وہ لوگ ہیں جو غرباء، محتاج اور مسکین ہیں۔ لیکن وہ لوگ دوزخ میں ہیں جو اس دنیا میں دولت وائے تھے کیونکہ دنیا کی دولت اس زندگی میں نہ لے

حضرت میں ایک لکھی "لوقا" ہے۔ یہاں تک کہ دعائے بتانی کی طرح کی ایک
 دنی ریحول عربی کے منہ میں "ان دی عجمی" اسے خود دیکھتا ہوا آسمان پر
 ہے۔ تیسرا نام پاک مانا جاتے۔ تیسری قدرت سنان اور میں ہے۔ تیسرا
 رجم جس طرح آسمانوں پر پہاڑ زمین پر پڑتا ہے۔ ہمارے گناہوں اور
 تقصیروں کو گناہ کر۔ دہی نیکوں کا خداوند ہے۔ اپنا رجم پر نزل
 کر اور ہم کو شفاء بخش تاکہ ہمارے دردوں کا علاج ہو۔ "آمین" (یعنی آمین)۔
 اس دعا سے خدا کی اہمیت کو تصور خارج ہے کہ یہ تصور اسلام کے سنی
 ہے۔ بظرف تیسری بارش ہی آئے، "خارج ہے کہ کو کہ خواست اسلامی ہی خدا
 کی حکومت تصور کی جائے تھی جو زمین پر سلطان تھی۔ اس دعا میں خدا کی معرفت
 کو انسانی محبت اور دشمنوں کو عذاب کرنے سے متعلق ہیں کیا گیا کیونکہ
 اس قسم کے تصور کو اسلام میں جگہ نہیں تھی۔ پادری ملٹن، جرمین صاحب
 مرحوم نے ان کو کتب عربستان میں بحیثیت "میں مترجم" سے زیادہ اسی عجیب
 آیات کا انتخاب، "یہی" "میں مترجم" "نسائی" اور "ماہر جامع التفسیر"
 اور "دی" سے لکھے ان اراضہ صفحہ ۱۶۴ تا ۱۶۵۔ ان کو خود کہہ کر فاضل شمس
 معصوم کر سکتا ہے کہ یہ حدیث کی صحت متبع دو مسیحیوں نے ضل سے جو طبع کی
 طرح اسلام کے حقداروں کو پہنچے تھے۔ "یعنی باب کے علاوہ ہر جہاں پادری
 صاحب نے اس طے شدہ مذہبی احادیث کو نقل کیا ہے جن کا سرحدی قورائے
 زبور عظیم نبیا اور دیگر یہودی اور مسیحی کتابیں ہیں۔ علاوہ ان میں مرحوم
 پادری نے تصدیق کیا۔ نے جامع القرآن اور نبیائے اسلام میں بھی کتب
 منقولہ۔ کہ "آیات و خبر" کے اقتباسات دیکھے ہیں جو کتب احادیث میں پائے
 جاتے ہیں۔ مرحوم مسٹر کیر میچ نے بھی اس سلسلہ میں رسالتنا ایفہ القرآن

لکھا ہے۔ ان دو دیگر کتب کے مطالعہ عام کر دیتے ہیں کہ جن لوگوں نے
 یہودیت اور مسیحیت کو خیر یا شر کہہ کر اسلام قبول کر لیا تھا، انہوں نے
 حد نہیں وضع کر کے اسلام میں ایسی تعلیم کو دیا جس سے کہ دیا جو غیر عربی و مشابہ
 کو عربی نہیں۔ البتہ یہ وغیرہ سے بہت سی موضوعات، حدیث متفقہ
 ہیں جو امام حسن کی آیات معنی ہیں یہ لفظ۔ لفظ انڈ کی گئی ہیں۔ بعض
 احادیث میں خدا کے نام و کرم و فضل پر زور دیا گیا ہے تاکہ مسیحیت اس
 لحاظ سے اسلام پر مستقیم نہ ہے جائے۔ چنانچہ لوقا ۱۱: ۳۰ ناخ اور
 خداوند مسیح کی دیگر کتبوں کو کتب احادیث میں جگہ مل گئی ہے جب سلطنت
 علی مرتضیٰ ثانی کی کتب کا منہ خدا کی بات کو خدا کو انبیاء سے منجور
 صادر ہوئے تھے تب ان کو تیل کیا کہ جب نبیائے یہود و نصاریٰ سے
 معجزات صادر ہوئے تو ان معجزات سے جو قائم درسا ہیں تھے معجزات نصیر
 صادر ہوئے ہوتے ہیں۔ "یہی" اسلام کے معجزات بھی احادیث میں دس ہو
 گئے ہیں۔ یہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اور ایسی ماجہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔
 بلکہ لاکھ قرن صاف کہہ ہے کہ حضرت محمد سے معجزات صادر ہیں ہوئے تھے۔
 لیکن چونکہ مشنوں کی نظروں سے قائم انبیاء سے یہ صریح جہانی و دیگر
 تفسیرات ان کو صرف مشنوں کے لئے ہے۔ یہود، مسیحی و مسیحیوں میں روایت
 کے آخر میں نے اور خیانت کے متفق نہیں وہ مسیحیوں کے کتب اسلام میں آ
 گئے۔ "دلیل کا قیاس" مسیحیوں کی تعلیم، اسلام میں آ گیا۔ خود لفظ "دلیل"
 ایک دہائی لفظ ہے اور سرکاری نہیں کے الفاظ دو مسیحی و صحابہ لازمی ہیں، "کہ
 مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دلیل کی حدیث میں ہے کہ مسیح و دمشق کی
 مسجد کے مبارکے پر آٹھ کھجور اور دلیل کو نقل کریگا۔ اس فقرہ میں مسیح کی

کھڑی کا ذکر بھی اُس کے اصلی مبلع کو ہر کردنیل ہے۔ تاریخ اسلام سے
ظاہر ہے کہ ان اور دیگر خیالات نے سوابلوں کی لغات میں بڑا استحکام لیا
جس سے بنی اُمیہ کی خلافت ختم ہو گئی اور بنی عباس کی خلافت شروع ہوئی۔
مسیحی مصنف اس قسم پر زور دیتے تھے کہ اس بیوقوف کی سب سابقین کو
مسیح کی نسبت پیش گوئیاں موجود ہیں پس مسلمانوں نے بھی یہی طریق اختیار
کر کے کتاب مقدس میں سے حضرت محمد کی نسبت پیشین گوئیاں لکھ ڈالیں۔
نکالیں۔ چنانچہ علی طبری جو پہلے مسیحی تھا لکھتا ہے جب ہم نصرانی سے
پوچھتے ہیں کہ تم محمد کو رسول لکھ کیوں نہیں مانتے تو وہ تین سبب بتلاتے
ہیں۔ اول۔ یہ کہ محمد کی نسبت بائبل میں کوئی پیشین گوئی نہیں ملتی۔
دوم۔ یہ کہ قرآن میں محمد کے کھلی منجھڑ کا تذکرہ نہیں ہے۔
تیس۔ یہ کہ یہ ہے کہ میرے بعد چھوٹے نبی آئیں گے۔ لیکن اگر ہم یہ
ثابت کر دیں کہ یہ نبیوں بائیں سرسری غلط ہیں تو ان کو، سلام قبول کیے بغیر
کوئی اعتراض نہیں ہوتا چاہے یہ طبری کتب مقدسہ سے دفعتاً نکالیں
اُس نے کتاب مقدس کے سرکاری ترجمہ میں جہاں ایسا لفظ پایا جس کا تعلق
لفظ "احمد" سے تھا یا لفظ "محمد" سے مشتق تھا اُس کو ماقول کر کے
لفظی تحریف کے ساتھ محو کر دی کہ پیشین گوئی قرار دے دیا تاکہ زور
عام کے الفاظ یا زبورہم کی آیت پر شلم کے شہر میں خداوند بزرگ ہے اور
یہ خداوند ہے۔ ہمارے خدا کا شہر در بڑے بادشاہ کا شہر ہے جو بلند
میں خوشنما۔ محمد ہے اور ہم مذہب کا فخر ہے وغیرہ اور کتاب ایلیں اور دولت
ایک فرد بودی سعید و حسن مسلمان ہو گیا۔ اُس نے عہد تحقیق کی خبر دی تو کوئی
مرد نہ ایسی مضحکہ نیز پیشین گوئیں نکالیں کہ جو شخص عبرت نہیں سنے تھے

وہ اس سے خوش ہو گئے۔ چنانچہ کتاب مقدس کی آیات کو محرف کرنے سے
بھی نہ چھوکی بلکہ ثابت ہے بالی سے بدو باغی سے کام لے کر جس مقام میں
حضرت موسیٰ نے یہ یقیقوں سے جناب لکھنے دخت کی کہی وہ اس
نے، انصاف، در لفظ، کی جملے لفظ "سعیں" کا نام جو دیا کتاب
مسلم لفظ، لیکن و تفکار سے بات کی نہ کو پہنچ گئے۔ چنانچہ ابن نمیرہ
زمانہ رخ وقات مسلمانوں نے تمام پیشین گوئیوں کو فضول پرہر گولی اور باغی
تاویلات قرار دے کر کہا یہ لوگ ایسے اندھیرے دل تل خاتم کرنے ہیں جس
کے مطالبات ٹھہر جاتے ہیں اور بالکل واضح نہیں ہوتے۔ سبب یہ یاد رکھنا
چاہئے کہ ہر نبی کے لئے پیشین گوئیوں کا ہونا لازم نہیں ہے۔ انجیل و تورات
جس اصحاب نے اس کو طوع پر پردی نامس ہاوں عا سب مرحوم کا رسالہ
ربا جہ میں محمد اور ہمارا لکھتے تو نہ تو مسعودی اور محمد بنی پڑھا ہے ان
پر واضح ہو گیا ہو گا کہ ابن نمیرہ کے الفاظ موجود تھا ہے سلام کی دلائل پر
بھی عائد ہوتے ہیں۔

دوم۔ مسیحیوں نے اسلامی علم لکھام اور مذہبیات پر بڑا زبردست اثر
ڈالا۔ اس سلسلہ میں مقدس موشفی کا مذہب میں طور پر قابل ذکر
ہے۔ اس نے مسیحیوں کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف آگاہ کرنے کی خاطر
ایک مکالمہ تصنیف کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کس قسم کے
دلائل مسیحیت کے خلاف پیش کرتے ہیں اور کہ ان کو کس قسم کے جواب ملتے تھے
اس مکالمہ میں خداوند مسیح کی انوکھیت اور جبر و قدر کے مسائل پر بحث کی
گئی ہے۔ بنی اسرائیل کے زمانہ میں مسلمانوں میں مسند جبر و قدر پر بحث شروع
ہوئی تھی۔ قدر کہتے تھے کہ خدا نے انسان کو قدرت یعنی اختیار دیا ہے کہ

وہ بندہ اور کرائس میں سے کسی کو پسند کرے۔ انہوں نے اس عقیدہ کو کہ بندہ اپنے فعل کا محنت رہے مسیحیت سے اخذ کیا۔ اور اس کے خلاف میں دوسری عقلیہ دلالت پیش کرتے تھے جو مسیحی علم کلام کے منافی ہیں۔

پھر انہی عقیدہ اور مثبت مسیح کو مشاہدہ شرک خیال کرنے کے بغیر یوحنا کے متعلق یہودیوں کو کہتا ہے کہ وہ مسیح کو خداوند مسیح کی ذات کی نسبت دیکھے تو جواب دے کہ وہ محنت اللہ ہے کیونکہ قرآن بھی کہتا ہے کہ وہ خدا اور محنت اللہ قرار دیتا ہے۔ پھر اس سے پوچھو کہ اگر وہ خدا کا کلمہ نام سے یاد آتا اور مخلوق ہے۔ اگر وہ جبروت ہے کہ خداوند ہے تو اس سے سوال کرو کہ پھر گویا کیا خلقت سے پہلے خدا کا کلام ہو رہے خدا کی روح ہوئی یعنی خدا اور عقل بھی نہ ہوا۔ اگر وہ کہے کہ اس ذات جس نے خدا کا کلام یعنی یانہل مقدس بھی قدیم ہے تو اس کو جواب دے کہ کتاب مقدس کے الفاظ کلام نہیں ہیں بلکہ **Matthew 27: 46** میں یہی الفاظ ہیں یسوعاں نے اسی آدمی کی رب پر فرما کر فرمایا ہے۔ اس کی ذکر ہم آج سے چل کر کر سکتے۔ مقدس نے اسے مسیحی کا نام دیکھو۔ اور پھر ایک اور اعتراض کا جواب دیتا ہے۔ مسیحی کہنے تھے کہ مرنے سے پہلے کے مرنے کو تو رت نے باطل کر دیا ہے اور مسیحیت کی آمد سے تو رت غیر ممکن ثابت ہو گئی ہے۔ مسلمانوں نے اسی بات کو بکڑ لیا اور اس کو اگے بٹھا کر کہ جس طرح تو رت کی آمد سے پہلے مذہب باطل ہو گئے اور انجیل کی آمد سے تو رت ناکارہ ہو گئی اسی طرح علم کی آمد سے مسیحیت کی ضرورت نہیں رہی۔ نتیجہ طور جواب میں کہتے ہیں کہ مٹی کی مورت کے لئے غصہ دھونے کا کافی نہیں بلکہ

اس کی مورت معجزات کے صا رہوتے سے نابھ ہوتی ہے۔ پس اسلامی مناظرین الظہیر نے باقی اسلام کی نبوت ثابت کرنے کے لئے معجزات کے طور پر اس کا اثر اسلامی علم و کلام پر پڑا مسلمانوں کی سبکیں لے مسعود کے حصوں سے بجز آخر طرح طرح کے دلائل تراشے اور تاثر کرنے شروع کیے جو مسیحی مذہب کی دلائل کے طور پر پیش کیے اور جس کا مقصد یونانی طرز مشدداں کے ساتھ تھا۔

پھر مسیحی کلمہ باجیل اور جی بنا پر خداوند مسیح کو کہیں انسانیت تھی۔ اسلامی خدا سلفہ نے بھی اس میں موشگافہ بحث کی۔ چنانچہ دلوانا حامی عبدالمکرّم مسعود کی طرح میں کہنے میں کہ مسیحی مذہب کی غلوک ہے لیکن میں کہ حقیقی انسان کامل وہ ہے جو درجہ درجہ اس میں درج ہو اور صفات قدیمہ درجہ درجہ کی آئینہ ہو۔ یہی خدا اور خلقت ہے۔ میں وہ نہ ہے۔ اسی لئے اس آئینہ ہی سے خدا کا فیض منع محذورات پر طوی ہو پاشی کا پتہ پتا ہے اور یہی بجز ذات حق کے تمام مخلوق کی ناکامی ہے۔ یہ مذہب اور ایمان کا سر نہیں۔ اس کے بغیر وہ خدا کی حمد و ثناء کا عمل نہ ہوئی۔ مٹی کی جہاد کے بغیر مٹی کی کتاب اللہ کی حمد و ثناء کے دوسرے حصہ میں کہتا ہے۔ انسان کامل وہ ہے جو اپنے ذمہ اور صفات مذہب کا حاصل اور ملک کے طور پر حصہ لے جائے ذات حق کے حصہ میں نہ ہو کہ جو کہ وہاں عبارت کے ساتھ اپنی حقیقت سے تعبیر کیا گیا ہے اور ان اشاعت کے ساتھ اپنے لطف کی طرف اشارہ کیا ہے اس کے دیکھو میں سوائے انسان کامل کے کوئی ممکنہ نہیں۔ پس اس کی مثال حق کے لئے ایسی ہی ہے جیسے ایک آئینہ جس میں کوئی شخص اپنی صورت تعبیر

اس آیتہ کے نہیں دیکھ سکتا۔ ورنہ بخیر اللہ کے اسم کے اپنے نفس کی صورت دیکھنا اس کو غیر ممکن ہے پس وہ جس کا آیتہ ہے اور انسان کامل بھی حق کا آیتہ ہے یعنی وہ خدا کا مظاہر ہے کیونکہ حق ہی خدا ذات نے اپنے نفس پر یہ امر جب کر لیا ہے کہ اپنے اسما و صفات کو بغیر انسان کامل کے نہیں دکھاتا ہے ہرگز اور نہ یہودی نصیر احمدؒ کی جتنی حد درجہ صفحہ ۵۰۶-۵۰۷۔

ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ مسیحی کلیسیا انجیل کی چند برائی معمول میں خداوند مسیح کو انسان کامل مانتی ہے۔ بالخصوص انجیل کو خدا اور خدا کے عیسیٰ کے مخلوق ان دعاوی اور دلائل کو تفصیل طور پر واضح کر دیتے ہیں۔ جس دلائل کی طرز سے مسلمان علماء اور فلاسفہ نے اس تصور کو واضح کیا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ مسیحی عقائد نے سلامی علم انکلام کیس قدر اثر کیا ہے۔

مسیحی کلیسیا کا عقیدہ ہے کہ خداوند مسیح کا جملہ وجودیں سدائش سے پہلے عظیم ہو کر وجود قرار پوچھا تھا، پس مسیحیوں نے "خود مہدی" کا عقیدہ وضع کر بے تاثر حضرت محمدؐ سے جدا کیا، "وہ مسلمانوں میں ہوں"۔ اسلامی مصوفوں میں بالخصوص حقیقت محمدیؐ، یا "خود مہدی" کو نمایاں ہو کر خاص ہے۔ چند عقیدہ دوسرے کامل کا مختلف گھڑا ہے محمد کا ایک نام "امرا اللہ" (خدا کا کلمہ) ہے وہ تمام مخلوقات میں اعلیٰ و افضل ہے۔ اس کا درجہ سب سے بڑا ہے۔ وہ فرشتوں سے بھی بڑا ہے بلکہ ان میں سے کسی سے بھی بڑا ہے اور مخلوقات کا محور ہے۔ خدا نے محمدؐ کی مختلف شکلوں کو پہنچنے نام "الدیج عہدہ" کے طور سے بنایا اور پھر اپنے نام سے اس کی لفظیہ سے "من" میں منتقل ہو گیا۔ پھر ان پر اپنے نام "المطہفہ الفخر" سے چمکا۔ ابن سبیر سال پیش از شمس نے اپنی کتاب "اللائات" میں لکھا ہے کہ اس وقت کے فلسفہ میں عقل اولیٰ حقیقت خدا کا نور

ہے (صورۃ نوریت ص ۵۳)۔ انجیل نور تک آیت ہے، جس نے مجھے دیکھا دیکھا میں نے آپ کو دیکھا رسولِ عربیؐ کی جانب منسوب کیا گیا ہے جس نے مجھے دیکھا دیکھا میں نے آپ کو دیکھا۔ پس ہونہ حضرت محمدؐ کو خدا کا مظاہر کامل نہ ہے جس کو نبی سے پہلے موجود تھا۔ تاہم ہے کہ عیسٰیؑ نے انجیل حضرت سے کہہ کر اس کا نام لیا اور کلام... خدا تھا۔ حضرت میں آیا ہے، غیبت نے کہ "اے اس شخص جو خدا کے نبیؐ وہ نبی کا نور تھا"۔ وہ عیسٰیؑ میں اس کی پانی نہ تھا۔ اس وقت ہی تھا۔ اس شخص کا نور ہوں اور سب جہت سے میرے نور سے ہیں" اور کچھ پوچھتا ہے۔ مسلمانوں کی فائزہ کا رسولؐ کی عبادت میں رہا جو خدا کے شہر قیام میں ہو گا۔ پس یہ انہوں کا کتاب ہے کہ خدا کے نبیؐ سے جو ملے اور جو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر کرے اس نے محفوظات و عبادت جو خدا کے جمال کا حضور ہے اور وہی ہے۔

نبیؐ کے وہی نبیاؓ جو نبوت ایک ایسے طریقہ کے لئے تھے جس کو وہ عرب کے نبیؐ پروردگار کے عبادت میں نے اپنی اپنا کیا تھا۔ وہ نبیؐ انبیاء کے گشت و گزارہ میں نبیؐ کے عبادت میں تھے۔ اس طریقہ کے مطابق وہ رب و خالق ہے جو شے پروردگار سے الگ ہے وہ ہے پہلے اس کے لشکروں کا سپہ سالار ہو کر اسے وہی سے شکر کرتے ہوئے اس پر ہیں۔ وہ انہوں کو شکر بخش ہے اور اس کو شکر۔ یہاں سے وہ رہا ہو کر اپنے سوا ہے۔ دیکھو۔ اس سے یہ محمدؐ کا لگ کر میں اس سے جس شکر کی دین ہوئی ہے وہ منسوب خدا ہوا ہے، اور میں کو شکر کرتی ہے وہ راہ خدا کا الٰہی ہوتا ہے جو لوگ جنگوں میں فتح پر فتح کرتے ہیں ان کی مسس فتوحات اس بات

کچھ شجرتوں میں کہ وہ خدا کے پیارے ہیں جو ان کو فتح بخشتے ہیں اور جو لوگ
 شکست پر شکست کھا کر نرم ہو جاتے ہیں اور انھیں کے پاؤں سے دھڑکے
 جاتے اور وہیں ہو جاتے ہیں وہ خدا کے مقرب و معصوب ہوتے ہیں۔ ان کو
 فتوحات سے ایک لمحہ بھی بچنے کا لالچا کر کے لوگوں کو فتح پر فخر حاصل ہوتی ہے،
 ان کا مذہب برحق ہوتا ہے اور جو لوگ شکست پر شکست کھا کر خوار و لاچار
 اور خیر و ذلیل ہو کر پستی زندگی کے در کاٹے ہیں ان کا دین، عمل ہوتا ہے۔
 پس حق کی اصل کسوٹی پر ہے کہ جنہوں کے نزدیک دستِ مظاہرین سے فتح حاصل
 ہو اور بدلتا کامیاب رہے کہ اس کو ملنے والوں کو مسسبب شکستیں ملیں۔
 یہ بھر یہ وہ حقیقت ایک قطع نظر یہ ہے کہ چونکہ فتح اور شکست کسی کے دین کی
 حق نیت یا بدلتا ثابت نہیں کرتی۔ یہودی انبیائے کبر نے خود اس کا بول
 کھول دیا تھا اور وہ یہ ہے جو تصور خدا تعالیٰ میں پیش کیا ہے وہ اس
 نظریے کے متضاد ہے۔ ہر اٹھیں جوان جانتا ہے کہ خداوند کا خدا کی نسبت یہ
 تصور تھا کہ وہ بت اور خراج ہے جو سب سالہاں کر اتے برگزیدہ بندوں کے
 لشکروں کے آگے تھے جن کا اس کے لئے جنگ کے فتح حاصل کرنا ہے بلکہ
 خداوند کی غیبت کا ثبوت ہی تھا کہ خدا تعالیٰ نوع انسان کا باپ ہے جس
 کی ہوا سے ہی محبت ہے اور اس کی تمام صفات اس ایک محبت کے محور کے گرد
 گھومتی ہیں اور اس تصور کی روشنی میں ہی معنی خیز ہوتی ہیں۔ خداوند نے
 عہدِ نیا فرمایا تھا کہ میری دانشا ہی اس دنیا کی نہیں۔ میں اس واسطے دنیا
 میں آیا ہوں کہ حق کو گواہی دوں۔ جو کوئی حق کی آواز سنتا ہے وہ میرا سا
 ہے۔ (یوحنا ۱۰: ۳۷)۔ بن آدم، مسیحی لوگوں کی زبانیں برباد کرنے کو نہیں
 بلکہ بچانے آیا ہے۔ (لوقا ۱۹: ۱۰)۔ خدا نے دنیا سے یہی محبت رکھی کہ اس نے اپنا

ان کا ناپاک، خشن و انا کہ جو کوئی اس پر ایمان لائے پاک و سوکھ و شہرہ کی زندگی
 پائے (لوقا ۱۹: ۱۰)۔ اور نہ تو دلوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔ یہی تصور
 میں ہے کہ کوئی جو ملواریں لکھنے میں وہ تلوار سے مارے جائیں گے۔
 دینی (۱۹: ۱۰)۔ خداوند مسیحی ہیوسفی سلفیت کے حاصل کرے کے مقصد کو ہی
 ان کے لئے تسلط و حق کر کے لئے اپنی (۱۹: ۱۰)۔ بچل جلیل کو ایک سرے سے
 دوسرے سرے تک پہنچا دے کہ کوئی ایک مقام میں ہی یہ شرط ہے جس
 میں ایک خدا کے۔ اور اس کو دین میں شوکت و شجاعت، دولت و نصیب
 ہوں گے۔ (لوقا ۱۹: ۱۰)۔ اور اس سلفیت کا ہوتا ہے۔ ان ظن کو علم ہے کہ
 گذشتہ و ملکہ شگون میں یہ نظریہ ہر ملک کے منبر پر سے سناتا تھا۔

ہم سنا چکے ہیں کہ یہ نظریہ مسیحیوں نے یہودیوں سے اپنا لیا تھا جو
 مسلمان خدا کے جسے کام کا تھا۔ اور وہ کسی دلیل کو پیش کرنے کے لئے جو شری
 اور عہد کی ملکا پیش کیا کرتے تھے۔ میں پچھلا ہوسف کا کہ ہے خدا کو کسی سے
 اور وہ کوئی شے پسند نہیں ہے اور وہ ہر شے پر یہ وہ کسی چیز سے نفرت نہیں
 رکھتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اس کے شکر گزار بندے ہیں ہوتے اور اس
 کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے خدا سے سلطنت اور وقت و طاقت چھین لیا
 ہے اور ایسے کو اس کے دشمنوں کے حکم میں دیتا ہے۔ (انجیل یوحنا ۱۰: ۱۰)۔
 قرآن و اسلام کے مطابق حق تعالیٰ (حزاب آیت ۲۵) و عہدِ نیا میں جس طرح
 مدعی نبوت مسیح کے خط کے جواب میں لکھا تھا۔ (پیم شد، روحی ترجمہ)
 محمد رسول اللہ کی طرف سے سیدنا اب کو۔ واضح ہو کہ زمین کا مالک خدا ہے
 وہ جس کو چاہے اس کو عطا فرماتا ہے اور اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ آخر
 میں صرف خدا رس ہی شریعت ہو گئے۔ پس اس اسلام کو اس یہودی نظریے

میں نے انہیں بتایا کہ کدو اپنے رسی کو فتح ہفتہ ہے مگر سلاہ اسیر علی حبیبہ اور دشمن دماغ
شخص بھی کہتے ہیں کہ کامیابی اور فتح حق اور رسی کو جو جاننے کا سب سے بڑا
محول ہے اس پر آپ اسلام ایڈیشن ۱۶ صفحہ ۱۶۶۔

[illegible]

سوسوم - جیسیا بزم گد ششہ باب ۱۱ بتلے عجبہ ہیں اسلام سے ہیں صوفی
ملاک ہیں علم و فضل کے بین مرکزہ تھے :-

[illegible]

کے مقابلہ پر رقی شہنشاہیوں نے قاضی کو نکالا۔ اس مسئلہ میں وہ حکم بھی
اس سے تیز جو رومی سلطنت سے منظور ہوئے کی وجہ سے بڑھ کر سے نکال
دئے گئے تھے۔ پس اس میں یہ وہ فقہار مسیحیوں کی تھی۔ خلف کے زمانہ میں
یہ مرکز بڑھ رہا تھا۔ اسی حد سے تھا جس میں سائنس کی تعلیم دی جاتی تھی۔
جب اس حد کے مقابلہ میں اسی حد سے ترقی کر گئے تھے۔ حق تو یہ ہے کہ
اس زمانہ میں مذہب کا تعلیم پشاوروں کے مسیحیوں کے لئے مخصوص تھا اور ان تک
اسی محدود تھا۔ سب سے اس سے صرف یہ تو خاص تھی جس کی خاطر یا محض یہ
دربار کی رعیت و آؤ گیس کی خاطر علوم و فلسفہ کے قدر دان تھے۔ جب یونانی
علوم و فلسفہ کے ساتھ عربی میں ہونے شروع ہوئے تو پہلے میں اراک و سرکاری
ربان سے ہی شروع ہوئے۔ شاید انھوں کے زمانہ میں حکام عربی
تھے۔ یہ اس یونانی زبان سے کہنے جانتے تھے۔ پھر عربین مسیحیوں کے ساتھ
ربان میں نہ سمجھتے تھے۔ پس باختر کے ہندو افراد میں کلیسیاؤں کے شرکاء ہونے
لگے۔ پس مسیحیوں کی کلیسیاؤں نے تو ان تعلیم و فلسفہ کو کشماریوں تک پہنچایا
اور مسیحیوں کی حکومت کے قیام میں شام میں مسیحیوں کو اناطولیائی فلسفہ اور
مسیحیت میں رہنمائی کی۔ ان کو اسلام و فلسفہ اور فلسفہ میں مسیحیوں میں سے حاصل
ہوا۔ اور اسلام میں مسیحیت و فلسفہ کا چھٹا مسیحی اہل علم سے جو مراد اور مراد
کی خوب باتوں کے ذریعہ تھے۔ جو کہ یہ علوم و فلسفہ کو مسیحیوں میں اور مسیحی
فلسفہ کے طریقے سے تھے۔ پس مسیحیوں نے انور و مسلمان طالبین فلسفہ میں مسیحی عقائد
کو نہایت دراز کشماریوں اور مسیحیوں کے باہمی میں جو در تبادلوں و خیالات
میں تفاوت تھی۔ اور مسیحیت نے مسلمانان اسلام میں حق کے ادراک پر شکر
اور اہل مسیحی طریقہ و استدلال میں علم اور فضل و کامیابیوں ہو گئی۔ اور

اسلامی تنظیمیں اور مسیحی تنظیمیں اور مسیحی تنظیموں کے ساتھ مل کر
 چارم۔ قرآن و حدیث سے مسلمانوں کو شریعت کی تعلیم دینا
 نہیں بد تھا۔ جو جو مسلمان حکمت و فلسفہ سے واقف ہوئے گئے
 ان کے صالح اعمال و عبادت کی تسکین ہو کر رہ گئی۔ اسلام میں خدا اور
 کائنات کے متعلق اس قسم کے سوال پیدا ہونے لگے کہ خدا کا ہے جس کی
 جنتی در و دروازہ کا مطلب ہے؟ اس کی صفات کا جس کی ذات سے کیا
 تعلق ہے۔ رسالت کیا ہے۔ اس کی ضرورت۔ تعقیب درمجموعہ کیا ہے۔
 قرآن کس طرح و کس معنوں میں کلام الہی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ ہم و ہر چہ
 ایک یا فلاں ذکر سے پہلے اس کے سے مسلمان بیسیا ہوں کہ تمہیں جس
 ہیں۔ لیکن قلب سب سے زیادہ اثر بخشی خیالات اور مشغولات کا تھا جو
 اسلامی علم و تصوف پر بڑا سبوتاہ بن گیا۔ در بعد ازاں مسیحی کلیسیا نے اس علم
 شہ سونے اسلامی علم کے نشو و نما پر بڑا اثر ڈالا۔ اس زمانہ
 میں مسلمان مسیحی سوسوں میں پڑھتے تھے۔ تہذیب عالمی لوگوں سے اتنا
 نہیں سکھ سکتے جتنا اُس وقت کے مسیحیت سے پہلے ان کے خیالات اور
 مشغولات کے علمی مسادوں کے خیالات اور مشغولات کے سچوں میں
 آجیئے گئے۔ اس نگرانی و بصیرت سے کہہ سکتا اسلام میں مختلف خیالات رکھنے
 والے دینے نوادار ہو گئے۔ کلیسیا کے نہ جماعہ عقلی فوشہ کے دوسرے سب پر
 سبقت رکھتے تھے۔ سب سے پہلے فکری اور دینوں کے باقی مسیحی عقیدہ اور مسیحی فلسفہ
 اور عقائد کو مٹا کر تھے۔ یہ ایک بڑا وسیع موضوع ہے۔ یہاں ہم چند
 ایک عقائد کے ذکر رہی گئے ہیں۔

۱۔ معتزلہ فرقہ۔ یہو مشہور ہیں پر مشہور وہ من سخت لزاع طای

وہ جبر و اختیار کا مسئلہ تھا۔ تاریخ ہم کو بتلاتی ہے کہ کسی نہ میں بھی
 جبر و اختیار کے مسئلہ پر من قدر بھج نہیں ہوئی جتنی اسلامی مشہور ت
 کے بعد ہوئی۔ مشنری کیبیب پیر ہوا، اختیار کی نئی اصل۔ اوسن ملکا کے
 زمانہ میں ہوئے عقیدوں کو اختیار کا سنی نہیں ہے۔ ان میں سے متعدد
 نسخوں کے شمار بھی تھے۔

۲۔ معتزلہ یا اسلام میں اصل یا اس کے تودا پاک زردست محمد پر
 نہیں۔ قرآن و حدیث کے ماننے و ماننے اس کے۔ زردست محمدی عقیدے کی۔
 وہ "معتزلہ" و "معتزلہ" کہتے تھے۔ ان عقیدہ کے علماء اور بزرگ
 کے یہ تھے اس کو دعوت و کفر تھے۔ ان عقیدہ کے علماء اور بزرگ
 خود کہ کو ان ایس کا اس کے کہتے تھے کہ ان عقیدہ کے علماء اور بزرگ
 کے یہ تھے کہ وہ ایک و دوسرے کے یہ تھے کہ ان عقیدہ کے علماء اور بزرگ

معتزلہ کے علماء اور بزرگ تھے۔ انوں کے بھی یہ تھے۔ علم ہی
 کی یہ دوسرے فرقے۔ معتزلہ کو یہ عقیدہ تھا کہ یہ گروہ و جماعت کے۔
 ہر فرقہ کی اور کائنات کے یہاں سے اس مادی رنگ۔ عقیدہ تھے۔ وہ روح کو جسمی
 یا جسم کو روح سمجھتے تھے اور ان کے عقیدہ کی تسکین و تسکین اس کی کثرت
 میں کہتے تھے۔ وہ تصبیحوں کے اس مادی باپ کے اس عقیدہ کے خلاف تھے۔
 کہتے تھے کہ جو خدا کی عبادت میں ہے انلا اس کا نہ کوئی جٹا ہو سکتا ہے۔
 نہ وہ باپ ہو سکتا ہے لیکن وہ مٹی کی حیرت سے کام لے کر خدا کی حکومت کے متعلق
 بال کی کائنات کی کائنات کہہ سکتے تھے۔ وہ وہاں کوئی سے کام لیتے تھے یہاں تک کہ ذات
 احدیت کی عرب سوائے دھڑھی رہنے پر حضور کے نام و صفات کے مجسماتی
 منصوب کرتے تھے۔ ہم اس کا ذکر یہ کتاب البوت الہی کا مقصود ہے۔ میں

کر چکے ہیں۔

معتزلہ اس وجہ سے کہ انہوں نے اس قسم کا رد رکھتے تھے۔ اہل حدیث کے نزدیک خدا کا مقہوم ہے معنی خدا۔ اس سوال کے جواب کہ خدا کی ذات وصفات میں کیا تعلق ہے مختلف ہے۔ ذات الہی کی وہ صفات مطلق کسی کے ذیل صفات کی کثرت کی رو سے نہ تھی کیونکہ کثرت میں اس اور بھی عہدہ متکلم ہیں فرق رہتا۔ اس لئے کہ وہ صفات پہنچنے کے طریق میں کسی ایک صفات کے عہدہ میں صفات کا عہدہ درست ہے اور ان میں کوئی خاص ذات قرار دیتے تھے جس سے اس صفات کے کوئی خاص ہی نہ رہے۔ معتزلہ یہ کہتے تھے کہ خدا عام ہے مگر اس طرح کہ وہ کسی خاص ہی سے وابستہ نہ رہتا۔ یہی مقصود انہوں سے آئے۔ انہوں نے مسلمانوں سے جس کی چیزوں کی طرح نہیں ہے۔ وہ زمین و آسمان اور حرکت و غیرہ کے واسطے وہ غیرہ۔

معتزلہ فرقہ اسلام میں بڑا زبردست فرقہ ہوا ہے۔ یہ فرقہ یونانی علم کے دینیات و فلسفہ میں مسلمانوں سے متصفی اور ان کے شارح و تفسیر الوجود و اس کے اسباب و اثرات کے نزدیک مسلمانوں کے خیالات سے متضاد ہے جو کہ اسلام میں "اربعہ" اور "حدیث" کے عقائد پیدا ہو گئے۔ اعتزال کا سب سے پہلا مسئلہ جس سے اس مذهب کی تاریخ شروع ہوئی ہے یہ تھا کہ انساں جو کچھ کہتا ہے وہ خود کرتا ہے۔ خدا مجبور نہیں کرتا۔ اس مسئلہ کو لفظ "قدر" سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے معتزلہوں کا دوسرا نام "قدریہ" ہے گو وہ اپنے آپ کو "معتزلہ" کہتے تھے کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ ان کے لیے خدا کا اختیار نہیں ہے جب ان کے اپنے افعال کا مختار تسلیم کیا جائے۔

مسیحی کلیسیا خداوند مسیح کو کلمتہ اللہ مانتی تھی۔ اور مسیحی یہ دین پیش کرتے تھے کہ چونکہ خداوند سے ہے اس لئے اس کا کلمہ بھی قدیم سے ہے۔ اس کی بنیاد میں وہاں جو عساکر عیسیٰ کی پہلی آیت کی تفسیر اور تاویل پیش کرتے تھے۔ چونکہ مسلمان خداوند خداوند مسیح کو مذہب نہیں مانتے تھے اس لئے وہ قرآن کو (جس کو کلام اللہ مانتے تھے) قدیم مانتے گئے۔ وہ خداوند مسیح کی خداوند کے مقابل قدیم قرآن پیش کرتے تھے۔ اس مسئلہ کی وجہ سے مسیحیوں میں مختلف طور پر سمجھ میں کو پیش نظر رہی کرتے ہیں۔ فنی عرب کے زمانہ میں یہ بینہ کا ایک بنیادی مسئلہ بن گیا۔ ابن احمد نے مسلمانوں کے یہاں دو کی تھیں۔ وہ مسئلہ "حق تعالیٰ" یا "خالق اللہ"۔ اس کے یہاں بچت اکتون نے جو اس کی بنا گئی وہ خالق کو قدرت پر ایک شخص رسالہ لکھا۔ حسب باقی اسلام یہ ہے کہ جو کو فتح کیا وہ شاہی خزانہ اور شام کے مالک میں سلاطین کر دیئے گئے۔ وہاں بن مسعود نے خلیفہ فورت کا مسئلہ بنوادی نصلا سے یہاں دو تھیں صفات یا ہی کی تعلیم جعفر بن محمد قرظی سے حاصل کر کے ان دونوں مسئلوں کو اسلام میں داخل کر لیا۔ چونکہ بنوادی سمیرہ نے عقیدہ جمہور میں رکھا ہے کہ خلیفہ قرظی اور فنی نے صفات کی اصل بنیاد اور مشرکوں سے ماخوذ ہے۔ قرظی کے بعض فرائض اللہ کی صفات جتنی کہتے تھے کہ خدا کی صفات یا صلی ہیں یا ذاتی ہیں یہ وہ ہیں جو ان دونوں سے مرگ ہیں۔ ان کے سوسے خدا کی کوئی اور صفت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ خلیفہ فورت کے تصور کو قرآن پر حاوی کیا گیا۔ ان کے بعد میں درجہ بنی دگر کی بدعت شروع کی۔ خلیفہ ہشام بن عبدالملک دارم نے ۳۵ھ کے حکم سے عراق کے وادی خالد بن عبد اللہ نے اس کو قتل کر دیا۔

معتزلی خلق در آن کے مخالف تھے مدویہ دلیل دے تھے کہ اگر اللہ کی صفت کلام ہے تو لازمی طور پر قرآن کو جو کلام، فقہ ہے رلی، فہم اور تمام زمانوں سے اور عالموں سے ہمیشہ موجود ہون چاہیے۔ ورنہ مقررہ زمانہ میں کلام کیا تو اس سے خدا کی ذات میں تعویذ و ارمائیکہ ہو کہ خدا کو کچھ ہو جائیگا جو وہ اس کلام کے زمانہ سے پہلے تھا، اور اس طرح کا اشتراک خدا سے معصوب نہیں کیا جاسکتا۔ ہذا لو کلام اللہ کی صفت ہے اور قرآن میں یہ کلام ہے تو قرآن کو بھی خدا کا کلام ہونے کا یہ دلیل ہو کہ وہ جو زمانہ تھا یہ امر خلاف فیصل ہے کہ وہ قرآن زمانہ و مکان میں جمع کیا گیا تھا اور اصناف و تہذیب میں الگ ہے۔ میں وہ صریحی ایک حد ہے اور مخلوق ہے۔ خلیفہ جنت میں خدا الملک، لا معتزہ عالم کو تسلیم کر دینا تھا اس کی حد یہ بن و لہ بن جس الملک تخت خلافت پر بیٹھا اور اس نے خدا نہ مذہب اعراب کو اختیار کیا۔ جب اس کیسے دوسری برادرہ شہس نے خدا سے زیادہ علی شہس کو بیرونہ اس سے صریح کے باوجود اصول و مریا معتزہ خلیفہ بن کر کے اس کے خلاف متنازعہ کریدت سے سوچوں نے اس کا ساتھ دیا۔ وہیں حکومت کی اس سے معتزہ رتی کہتے تھے۔

جب عبدعہ عباسی کا وہ شروع ہو تو خلیفہ منصور کے عہد میں عزیز بن رتی کر گیا۔ اس عہد سے حبیبیہ پتہ چلے گئے ہیں۔ پہلی سربانی اور جونی ملکیت و فلسفہ کی چند کتابیں کا ترجمہ کر دیا تھا جس کی وجہ سے اسلام کے معانی پر کلمہ چینیان شروع ہو گئیں۔ ان کا جواب دینے کے لیے عماد نے معتزہ نے سید بن مناظرہ میں آکر شخصی دلائل سے اپنے دلیلوں کو شکست دی اور ہزاروں اشعار میں نے اس کا مذہب اختیار کر لیا۔

خلیفہ ہمدانی نے مذہبی آزادی کو روک دیا لیکن جب اس کے جیسے ہادی رشید کا وقت آیا تو چونکہ وہ خود فلسفہ سے بے بہرہ تھا اس نے بھی اعتزال کو روک دیا لیکن اس کے دربار پر برکی خاندان کا اثر حبیبیہ ہوا تھا جو نہایت روشن ضمیر اور آزاد خیال خاندان تھا اس کی سرپرستی میں اعتزلی رتی کہنے لگا۔ لیکن فقہ سے رہا نہ گیا۔ انہوں نے مذہب کے گرد و نواح کی مجلس میں جکر دیا اور اعتزال کی ترقی کو روک دی۔ ہمدانی کی روک ٹوک سے غیر مسلموں اور خلیفہ مسیحیوں نے پیچھے نکال دیا۔ اسلامی حق کے حصول کی نایاب نہیں مل سکتا۔

خلیفہ ہمدانی نے خود اعراب قبول کر لیا۔ وہ اپنے ہم مذہب مسکوب حمایت دیکر ایک عظیم لشکر جس میں سائر و نام کی در ملک کے خلیفہ افضل میں بھی منظر کے واسطے ان مدتوں میں ضرر سے دوسرے مسلمان قزاقوں پر فتح پانچ اور ہزاروں نے مذہب عزیز بن قبول کر لیا۔ اس کے بعد معتزلی رہائی ہو گئے۔ مائوں نے حکم دیا کہ قرآن کو حقوق یعنی کلام انسانی مانا جائے اس نے اپنا ذاتی کو جو اس عقیدہ کا مخالف تھا عہدہ سے برطرف کر دیا۔ وہ حکم کو احتساب و تعزیر سے نہ کر دیا۔ اس کے دربار کے معتزہ نے بہشتی مسلمانوں کو جو اگر ضرب و قتل و دزدانہ رتی سے کام لیا۔ امام احمد بن حنبل نے سنی قرآن کی بھی غفلت کی تھی۔ اس کو خند کیا گیا اور عذاب دیا گیا۔ اس کو اس غفلت سے روکے گئے گئے کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ ۲۳۷ھ سے ۲۴۷ھ تک مد اسلامی مملکت میں عماد کا اقتدار ہونا اور اعلیٰ قرآن کی تادیب میں امام عبدالحز بن علی اور بشر بن عاصم ایسی کا جو معرکہ الوداع منظرہ خلیفہ مائوں کے سامنے ہوا وہ ایک اہم حقیقت رکھتا ہے۔

ماتوں کے بعد اُس کا بھائی مخنف اور اُس کا چھٹا حاشی تختِ خلافت پر بیٹھے۔ یہ دونوں بھی معتزلی تھے۔ لیکن معتزلی علماء دربار کے سپاہ و سفید کے ماتک تھے۔ ان غنڈے کے زمانہ میں دولتِ مسلمانانِ عظام قتل کیے گئے۔ ایسے معدوم ہوئے کہ ان سفارے بھون فرائز کے مسئلہ کو خلافت کے وقار کے مستند قرار دیا تھا۔

جب واقعہ ۱۶۸ھ میں خلیفہ ہوا تو علوی بیداری پھر شروع ہو گئی۔ کیونکہ اب حشام بن ماسرہ سے کام دست و دست تھا۔ بینہ بنی مسعود کی کتاب سے کہہ کر اُس نے ایک دفعہ لکھا کہ اُس کی تعظیم تین لاکھ درہم دینے خلیفہ و اُن کی مخالفت کرنا اُن کی مخالفت اُس نے لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ اُس کو مانیں۔ دولتی نے اس بار میں بصرہ کے محکمہ کو شکست دیا۔ معتزلہ لکھا کہ فتویٰ حاصل کر کے اس نے فصرہ میں حشامی کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور اُس کے سر کو تھپڑ میں اور دھڑ کو سامہ میں ایک خرمی کے بزمِ صیپ دی گئی۔ اس کا قصور یہ تھا کہ وہ آخرت کے دزد و دہار الہی کا قاتل ہے۔ درقرآن کو غیر محضون سمجھتے تھے اس پر عسکر کا مرم وکایا تھا تھا۔ لیکن ہر کسے دانوسہ غسفا اور اعتزالی کو صرف چند سال فروخ حاصل ہوا۔ کیونکہ اُس نے اپنے واسطے میں واث کے انتقال کے بعد اُس کے بھائی اور چاٹھان خلیفہ متوکل نے ناسنہ اور اعتزالی دونوں کو مردود قرار دے دیا۔ اس نے شک و یا کہ قرآن کے تفسیر یا غیر محضون ہونے کے متعلق کوئی منظرہ نہ کہا جائے۔ اُس نے اسلامی فقہ اور محدثین کو بلوا کر ان کی عزت و کبریم کی۔ اور حیلے شہادت کی طرف توجہ کی۔ جب فاضل محمد بن داؤد نے مسند میں وفات پائی تو معتزلی تشدد اور تعصب کا کوئی بھی ختم ہو گیا۔

گو خلیفہ متوکل نے ہر ممکن کوشش کی کہ عقل و فلسفہ کی نفی کو روکے یا جائے لیکن آپ یہ اُس کے پس کی بات نہ رہی تھی۔ اعتزالی کا مذہب تمام اسلامی ہر ایک میں پھیل چکا تھا۔ چوتھی صدی ہجری کے آخر تک عرب، عراق، مصر، خراسان، نادرش، کرمان، خوزستان تک معتزلہ کثرت پائے جاتے تھے۔ جب سلجوقیوں کا زمانہ آیا تو غریبی آزادی میٹ گئی معتزلیوں پر جبریم کا جبر و ستم اور کلمہ رد کیا جاتا تھا۔ کسی کو معتزلی خیالات کے اظہار کی مجاز نہ تھی۔ بچ بچ میں احمد دہلوی نے دہلی میں حشامی کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ عالم فتح جس پر اس نے اپنے گھر سے نہ نکل سکا، ترک تور سے ہی کا دین جانے لگے۔ اور چونکہ پیشی صدی ہجری کے بعد اسلامی دنیا میں ہر جگہ ترک ہی ٹپ تھے اس لئے عربی زبان میں نہ رہ سکا۔

مذہبِ معتزلی کی تاریخ ثابت کرتی ہے کہ معتزلہ صیغیت سے متاثر تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے ہم نوں صدی کے مشہور متفکر ابو العزیز، العزاف کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ شخص ماہرِ علم ہیں۔ یہ ہے جنہوں نے اسلامی علماء پر فلسفہ و نظریات میں بند کی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ اب جب اس میں بھی نہیں آسکی کہ الہی صفات کسی طرح ایسی بات کی طرف محمول ہو سکتی ہوں۔ یہ تو وہ عیسائی ہیں۔ اس سے متعجب ہیں لیکن تاہم اس کے خیالی میں خدا عالم ہے۔ ورقہ دار و زبیرہ نے مسیحیوں کی ثابت کے متقاضی وہ خدا کے علم و قدرت اور زندگی کو جو اُس کی عیسویت میں ذات الہی کی کیفیت بتاتا ہے۔ وہ مسیحیوں کی طرح قیامت کے دزد و دہار الہی سے ملے ہوگا۔ اس کی تیل روحانی منوں میں کرتا ہے۔ ایک اور بات قابل ذکر ہے۔ ابو المنذیل نے نہیں مانا کہ ارادہ الہی، باری ہے۔ بلکہ وہ

بن مینوں کو ملحقوں قرار دے دیا اور شیعیان بنی عباس کو اثنا عشری نام کی طرف سے اگوسی ہوئی تو انہوں نے معمولی تبدیلیوں کی جانب رخ کیا۔ یہاں وہ کامیاب نہ ہوئے اور اب ہمارے دور تک جو جہد ۵۴۵ میں امام آغا صاحب کو شکست پہنچے ہیں۔ چنانچہ روم پر ہشیس سر آغا صاحب کی گولڈن جوبل کے موقع پر کتاب لکھیں۔ سرائیس میں شائع ہوئی جس میں لکھا ہے کہ سہیل خزانہ ایسے امام کے بارے میں مذکور ہے اور علی کا دیدار اللہ کا دیدار ہے اور علی کا طہارت حقیقۃ اللہ۔ حسن اللہ اور حسین اللہ کا مطلب امام ہی سے لیا ہے۔ اور کہ خدا کا پاک نور امام کے سینہ میں نمایا ہوا ہے جس سے اس کی عظمت کرتا ہے۔

جو شخص اپنی نفسانیت اور اصطلاحات سے وقف ہے وہ خود اس امر کو نہیں دیکھتا جو حقیقی فصول کے کام کرنے میں مختلف اسلامی فرقوں میں لایا گیا ہے۔ اس امر کا ایک بڑا نتیجہ سنی کلیب کے حق میں یہ نکلا کہ اعتراض کے نہ ہو اور دیگر عقل پرست آزاد فکروں کے خیالات سے متاثر ہو کر بہت سے آزاد خیالی مسلمانوں کی ہونے سے رہا ہے۔

(۱۲) تصوف در صوفیہ

صوفیوں عربی کے زمانے سے بہت سے سنی کلیب میں رہا تھا۔ کاؤ تھا اور عرب کے عوام اس میں بہت سی باتوں کی زندگی گزارا۔ ترجمان پنجہ ایام کا چوبیس کے شمار کا کر کے ہیں اور اپنے اشعار میں عربیوں کی ناز و نیازوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ان شعروں میں سے بعض سنی قبائل عرب کے تھے۔

حضرت محمد پر ان کی دلی پیشانیوں کی زندگی نے بڑا اثر کیا تھا۔ چنانچہ

قرآن میں آیا ہے یہ لوگ تو یہ کہنے والے۔ جب وہ گناہ سے توبہ کرنے لگے۔ سنا کرنے والے۔ رہنے کرنے والے۔ سجدہ کرنے والے۔ نیک باتوں کا حکم لینے والے۔ عجمی باتوں سے۔ دیکھنے والے اور دہرائی کے میں خطا ہیں (۱۲۰: ۴۱)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں زیادہ محبوب کو اور سنی کلیب کی کلبیہ کرتے تھے۔ خط ۱۲۰: ۴۱-۴۲۔ وغیرہ۔ نئی سولہ سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتے تھے۔ ۹۳۔ آپ کی مکتوب سنی اور امام مجاہد سے ہوئی۔ تھی۔ عرب کے صحابہ میں بہت عربی سنی تھے۔ وہ سنی تھے جو آنحضرت کی خدمت کی خاطر اردو میں جہاد کیا کرتے تھے۔ چنانچہ بڑی جوش و خروش تھا۔ قصا کا مطلب ہے اب میں دیکھتا ہوں کہ باصفت در تپتیا کا ذکر کرتا ہوں۔ میں نے ظاہر ہو جائے گا کہ آپ دنیا کی کششوں اور اس کے قریب کی طرف سے مطلقاً بے نیاز تھے۔ کوئی انسان اس قسم کی بیاضت کرنے والے شخص کو کاہل یا بد فہم نہیں دے سکتا۔ چنانچہ آپ بھی روئے و تہ نہ لگے۔ تاوقتیکہ آپ بچوک کے پاس پہنچے نہ ہوئے تھے۔ بعض مفسرین نے یہاں تک کہتے ہیں کہ آنحضرت فراموش ہو گئے تھے اور اس سے بے نیاز تھے۔ ان میں بھلیاں تھیں یا باخبر نہ تھے یا کہ یہ مفسرین کہتے ہیں۔ غرض کہ میں اس کا کہیں کر نہیں سکتا۔ در شیعہ تفسیر میں جو فراموشی صاف کہتا ہے کہ وہ بعض نے محض ہر گزوں میں یہ کہیں نہیں پایا تھا۔ غما یا اس حقیقت پر بھی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی کے عرب و عجم کے وقت آپ پر قرآن کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔

حضرت محمد کے صبی پر بھی سنی زبان کا اثر تھا۔ چنانچہ پھر قیم الدین داری جو حضرت کے صحابہ میں سے تھے۔ در پختہ مسیحی چنانچہ امام رب

قرآنِ شریف چھ روزہ بین کرتا رہا یہاں تک کہ اسے حج نمودار ہو گئی۔ ایک مرتبہ یہاں
 آیا ہے کہ شتان بن خطوں نے حضرت سے کہا رسول اللہ میری کجی ہے
 کہ میں بدوش ہو جاؤں۔ پیاروں کو نکل جاؤ اور ماہیانہ زندگی بسر کروں
 اپنی دولت خیرات میں دے دوں۔ دلائل میں خود کو لائق دے دوں گوشت
 کھانا ترک کر دوں اور جو شکوٹوں کے سناں سے پرہیز کروں۔ ان سناں
 یہ قاتل جبر و سحر سے قتل ہوا ہے۔ ان قاتل بھی لکھا ہے کہ خود کا
 دہی ہے جو کہ وہ دن جس کا تھا وہی اس پر حق اور حساب کا سامنا ہے۔
 بعد از صفحہ ۲۸۷۔ سونے سے جو کچھ کام لے کر جیب آگے مل کر
 بند بیٹھے، اپنے مسدود حضرت محمد حضرت علی۔ حضرت ابوبکر بنی کر
 کہتے ہیں کہ ان حضرت نے ان صحابہ کو اور خصوصاً علی کو پوچھا کہ علی بنی
 نقیب۔ قرآن میں ہے اللہ اور اللہ وہ۔ (اور وہ) "وہی اللہ اللہ" ہے
 نہ ہے۔ کیا تم میں دیکھتے ہو کہ اللہ تو آخر اور ظاہر ہوا جس سے ہے
 حق عز و جل حضرت محمد عرف رشد۔ حدیث میں لکھا ہے۔ یہ تصورات
 تصوف کے ہر شاخ میں مذہبی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہی حیالات مسیحی عبادوں
 اور درویشوں کے دن و رات میں پست ہوتے۔

منفرد غنہ بن کے بعد حضرت علی بن ابی طالب کے ظہور و امتداد اور
 فوج کو دیکھ کر وہ شخص جو عہد حقوں سے سلام دے لیا وہ جو مالک بنی
 تھے وہ اس قدر متفق ہو گئے کہ وہ وہ بنے دور کو ترک کر کے سوائے نبین ہو
 گئے۔ پہلی صدی ہجری کے اواخر میں بکر بن شیبہ صاحب استغفار میں ہو کر
 وجہ بن آئے تھے اور اس پر حاکمیت کشف طاری ہوئے تھی۔ اس میں پشیمانی

اور نیک و نیک صرف کا وہ بچے جاتے تھے بلکہ شکر کی مخلوقوں میں عبادت کا
 انکار و انکار کئے جاتے تھے۔ اس سے پہلے یہاں ہا کہ حضرت بنی
 نے وہاں۔ وہاں کے مالکوں کے پاس ہوئیں بعد کے زمانہ میں
 "وہاں" میں مالک کی طرح ہیں۔ ان سے کھان دیتے تھے تاکہ وہ مدد ملے
 انہی میں سے ان میں۔ اور یہی ہی مکتوب کا نسخہ ہے جس میں
 کہتے ہیں کہ مسیحیوں نے فرما دیا تھا "تا ابدی" اسے یہاں ہی کہانی وہاں
 اور خواجہ جس وقت وہاں کو ترک کر کے قہر و غم و غم و غم سے یہ لفظ
 حاصل ہوا۔

مذہب میں مذہب و مذہب کے ساتھ ساتھ کہ ہے کہ لفظ تصوف
 کا مادہ صرف "ت" کے معنی میں ہے۔ کہو کہ تصوف کا مادہ "ت" کے معنی میں
 ہے۔ "ت" کے معنی میں ہے۔ "ت" کے معنی میں ہے۔ "ت" کے معنی میں ہے۔
 کرنے والے تارک دنیا ہیں۔ ان کو "ت" کے معنی میں ہے۔ "ت" کے معنی میں ہے۔
 وہ کوئی شخص نہ ہو جس میں غلبہ کرے یہ تصوف ہی کا لفظ ہے۔ یہ تصوف ہی
 ہے۔ "ت" کے معنی میں ہے۔ "ت" کے معنی میں ہے۔ "ت" کے معنی میں ہے۔
 جو اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 لیا ہے۔ اس کو "ت" کے معنی میں ہے۔ اس میں کوئی الزام نہیں ہے۔ تصوف
 راہوں میں اس کا نام تھا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت علی بنی ابی طالب
 کا لباس پہنا کرتے تھے۔ وہاں ہی واسطے حضرت محمد کی کس اور ہتھتے تھے۔
 چنانچہ قرآن میں آپ کو "مزل" اور "مزل" کہا گیا ہے۔ (تہ)۔ رسول
 عزیزی کے بعد قرآن و حدیث میں مسلمانانہ فہم و فہم کا مابین اس
 پہنچتے رہے۔

ابتداءً زمانہ کے یہ تصوف اپنے ایمان و عمل میں اپنے اہل خاص و عام
 جوتے تھے اور قرآن و حدیث پر زور دیا کرتے تھے۔ وہ بھی تصوفانہ صورت
 کے نزدیک بھی نہ پہچانتے تھے۔ وہ صرف یہی چاہتے تھے کہ جوئی کو ترک کر کے صاف
 اور عبادت میں ہی اپنا تمام وقت صرف کرے۔ مثلاً ملک مسلم تصوف نے اپنے
 شخص صوفی حقائق کو قرآن آیات کی تائید سے وضع کر لیا تھا۔ یہ فرقہ نہایت
 جس کے کلام سے جو مشہور و حدیث میں آج کے لئے ٹھیک اسی قسم کے وعدہ
 کرتے تھے جس طرح کے وعدہ مسیحی و عظامیہ میں ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر تھے
 بلکہ بعض اوقات یہ مشہور تصوفی انجیل کے کلمات بھی دہر یا کرتے تھے۔ ان
 کے وعدہ پر جوش ہوتا تھا۔ ان کے عقائد سہل تھے۔ ان کے عقائد میں
 نہ کوئی نمونہ تھی اور نہ صریح کائنات۔ وہ اپنی اصلاحات سے پاک ہوئے تھے۔
 ان کی فکر صرف ان کی کتابوں کے جملوں کے جملے سے جلتی تھی جس سے غالباً
 ہو جاتا ہے کہ ان کی زندگی کے عملی سرچشمے مسیحیت تھے۔ بعض ادباء اور
 کتابوں میں ہم کو نہ صرف انجیل کے جملے ملتے ہیں بلکہ وہ ان کے عقائد ملتے
 ہیں۔ مثلاً آرمین صوفی مصنف سچ بولنے والے کی استقبال (متی ۱۱) کا اقتباس
 کرتے ہیں۔ ابوطالب بھی ۳۱۱۲۵-۵۵ کے نزدیک ان کو نقل کرتا ہے۔
 علی بن افراسیاب جس کی شمار کیا میں بھی ان میں نقل کی گئی ہیں۔ بعض وقت مسیحی
 و عطلوں کے وعدہ بغیر کسی رد و بدل کے نقل کر دیئے گئے ہیں۔ ابوطالب
 مقدس تو ان عقائد کے انماں کی کتاب کے قصہ حبیب و مقدس ذکر ہر جملہ
 اہل میں لکھتے ہیں کہ انجیل انماں لکھنا ہے اور کہتے ہیں جو شخص کسی
 محتاج کو خیرات دینا ہے وہ خود اس میں اپنے سے عمل بنا رہا ہے۔
 تصوف مشرقی کلیسیاؤں کے درمیان بڑھا اور پھولا پھیلا۔

اس مسلک کے نظام کثرت صریح ہے جس کو مشرقی کلیسیاؤں سے مخصوص
 ہیں۔ یہ سب کے نزدیک سہل ہے۔ ان میں دو چیزیں اور یا خدمت کش
 مسلمان جو تصوف کے پیش نظر تھیں۔ ان میں زندگیوں کو مسیحی رہوں کی بدگلوں
 کے موہ پر اٹھانے کے یہ بھی تصوف اور رویشوں نے اسلامی عقائد کو اٹھانے
 اور اس کے عقائد کے نشوونما میں بڑا اور بڑی حصہ لیا ہے۔ یہ سب ہم کو
 بتلاں ہے کہ یہ نہایت خدمت کش ہے ان کے عقائد میں ان کی بدگلوں میں موجود تھی۔
 مشرقی کتاب میں ان کو ترک کرنا چاہیے جو مسیحی کے نصف سے
 چھٹا چلا گیا۔ مسیحی کلمہ میں ان کو اللہ کے لئے مخالف کہ جو کہ
 بائبل میں مذکور ہے۔ وہ ان کی پسندیدہ ہے۔ ان کو انجیل کو بائبل میں مذکور ہے
 کہ وہ ایک خوب دی کہ مسیحیوں کو لکھی ہوئی ہے ان کی موت کے بعد نکاح نانی کی
 عادت تھی۔ لیکن اگلے صدی میں پھر اس بارہا دہلی شروع ہو گیا۔ ورنہ
 شدہ عقائد کو کتب و پریشر پاک سے پھر مرے۔ اس سے بچا جاتا ہے کہ مسیحیوں
 کے عقائد میں ان کو کھینچا گیا تھا۔ ان کو توحید نے تھی صدی کے شروع
 نصف میں مسیحی کہ تھا۔ ان کو مذہب سے انجیل کو اس قدر تسلیم
 کرتے تھے کہ ان کے اندر ان میں ایک عقیدہ کا اضافہ کر رکھا تھا۔ مگر
 کے تھے ان کے کتاب میں ساتھ ہوں تھے مختلف عقائد کی بڑی
 خرافہ کی تھی جو کہ ان کے عقائد کے لئے کوئی کڑی دلیل نہیں تھی۔ ان کی
 جو لاشیں بھی جاتی تھیں۔ جن پر مسیحی طسب ضامن میں مذکور ہے۔ بعض
 کلیسیا کا نام سفر بھی ان میں مذکور ہے۔ مذہب میں کہ تھے ان
 اس کی طرف میں طلب اللہ میں مسیحی کا مسیحی مسیحی و پولی میں لیا
 دانہ مشرقی تا ۱۳۳۵ء اور مسیحی پریشر یار ان مشرقی میں بن سکون

کسی توقع یا خوف کے بغیر خدا کی محبت کی خاطر کی جلدی متغایر کر دیا۔
 (پہلی) باب اولہم "یعنی ہماری شریعت، عبادت کے معینہ اوقات کے
 پابند ہیں لیکن اہل اللہ اہل دین" (یعنی صوفیہ) کے لئے ہر وقت عبادت کا
 وقت ہے (وقت بد کرو گوتہ)۔ (یعنی) وغیرہ۔ احکام و شرائط عبادت میں
 عبادت کا ہر طرف کی سہری، غافل اور دوسرے معصوم کو لیتے ہیں لیکن ہماری
 باطن کا نقطہ نگاہ ملک ہے (دیکھو پڑھا ۲۲۱-۲۲۲ وغیرہ)۔ ہماری نظر
 طہارت سے مراد جسم و لباس جتنے ہیں لیکن صوفیہ کے نزدیک اس کا مقصد
 دل کو پاکیزگی اور باطن کی صفائی ہے۔ مرقہ، ۱-۲۲۳ وغیرہ۔ عبادت کی شرائط
 سے کسی اجنبی تزلزل ہر پہ کیونکہ ان کا منبع قرآن نہیں ہے بلکہ عبادت کی شرائط
 پر گرس نہ لگے کیونکہ اسلی عبادت وہ ہے جس میں کینٹ و شوق ہو۔ وہم
 تکلیف نہ بقیان نہ ہو۔ سوم۔ بیوی۔ اہل و عیال کو اس کی نگاہ رکھا جائے۔
 (۱-۲۲۳)۔ ہر رخصت ہوتے گذار رخصت شری کو باطن نہیں نہ کہے اور
 جو اس رخصت پر مل ہو اس کو بچل نہ جسے روم بچلہ ظہر۔ (پہلی) جو
 یہ خبر دے چاہیے اس کو واجب تصور نہ کہ جائے اور جو چیز حرام نہیں
 ہے اس کو حرام نہ کہے دیکھو مرقہ ۱-۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ وغیرہ۔
 عبادت کہتے دار پتی عبادت پر غور نہ کہے اس میں تفصیل ہو احساس
 پیدا نہ ہو گوتہ ۱-۲۲۴ وغیرہ) جتنی عبادت دوسروں کے لئے تکلیف دہ
 حال و رنج کا باعث نہ ہو اس کے لئے (۱-۲۲۴) وغیرہ۔
 صوفیہ درود کو محض ایک ہی شرط نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ اس کو خدا
 کی قربت کا وسیلہ سمجھتے تھے۔ اس لئے ہر روز ہر وقت
 دل کی بلکہ وہ ہر ہفتہ میں سو سو وار درجہ عزت کے دن دوسرے رکھتے تھے۔ اس

میں انہوں نے مسیحی لادھوں کی نقل کی۔ بعض ہر تیسرے دن بھی اور بعض
 تیس دنوں کے بعد ایک دن روزہ رکھتے تھے۔ بعض پانچ دن اور بعض چھ دن
 دن روزہ رکھتے تھے اور چالیس دن کا روزہ بہتر، دن روزہ تصور کیا جاتا تھا۔
 اس ہفتہ میں وہ مسیحی یہ سخت کشش کی پیروی کرتے تھے کیونکہ خداوند
 نے چالیس دن رت روزہ رکھا تھا۔

صوفیہ سادہ خوراک پر زور دیتے تھے۔ بعض گوشت اور شراب سے
 پرہیز کرتے تھے۔ انہیں کی عبادت کی رہنمائی میں وہ جو د سنہاڑس کے
 کھوکھے اور پ سے ہیں، ہر روز اسے کڑا روزہ کی اہمیت واضح کرتے تھے۔
 علامتے ہر کے نزدیک روزہ حقیقت وقت کے برابر ہونا ہے لیکن اس کی قدر
 کے نزدیک روزہ تو جہانی التا ہے تاکہ شہوانیہ سوکسی پر قشر نہ کریں۔ (۱-۲۲۴)
 مرقہ ۱-۲۲۴ و ۱-۲۲۵ وغیرہ۔

خبرات کے متعلق بھی صوفیہ دوسری کہتے تھے جو غیب میں روزہ ہے
 (۱-۲۲۶ و ۱-۲۲۷) اور خداوند مسیحی کے دن بکھرت کے الفاظ کو نقل کر کے اس
 میں سے ہر نکتہ پر درجیت تھے اور قرآنی احکام کی بھی درجیت تھے۔ اور
 کہتے تھے کہ جو خیریت سب کے سامنے دی جائے اس سے ثواب حاصل نہیں
 ہوتا۔ صوفیہ کے تمام معنوت اور سنواریات اور تفسیق تقریباً سب کے
 سب، ایک نقطہ "تاری"۔ "فاس" یا "کنگن" کے تحت آجاتی ہیں۔
 مسیحی یا ہندو کی زندگیوں کی حالتی حیاتیات نہیں مسیحی رہنمائی میں ہر روزہ
 دیتے تھے کہ پچیسویں ہفتہ اور تیسویں خود اختیار کرتی تھیں اور یہ تقدس
 کا اثر لندن سمجھا جاتا تھا۔

صوفیہ ہر ہفتہ میں پچیسویں ہفتہ کے صوفیہ سماعت پر زور دیتے

تھے اور یہ دستور انہوں نے مسیحی باہیوں اور درویشوں سے حاصل کیا تھا۔ جو ان کی زندگی کا اہم جز سمجھا جاتا تھا۔ علماء شریعت اس دستور کے مخالف تھے کیونکہ رسولی عرب گئے۔ بجائے کونا پید کرتے تھے۔ مسیحی باہیوں اور درویشوں کی طرح شکر بھی لکھائے بہشت اور عذاب اور شکر یا عیب سے یہ تیار رہتے۔ ہم دستور درویشوں کی طرح کافور بھی لکھتے۔ ایک درویشوں کا لکھ جہے مسیحی ختم ختم کے درویشوں کو دیکھنا۔ ایک دہشتے جو عذاب اور عیش سے دہشت لکھا کہ شکر یا عذاب سے مار رہے تھے۔ دوسرے جو بہشت حاصل کرنے کی خاطر اعمال انجام دے رہے تھے۔ تیسری قسم کے درویش جنھیں حد کی محنت کی خاطر ملک خیال و اعمال کو مرغوب نہ تھے۔ چوتھی قسم کے ہیں اور دوسری قسم کے درویشوں کو مدد سے کہ کہا تمہاری محنت کے مقابلے میں جو چیزیں کی محنت اور خوف میں جو اور ان کی تمنا میں غلبہ کو جیتوں۔ پانچویں قسم کے ہیں جو اس نے تیسری قسم کے درویشوں کے ساتھ اپنی ہم نفس رہی۔

خود قبیلہ دشمنوں سے محبت رکھنے کی تعلیم بھی اہل اعراس اور صحیحی رہنماؤں سے حاصل کی۔ خدا ربہد اہل اللہ کو خدا دے دے جس کے الفاظ یاد رکھے اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ساتھیوں کے لئے دعا کرو جو ہم پر نعمت کر رہے ہیں کے لئے برکت پہنچو۔ جو تمہاری بے عزتی کر رہے ہیں کے لئے دعا کرو (نور، ص ۱۵)۔ یہ تعلیم قرآن و اسلامی شریعت سے ملتی نہیں بلکہ ان کے عقائد و عقوبتوں سے ملتی ہیں جو اللہ کے دشمن ہیں (نور، ص ۱۵)۔ جس پر اللہ و فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے (بقولہ ۱۵) جن کے ساتھ لعنت رکھنا منع ہے (۲۴)۔ وہ جس میں (۲۸) جن کے لئے دعا کے مفسر بھی جائز نہیں (۹) اور جن سے اللہ اور اس کا رسول ہزار بار (۱۱)۔

یہ علم و خیر ان میں تھا اور نہ کُتیب و بُدویں تھی، رشتہ ہو یا علیہ و علیہا، اس کا نتیجہ
بجمل اور صرف بھل ہے۔ صوفیہ کے وہ نظریے جو وہ خدا کا کائنات اور
اسان کی نسبت رکھتے تھے، سب سے حقانہ سے اخذ کئے گئے تھے وہ کہتے
تھے کہ خدا مجتنب ہے اور خدا اور انسان کا باہمی رشتہ مشق و محنت کا ہے۔
یہ فطریہ ثابت کر دیا ہے کہ ذاتی تعلیم اور اسلامی تربیت کا نتیجہ کائنات کی
روح و انسانی بلکہ یسین انسانوں نے تبدیل سے پیدا کیا (۱۰) اور کائنات کی
۱۴ ذریعہ (۱۵) و سرحد و ولایتوں اور مہاںوں نے نو گونہ چھایا تھا۔ درستی
اسلامی تصوف کا بنیادی اصول ہے۔ صرف مشق و تحقیق کے ذریعہ ہی اللہ میں
کے گورے اولیاء و سید کے قلوب میں شہ کا علم جگمگا اٹھتا ہے۔ جس علمائے
ظاہر و شریعت اور اخوند و سید کے بیٹے ہیں وہاں اہل باطن اپنے کشنہ
نور سے کلمے کے نہ نایاب پرینچے یہ جو شخص سے زیادہ حکم اور استوار
ہوتے ہیں۔ اُن کا یہ دعویٰ تھا کہ رسولِ عربی کی افات کے بعد اہل باطن ہی
درحقیقت دروازہ الٰہیہ ہیں۔ اور وہ قسیر ہی مسند نبوت کے اصلی اور صحیح
واحد ہیں۔

(442)

ہم باب سہارہ میں بند چکے ہیں کہ خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں اسلامی
حکومت میں یونانی علم و فلسفہ کی شہرت ہو گئی۔ اس کا خلافتی بانی بنو
کہ مسلمانوں کے دلوں میں مذہب اور اسلام کی طرف سے طرح طرح کے
شکوک و شبہات پیدا ہو گئے اور نئے نئے فرقے بننے شروع ہو گئے۔ عہدہ المسیح
کے عقائد میں زلزلہ واقع ہو گیا۔ دوسرے اسلام سے عقائد سے جڑ کر
فلسفہ کے عقائد میں اچھل گئے۔ تصوف اور عشقِ بنی کار و عمل تھا۔ لیکن

دوسری صدی ہجری میں مسیحی اور یونانی اثرات نے تصوف میں بھی ایک بالکل
 کیفیت پیدا کر دی یعنی تزکیہ و تہذیب روح و صفائی یا طہران کے درمیان معرفت الہی کا
 حصول اس کے بعد پیغمبر ہمارا کہ خدا کی معرفت شخص واحد سے حاصل ہو سکتی
 ہے۔ پھر وحدت الوجود یا فناء اللہ کا عقیدہ رائج ہو گیا۔ یوں آٹھویں صدی
 کے اواخر میں تصوف میں نیا سلسلہ درمیان آئی کہ فسادات اور نظریات
 اور پارسیانہ پر غالب ہونے شروع ہو گئے۔ اس زمانہ کے تصوف میں معارف
 الکبریٰ - ابوالفتح الدرقانی درویشوں میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔
 وہ زمانہ عیسائیوں کے غلبہ سے سبیل تک کے زمانہ۔ زہدیت و
 سادگی کے ہیں۔ انہی کے بعد ۱۲ ویں میں یونانی علوم و فلسفہ اسلام پر حاوی
 ہو گئے تھے۔ ناظرین کو یاد ہو کہ کبھی حشدر یا غلو میں نہیں آئیں اور اس کے
 پیٹھ نے افلاطون - ارسطو اور دیگر یونانی فلسفات کو سلامی و تبارک و تعالیٰ
 کر دیا تھا۔ فلسفہ کی اس روش نے تصوف پر بھی اثر کر دیا جو تصوفی نقطہ
 وحدہ اور سہا وستی جہاں نے تصوفیہ کے عقائد میں دخل حاصل کر لیا۔

معارف الکبریٰ شامیہ اور یوسلیمین دہلی رشتہ دار دو
 مسعودی و تاسیہ کے ہندو اے جو جو جیت کا گڑھ تھا۔ ابوسلیمان کے یہ
 انور مشہور ہیں کہ صرف وہی شخص اس دنیا کی خوشبختی سے بیزار ہو سکتا
 ہے جس کے دین میں آئندہ زندگی کا نور ہوتا ہے۔ "جب انسان اپنے رب
 کے درجہ کو پہنچا کر اس میں کمال کی طرف سے نا اہل ہو جائے تو اس کو حقیقی
 نجات کا راستہ سمجھنا دینے لگتا ہے۔ تب وہ خدا کے رحم و کرم سے حقیقی خوشی کا
 نام حاصل کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے خوشی کا دروازہ کھل جاتا
 ہے۔ اس کا دل نفسانی و دنیوی باتوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اس پر بالکل

خفاقی روشن ہو جاتا ہے۔

دہ القون مصری کی لطیف تصوف میں غزلیت اور وجہ کے عناصر
 نے دخل پالیا۔ ذہانتوں نے بھل گئے۔ کئی گوشہ نشینوں اور رہبانوں سے ملاقات
 کی جس کے بعد وہ تارک الدعا ہو گیا۔ اسی کی لطیف لہو قلوبی فلسفہ کے
 عناصر نے بھی اسلام میں تلک حاصل کر لی۔ اس کے معتقدات سے ظہر ہے
 کہ سکندر کے سبھی سکوت نے اس کے حیات کو زوال دیا تھا۔ وہ خود اسی عام
 اور فاضل شخص تھا کہ گو حقیقت میں تو کمال ہے بل اس کو اس کے بدعتی خیالات
 کی وجہ سے زندان میں ڈال دیا تھا لیکن بعد میں اس سے صرف اس کو بہرہ
 دیا بلکہ اس کی بہت عزت و تکریم بھی کرتا رہا۔ اس کی زندگی کے بعض واقعات
 ہم کو مصر کے فیضیہ کے ساتھ کئی سبھی گوشہ نشینوں کے واقعات کی یاد دلاتے
 ہیں۔ اس کا یہ دونوں مشہور ہے کہ توبہ و تقویٰ کی موتی ہے۔ چلی قسم کی توبہ و تقویٰ
 جنت کے خوف کی وجہ سے ہوتی ہے۔ دوسری قسم کی توبہ اس شرم سے پیدا
 ہوتی ہے جو خدا کی محضرت و درجہ کے شہسب سے ہر سے دلوں کو تبدیل
 کر دیتی ہے۔

سی صدی کے خراسانی بزرگ مصطامی یا زیدی نے تصوف کی
 تاریخ میں نام پیدا کیا۔ وہ سبکیہ سبکیہ کے جنوب مشرقی گوشہ کی طرف
 صوفیوں کے شہر بسطام کا رہنے والا تھا۔ وہ پہلا شخص تھا جس کی وجہ
 سے فنا کے عقیدہ نے تصوف میں دخل پایا۔ و تصوف ہمہ را دینی
 فلسفہ ہو گیا۔ سادہ وحدت و وحدت ہو گئی۔ وہ ہمہ از دست
 کا عقیدہ ہمہ دست بن گیا۔ چہ بخودہ ماکرتا تھا۔ سبحان میری
 نشان میں ہی در حقیقت حذر ہو کر۔ مری سوائے کوئی در سر خدا

شوق تھا کہ نہ کہ وہ اپنے عقلی شکوک کو حل کرنا چاہتا تھا بلکہ اس کو اطمینان
 قلب حاصل ہو۔ اس کے درس و تدریس کا سلسلہ بڑا کامیاب تھا لیکن اس
 نے ۹۵۰ھ میں یہ سلسلہ وقف کر دیا جو درویشی زندگی اختیار کر کے وہ سال
 تک سفر کرتا رہا اور دم وقت بھی زاہد و زریہ خدمت میں ادب کبھی ادبی حد و ہمد
 میں گزارا رہا۔ سفر کے دنوں میں وہ دمشق بہت المقدس پرورشیں کئے۔
 مگر اور مدینہ مکہ۔ واپسی پر وہ بیسالیہ میں درس و تدریس اور بالآخر خدمت میں
 اپنے وطن طوس میں فوت ہو گیا۔

اس کی کتابیں اب اسامہ الدین بن نہایت مشہور کتاب ہے جس میں
 متکلمین کے خلاف حکم الکلام ہے کے ذریعہ ثابت کرتا ہے کہ وحیات کی اصل
 یقیناً انسان کا وہ روحانی خیر ہے جو کشف سے حاصل ہوتا ہے اور جس کے
 بغیر عقل ناپا رہے۔ فی سائنس تاریخ سلام میں غرض سے براہ عالم و نہاد ہند
 نہیں ہوا۔ اس کے بعد افضل نے تصوف کو اسلام میں از سر نو برگزیدہ
 حکم کلام میں سیر کرنا مسکرا چاہتا ہے وہی عقیدہ غزالی کا
 بھی ہے لیکن متکلمین کے دلائل اس کی نظریں نہ جھپکے۔ چنانچہ جس سیر کا ثبوت
 متکلمین معذرت سے دینے کی کوشش کرتے ہیں غزالی کسی کو ماضی کشف
 کی حیثیت سے براہ شریعت نہیں کر لیتا ہے۔ اس زمانہ کے فلسفہ کے طبعی اور
 فطری بلطبی مسائل میں سے وہ بالخصوص غزالی پر حملہ کرتا ہے۔ ادنیٰ
 یہ کہ وہ نیا و قدیم اہل نیا ہے۔ دوم یہ کہ خدا صرف کئی عمل رکھتا ہے اس کو جزویاً
 کا حکم ہے جسے جس میں ہو سکتا اور سوم یہ کہ روح کا نالی ہے اور جسمانی حیثیت
 سے باطنی استقامت ممکن ہے۔ وہ ثابت کرتا ہے کہ دنیا حادث ہے اور گھر قادر
 مطلق خدائی ذات ہے وراہ مادہ میں استراحت ہے۔ اس کی فعال کی مکانیہ نہیں

ہیں۔ اس کی یہ فعال محض اس مخلوق تک محدود نہیں ہے اس کے خلاف
 وہ اپنی کسی مخلوق کو نہ مانی اور مکانی حیثیت سے محدود کر سکتا ہے۔ پھر وہ
 اس اعتراض کا جواب دیتا ہے کہ اگرچہ کوہر جزوی چیز کا حکم ہے تو انسان
 صاحب اختیار ہے۔ بلکہ یکایک کائنات جبر کی بابت برقم ہوگی۔ اس اعتراض کا
 جواب دہی جواب دیتا ہے جو اس سے پیچھے معذرت کشتیں نے دیا تھا کہ خدا
 کا علم نہ کہ فرق سے بالا ہے۔ یہاں مسئلہ جسمانی یا روحانی جسم کی فضا
 کا ہے غزالی کہتا ہے کہ جسمانی یا روحانی جسم سے انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ روح کا
 جسم سے جدا ہونا جس کے لیے باجم میں آئے سے نہ ہا حیرت ناک نہیں ہے۔
 ممکن ہے کہ باطنی جسم کے وقت روح ایک ایسا نیا جسم پائے جو اس کے
 لیے موزوں ہو۔

مسعی عقائد کی تاریخ کا ہر باب کچھ سکتا ہے کہ غزالی نے کہا ہے
 کلیہا کے سے واقف دیتے ہیں۔ اس کی خدا کائنات اور روح انسانی کی نسبت
 جو تعلیم ہے اس میں پیچیدہ عناصر پائے جاتے ہیں جو قدیم اسلام میں نہ تھے۔
 یہ عناصر بڑی حد تک مسعی خدا سفر کے خیالات سے اخذ کئے گئے ہیں جو بعض
 تنہا فلسفہ کے مروج ہیں۔

غزالی کہتا ہے یہ صفات کی کثرت سے خدا کی وحدت میں خلل نہیں
 پڑتا اور اس کی مثال مادی چیزوں سے دیتا ہے مثلاً ایک شے ایک ہی
 وقت میں سر اور زخم ہو سکتی ہے۔ وہ جس بات پر درویش ہے کہ جب ہر سال
 صفات کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں تو ان کے نئے اور رزق معنی ہوتے ہیں۔
 کیونکہ خدا اس روح ہے اور وہ نہ صرف درمطابق اور عام کل ہے بلکہ غیر
 مطلق اور حاضر و ناظر بھی ہے جس کی وجہ سے عالم بالا اور یہ دنیا دونوں ایک

جو سورے کے نزدیک زیادہ ہو جاتے ہیں۔

امام غزالی کی تصنیفات سے پہلے پہلے کہ مسیحیت نے اُس کے دل و دماغ کو کس قدر متاثر کر رکھا ہے۔ وہ مسعودی مسیح کے قبول اور تاجیل رابع کی آیات کو بار بار ایسی بات میں پیش کرتا ہے۔ خداوند کے شرک کلمات جو انجیل میں اور غیر مستند کتب میں پائے جاتے ہیں اُس کی نوک زماں تھے۔ اس کی کتاب مشکوٰۃ اور اس مژدہ نوک آیت **لَا تَدْعُوْا اِلٰهًا سِوَاكَ** اور **وَدْعُوْا** ۲۵ کی جو تفسیر ہے اور **تَدْعُوْا** ماری کی جو وضاحت اس میں کی گئی ہے وہ بار بار ہم کو مقدس اُستحقاقی اصل اور خطوطِ پاک یاد دلاتی ہے۔ کتاب میں لوگس اکلام کا بھی ذکر ہے جس پر فخری نقطہ نکاح سے بحث کی گئی ہے۔

—

تیسری صدی ہجری کے دوران میں روحِ مذہب فلسفہ نے اسلامی تصوف کو ڈھالا۔ اس نسل میں افلاطونی تصورات، و مشرقی باطنیت کی آئینہ نشی۔ اس زمانہ میں یہاں گویا فضا میں موجز و تھیں۔ دران کے زیر اثر اسدی توبہ مسیحی تصوف۔ رہبانیت۔ مسطیت اور یونانی ادھینک نسفہ کے مختلف خدھر سے اسلامی تصوف ایک طرفہ موعون مرکب بن گیا۔ مانہ کے سیاسی۔ سماجی۔ مذہبی درویشی تصوفات نے، اس کی نسود و ماس مادی بلکہ اس سب سے زیادہ بحیثیت اور مسیحی دہیات اور رہبانیت و دستورات نے اسلامی تصوف پر اراکیہ۔ تینا غیہ بعض صوفیہ کے فلسفیانہ نظریے جو ہول نے فسفہ مذہب۔ کلام مذہ۔ خدا۔ کائنات اور انسان کے معنی قائم کئے۔ بھیب بخور پر واضح کر دیتے ہیں کہ وہ مسیحی تعلیم و عقائد کے مرہون ہیں مثلاً **حلاج**، **سہی**، **کتاب الطور** میں وہیں خدا کے معنی کو نظریہ قائم کرتا ہے وہ **سبب** ہم اوپر ذکر کرتے ہیں اُنہی ہے جو کھسبیا میں مسیح کی دود اتوں کے مشتق

—

—

مروج تھا۔ وہ صاف کہتا ہے کہ خدا نے واحد کی ذات بحیثیت ہے اور کائنات کو خلق کرنے سے پہلے وہ اپنی ذات سے محبت کرتا تھا۔ **دیکھو** ۱۔ **یوحنا** ۱۔ وہ خود ہی ظاہر کرنے والا تھا اور خود ہی ظہر بھی تھا **یوحنا** ۱۔ پھر اس نے **وہ** سے اپنی موت پر آدم کو بنایا **پید** ۱۔ اور اس کو اپنے اسماء در صفات سے متصف کیا جس کے ذریعہ اس نے اپنے آپ کو ہی ہر کہہ انکسی ۱۔ راہوت اور نہ موت کا باہمی تعلق حلوں کا سا ہے جیسا ہے اور پانی کا۔ اس مستند کی وجہ سے **نسان** انانکسی دین خدا بنوں۔ **یون** اٹھتا ہے **دیکھ** تھنی ۱۔ مابد کے ثلوی اس نظریہ کو رد کرتے، اس رشتہ کی توحید حق و دل کو تے میں متناجہ اس اعرابی راہوت اور نہ موت کو نسبی و اضافی درازے کر کتاب ہے کہ دونوں ایک ہی ذات کے دو رخ ہیں۔ خدا محبت اور حسن دین کا سرچشمہ ہے جس کی وجہ سے کائنات وجود میں آئی۔ عشق حقیقی صل کو سرچشمہ ہے اور عشق مجزی محض اُس کا پرلوہ۔ یہ بحال ہر دھیز ہو گئے محس کی وجہ سے قریب بند بن عطار۔ **یوسف** دین الیخیر۔ **جہاں** ادب رومی اور جامی جیسے صوفیہ شاعروں کی نظریں زبانِ زندہ لاتی ہیں۔

صوفیہ کی اصطلاحات سے بھی ظاہر ہے کہ وہ مسیحی مذہبوں، گوشہ نشینوں اور راہبوں کے تصوفات اور دستورات سے اخذ کی گئی ہیں جیسا پچھ صوفیہ کے تصوف درسونک، **رہنہ**۔ **طریقہ**، کے اہم مقامات مثلاً **فنا**۔ **فنا**۔ **فکر**۔ **حیرت**۔ **جہد**۔ **توکل**۔ **طریقت**۔ **مقامات**۔ **عبودیت**۔ **عشق**۔ **قرب**۔ **علم**۔ **باطن**۔ **معرفت**۔ **حقیقت**۔ **وجد**۔ **وہ** وغیرہ تمام اصطلاحات اور دستورات سب سے ماہوں کے تھے۔ اصطلاح **علم** یعنی **gnosis** کا مادہ

بخیل میں درجہ حکمت "کیا گیا ہے۔ شلا پوٹوس رسول قوت ہے ہم کا لبوس میں
حکمت کی باتیں کہتے ہیں۔" اس علم باطن کی غایت یہ ہے کہ عاشق و معشوق میں
جُلتی در سے اور خدا اور انسان ایک ہو جائے۔ (گلتی ہے)۔ فنا کی یہ حقیقت
ہے کہ سالک "اپنی ہستی کو بالکل خدا سے اور دنیا الٹی میں ف ہو جائے۔
یہی وہ مقام ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سخن کہا
تھا۔ "مُؤویہ کہتے ہیں کہ حضرت مونس نے مجھے چار میں ڈور دیکھا اور اس سے آو
آئی لغارت لٹ۔ میں حیرت ہوں۔ مقابلہ کرو تو جو ۳ باب۔ جب ایک بھیاں
درخت خدا کا منظر ہو سکتا ہے کیونکہ وہ خدا کے نور سے متور ہو گیا تھا تو انسان
جو نور کی قدرت کا سب سے بڑا منظر ہے، نور و ان حق کر سکتا ہے۔ (کو حقا
۲۲ تا ۳۹ + ۱۰۱ + ۱۰۲ + ۱۰۳ + ۱۰۴ + ۱۰۵ وغیرہ)۔ ایک اور مثال جس کے مکتوبہ فی اللہ
کی توحیح کہتے ہیں۔ جس طرح لوہا آگ میں گرم ہو کر رنگ بن جاتا ہے حالانکہ وہ
آگ نہیں بدلتا اسی طرح انسان کو انسان ہوتا ہے لیکن ہتانی خدا کے مقام پر
اُس میں بڑی جھٹکیں آجاتی ہیں۔ محی الدین بن عربی نے اس عقیدہ کی بڑی شہادت
کی کہ ہر چیز خدا ہے۔ نصوفی کا اصطلاح میں اُس کو "وہیت" کہتے ہیں جو بعد
کے مکتوبہ میں بڑی خبریں ہوئی۔

(۴)

جب ہم مکتوبہ کے خانہ داروں کی طرف نظر کرتے ہیں تو اس بات کی
تصدیق ہو جاتی ہے کہ اسلامی تصوف سچیت، درجہ گوشت و شہوان اور راہِ یوں
کام ہوئی ہے۔ یہ تصوف راہِ بیت کی طرح، کل ایک نغزوی ہیر بھی
اور س نے اختتامی رنگ، اختیار نہیں کیا تھا۔ پھر کس میں ہر جہت جماعتیں
پیدا ہو گئیں جو کسی مشہور مکتوبہ کے نام سے اپنے آپ کو منسوب کرتی تھیں۔

لیکن بعض مقامی بات بھی۔ یہ دھوس صدی پہلی میں مکتوبہ کے مختلف شاخوں سے
باقی عمدہ طور پر نظم ہو گئے۔ پھر ان خانہ داروں کے سلسلے چلے۔ یہ خانہ داروں سے
پنے سلسلہ کو حضرت محمد تک حضرت علی یا حضرت ابو بکر کے ذریعہ لے جاتے
ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ نے کہا کہ تم کو گھر میں ہو اؤ
علی اس گھر کا دروازہ ہے پس مکتوبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت الٹی کا وسیعہ بننے میں حضرت
علی کے بعد بصرہ کے حسن کا نام آتا ہے جو تادمیہ۔ جتندہ در سرور و حیا لو اور
کما سر جھا جاتا ہے۔ مگر ان میں حضرت کربوی مرمسہ کی کوئی بھی حسن
خود بصرہ کی راہ کا ہر معصر تھا۔ کہنے ہیں کہ حضرت حسن کی وفات کے وقت حسن
لڑکا ہی تھا لیکن علی نے اُس کو بخشی مکتوبہ کی تعلیم دے کر ان جانشین مقرر
کر دیا تھا۔

مکتوبہ کے ہم مسدوس میں سے عیاضیہ۔ دہسیر۔ چہسیر۔ اور
چشندیہ سب سے زیادہ مشہور و دور کشت تھیں ہیں جس کا بانی عبد الوہاب، حدیث یاد
تھا۔ باقی سلسلے کے مشہور۔ سقاظیہ۔ مکتوبہ۔ چشندیہ۔ گار و تیسیر۔
طوطوسیہ۔ شہر در رہ و در وہسیر۔ پھر اوپر سلسلے عیاضیہ خانوادہ کی شاخیں
ہیں جن کو بال سبب بھی ۴۲۲ ع میں فوت ہو گیا تھا۔ کہ یہ سلسلہ کا بانی مارت
الکر علی تھا۔ کرخ بغداد کے مکتوبہ کا ایک شہر ہے، وہ ۸۵۱ھ میں مر گیا تھا
کا بانی مشہور ہے مرگ۔ مکتوبہ کا بانی ابو بکر تھا جس کو بانیہ بصرہ مکتوبہ بھی
کہتے ہیں۔ جس کا بانی ابو بکر تھا جس کو سب سے زیادہ مشہور اور طوطوسیہ
کہتے ہیں۔ وہ ۸۵۹ھ میں فوت ہو گیا تھا۔ جو یہ سلسلہ کا بانی خوجہ در حیا کا بانی
رکعتی تھا۔ ۱۰۳۲ھ میں طوطوسیہ سلسلہ کا بانی ابو الفتح (مکتوبہ) تھا۔ ۱۰۵۵ھ میں تھا۔ پھر یہ
سلسلہ کا بانی ابو العیوب (مکتوبہ) تھا۔ قزو سیر یا کربوی سلسلہ کا بانی

بلکہ محراب احمد بن محمد الخوافی تھا جو خلیفہ کا ہمہ حالات آگاہ رہا۔
مذکورہ بالا تاریخیں اور تصانیف ہم پر ظاہر کرتی ہیں کہ یہ سلسلے اویان کی ستائیس
شاخاے نوحیاں کے زمانہ میں چھپے۔ یہ خصوصاً ان عقائد کے وقت جب مسیحی
علماء اور فلاسفہ کا علم و فضل خمیر کی طرح اپنے کم کر رہا تھا۔ اُس کے انیسویں
کی جیسے رہائش بھی ہو چکا تھیں۔ انھیں انیسویں مسیحیت کے گزرتے تھے۔

ان چودہ مسلوب ہیں سے ہندوستان میں صرف چار سلسلے آباد تر
پائے جاتے ہیں۔ یعنی چلیپیہ، تھوریہ، سرورہیہ اور لٹینہ۔ یہ سلسلے
دوسرے سلسلے جیسے بنافو، دھکی، شاطین ہیں۔ تھوریہ سلسلے کی طرف سے
ہے۔ گو لٹینہ سلسلہ جس کی شاخ ہے سکر، غشہ کی اپنا سلسلہ جلیپہ
اس کے حضرت بوجرنگ سے جاتے ہیں۔ ہم آگے ہیں کہ سلسلوں کا مختصر حال
کاہنیت کے جس سے ہر ہر صاحب کا کہ مسیحیت اور یہی ملت ہے، ان سلسلوں
کے پانیوں درجہوں پر ڈالنا بہت اہم تھا۔

۳۔ بصرہ کے انخوان الصفا۔

جب برقیہ بنی ہوئی تھی کہ فتح محمد نے ۱۵۴۷ء میں بغداد کو فتح
کر لیا اور فلسفہ مسکونی ہانڈے، اس کو بغداد کا خطاب دے کر امیر الاُمراء
بنادیا۔ اس کے چند مہینے کے بعد ۱۵۴۷ء میں عزالدین نے خلیفہ کو انور
کر کے بغداد کے بیٹے صلیح کو خلیفہ بنا دیا۔ بعد از وہ اس کے انتقال کے بعد
عزیز الدین قبیلہ کے بڑے کو بیسی سلطنت پر داعی ہو گیا۔ حضرت اندولک (ذات
الہند) کے جبریل حضرت ملکہ کے لڑکے ہو گئے۔ گو تہ خانہ میں مرل
عزیز الدین ہی ایسا امیر بن گیا جس نے ملک کی بسود و نواح کی طرف توجہ
کر۔ وہ کٹر مسلمان تھا۔ اُس نے مسیحیوں کو بغیر کیں۔ نفخ خانے بنوائے

فتح خانے قائم کئے۔ یہ خاندان مدہیا شیعہ تھا۔ ان آیام میں شیعہ مذہب
کی شاخ پچھڑی رہی تھی۔

اس پر آشوب زمانہ میں انخوان الصفا کا جماعت نمودار ہوئی۔ یہ اُن
نیم سوسہ پڑھوں میں سے تھی جو مذہبی فرقہ کی صورت اختیار کر گئی ہیں۔ ان کا
مذہب یہ ہے مذہبی فرض جتنے تھا کہ اس دنیا میں یہی سلطنت قائم کر میں جس
کی بنیاد پر ہو۔ ان میں سے بعض پڑھوں اس بات کی قائل بھی تھیں کہ
جس طرح ابتدا میں مسیحیوں میں مسیح کی ملکیت تھی کہ ہوتی تھی (احمال مسیح)
سب اپنی جماعت میں سب کی ملکیت مشترک ہوں۔ وہ اس بات پر زور دیتے
تھے کہ بڑھتی دالے مرتے دھرمک و خاندان ہیں (مکا پ و غیرہ)۔ وہ کہتے تھے
کہ دوسروں کی بھدائی کے لئے جان دینا ہی سچی جہاد ہے اور اس مذہب کا سفر
رج ہے۔ امیروں کو اپنے زور و دست میں سے اور اپنی عقل کو اپنی حکمت و علم
میں سے دوسروں کو محض دینا چاہئے۔

بصرہ کے انخوان الصفا درجہ کی شاخ جو بغداد میں تھی بالعموم اپنی
زندگی اس دور سے بسر کرتے تھے۔ چونکہ اُن کی تعلیم میں شیعوں و معتزلوں
کی تعلیمات اور فلسفہ موجود تھا ہندوستان کے زمانہ میں یہ وہاں پر تھوڑے
چوگنی۔ انخوان الصفا نے تمام مذہب و اقوام کی دانش کو اپنی تعلیم میں جمع کر
دیا۔ چنانچہ روح اور اہل ہام، مقداد اور افلاطون مذہب و فلسفہ
میں درجہ اُن کے پیغمبر تھے۔ وہ خداوند مسیح جہاں کے حواریوں کو اندر مسیحی
شہد دہ کو نہایت احترام کی نظر سے دیکھتے تھے کیونکہ وہ سماجی عقلیت
و عقیدہ کی شاہر شہید تھے کہ تھے۔ وہ کہتے تھے کہ شرح کے عقلی حکام
عوام کے لئے چکے ہیں۔ یہ وہ دوا کی طرح ہیں جو کمزور اور مریضوں کو بہی

تسکین دے سکتی ہے۔ لیکن ہائتوروس کے لئے ناسطیاد تصورات ہی ہیں جو ان کی رُوحوں کی فہم ہو سکتے ہیں۔ موت کے معنی نہ صرف رُوحانی زندگی کے لئے دوبارہ جی اٹھنا ہے اور اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے دوبارہ انہیں کی آیات اور مسیحی داعطوں کے وعظ پیش کرنے تھے۔ وہ خود اپنی زبان سے انتخابیت کا حشر کرتے ہیں۔ ان کے منطقی خیالات کا سرچشمہ پارسری اور اوسطوں ہیں۔

اخوان الصفا مسیحیت کو، سلام پر ترجیح دے کر انجیل کو قرآن سے زیادہ پس و پیش مانتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ رسولِ عربی ایک مصلحت میں قوم کے لئے مبعوث ہو کر آئے تھے ورنہ ان ایسوں ہی کے لئے نازل ہوا تھا جس کے دھنوں میں نہ تو دنیا کے حسن و جمال کا اور نہ سخت کی کوئی نصرت کا صحیح تصور تھا۔ ہی وجہ سے قرآن ایسے الفاظ اور بیانات میں ان کو ادا کرتے ہیں جو کو یہ جاہل قوم سمجھ سکتی تھی اور مصداقِ خداوند میں علی قدر حقوق و حصہ۔ اس قوم کی سمجھ کے اندازے کے مطابق تھے۔ لیکن ہر عقول کو نہ کہ رُوحانی ناوٹل کہنا لازم ہے۔ اخوان الصفا کہتے تھے کہ سب سے بالا ایک حقیقی عقیدہ ہے جس کو وہ باقِ الطبیعی پیروی سے ثابت کر کے کہتے تھے کہ خدا اس کے اوپر میں مخلوقِ حق خصال کے درمیان ایک برتر ہے جس کو "لوگوس" یا ناموس الہی کا نام دیا گیا ہے۔ (مقابلہ کردہ بحث)۔ انھا نے (حبرہ: ۵۱۹۶)۔ وہ ایک ایسے خدا کو جو قرار ہو در عذابِ دل و دلیہ کو خلافِ عقل قرار دے کر ذکر کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ایسے خدا نہ رُوح فرما ہیں۔ جاہل گنہگار رُوح کا جسم ہی میں زندگی میں اس کا دور ہے نیک اور بار حق سست کا مطلب وہ یہ لیتے تھے کہ جسم اور رُوح میں مفارقت

جو حیاتی سچا اور درِ قیامت کی عظیم بازخامت سے مراد یہ ہے کہ رُوح مطلق سے جدا ہو کر ایک طرف رجوع کرتی ہے۔ وہ یہی کہتے تھے کہ تمام مذاہب کا مقصد ایک ہی ہے یعنی مخلوق تک پہنچنا۔

اخوان الصفا کے عمل و اطلاق پر مسیحیت و انجیل کا انحراف تسلیم ہے اس کے مطابق نفسانی افعال صرف اس حالت میں نیک کہلا سکتے ہیں جب وہ انسان کی اصل اور قدرتی طبیعت سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ناموس الہی (لوگوس) کی پستی کر کے ہی انسان حرا کا مستحق ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ عالمِ بالائی اور اس میں ہو۔ سب سے افضل نیکی محبت ہے جو محبوب سے وصل کی طلب ہے۔ محبت کی بدولت ہم کو فنی اعیان حقیقی آزادی اور صل حاصل نصیب ہوتا ہے۔ وراثت میں ہم کو دائمی اور کاہل حاصل ہوتا ہے جس پر ہی زندگی کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسیح کی طرح محبت کے اصول کو اپنی زندگی کا دستور و اصول بنالیں۔

اخوان الصفا نے مسلمانوں کی زندگیوں کو بڑی حد تک متاثر کیا مگر یہ کہ عمل کی فرائض کو غلط فہم تھے ورنہ ان غریبی خود ان کی حکمت میں جو باتیں اپنی تھیں ان کو قبول کر لے اور اپنے نفس میں نہیں کرتا۔

ہم نے اس باب میں صرف مختصر طور پر ہی ان تاثرات کا بیان کیا ہے جو مسیحیت، مسیحی عقائد نے اسلام پر نہایت مختلف بنائے اسلام میں کہتے تھے۔ اسلام کی تاریخ شاید یہ کہ یہ تاثرات عارضی اور وقتی نہیں تھے بلکہ مستقل اور دائمی تھے۔ چنانچہ کہ حضرت زید بن ابیہرہ کے فرقہ کے اسلام سے ان کو کو بیٹے گئے تھے لیکن ان کے عقائد اسلام میں مروج ہیں اور ہر مسلمان جو عقل کو دین د

مذہب میں غل و غبا ہے اور علماء و فقہاء کے طبقہ کی گردنہ تقدیر نہیں کرتا، ایسا ہی
معتزہ کا مروجہ پیرو ہے۔ فی زمانہ ایسے مسلمانوں کی تعداد دنیا کے اسلام میں
روز افزوں ہے جو عقل کو عقل کے مطابق کرنا چاہتے ہیں اور اگر اس میں طاقت
دہ ہو سکے تو عقل کو ہار دینے کا حق رکھ دیتے ہیں۔ شکوہ کیا کر دو بھی تو کیا تسلیم
کے ہر گوشہ میں یہ جہاں ہے اچھے صاحب کے خاموش غم کی تائید کا مرد و زن
ہم انشاء اللہ آگے چل کر سبز و خشن کے صوفیہ کا ذکر کر کے ثابت کر دیں گے کہ
انجیل نے اس کی تعلیم پر بھی زبردست اور دائمی اثر کیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ فلسفہ
اور حقوق نے اسلامی عمو غریبوں اور علم و اعتقاد پر کا کا اثر کر دیا ہے۔

اسلام نے دس صدیوں کے طویل عرصہ میں نہایت زیادہ مسلمانوں میں
مسیحی عقائد کو بڑھاتا رہا۔ چنانچہ مسیحی عقائد کا اثر نہایت عام طور پر ہم یہ کہہ
سکتے ہیں کہ اس عرصہ میں مسیحیت کے عقائد میں کوئی خاص فرق نمودار نہ ہوا اور
عقائد مذہبی رہے جو نہایت سے پہلے کلیسیا کے مسیحی عقائد تھے کلیسیاؤں
کے گرد و پیش کے حالات سے اس کے عقائد کو بڑھ کر کوئی اثر نہ کیا بلکہ مسیحی کلیسیا
آب و تاب اقلیت ہو گئی تھی۔ اس میں پہلی سیڑھی نہایت بھی نہ رہی تھی اور
بار بار کے حملوں اور بے دردی کی ایذا رسائیوں نے اس کو کمزور و آؤڑھل کر
دیا تھا۔ پندرہویں صدی کے آخر میں اس کی بہت بڑھ گئی تھی کہ وہ ایسی
ہے جس اور نیم جان ہو گئی تھی کہ اس میں بہت سکت نہ تھی۔

باب ششم مذہبی تحقیق اور مناظرے

ہائی اسلام کے زمانہ ہی سے عرب کے مسلمانوں اور مسیحیوں میں تباہ و تباہی
اور مذہبی جستجو کا ذوق شروع ہو گیا تھا۔ چنانچہ مسیحیوں میں ایک حدیث ہے
اور اس جریر نے خود حضرت مغیرہ سے ایک صحیح روایت لکھی ہے کہ حضرت
سخرہ کہنے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بخور کی طرف بھیجا۔ انہوں نے
مجھ سے پوچھا کیا تم قرآن میں میری کہ بت یا اخذ ہماروں میں پڑھتے
ہیں؟ جواب دیا کہ ہاں۔ پھر یہی پڑھتے ہیں اس پر انہوں نے کہا کیا
تم بیان کرتے ہو کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کے درمیان کتنا زمانہ گذرا ہے
میں زبان سکا کہ تم کہ میں سوال کا کیا جواب دوں۔ جب میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آیا تو میں نے آپ کو اس قدر خبر دی۔ انہوں نے
کہا تو نے کیوں یہ جواب دیا کہ نبی اسرائیل اپنے نبیوں اور صالحین کے نام
پر جو ان سے پہلے گذرے ہیں نام رکھتے ہیں؟ مطلب یہ کہ نبی مریم کو فرنگوں میں
اس نے ”ماروں کی بس“ کہ گیا ہے کیونکہ ان کے بھائی کا نام ہماروں تھا۔
یہ ہر کہ یہ جواب عیسائیوں کے سوال کا حقیقت جواب نہیں کیونکہ
یہ نہ کلی انفا سہ ہے۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ حضرت مریم کا کوئی

بھائی تھا چہ یاسینک اس کا نام دین چو! علاوہ انیس مہات بھی بعید از
قیاس ہے کہ بی بی مریم کے والد بزرگوار کا نام بھی عزت ہو جو مثنوی اور ہارون
کے باب کا نام تھا! اس معلوم ہوتا ہے کہ یہ یوحنا کسی یسوی تو مسلم نے گھڑ
تھا اور پھر حضرت محمد کے لئے جس کو اگلیا ہے پھر یوحنا کے نفس میں بھی نہ صرف
یہی جواب دیا جانا ہے بلکہ ان ناموں کی پوری تفصیل موجود ہے!!

صبح کلمہ کے بعد آنحضرت نے بھڑکے بشتب کو مارا کہ کواکھ اگر
تم اسلام قبول نہیں کرنا چاہتے تو تم کو ہمدی اطاعت قبول کرنا ہوگی
اور جزیہ ادا کرنا ہوگا۔ پس بشتب کو ہمارے مصر میں قیدیوں اور قیدیوں
کے آنحضرت کے پاس رہنا کہ جس وقت کے چورہ انھوں اس کے ہاتھ میں
خفارت دے دیئے گئے تھے جن میں بعد المسیح جب جہنم میں تھا جس
کی رائے میں پر مقدم بھی جاتی تھی۔ بشتب کو نہ بڑا ناہور و ناہر
تھا جو نہ صرف عرب کی مسیح کلیسیا میں بلکہ عرب کے ہر جہت میں زور
مستی تھا کیونکہ انھوں نے مسیح اپنے قیدیوں میں اپنے مسجد میں آئے۔
آنحضرت نے ان کو نہایت عزت و توقیر کے ساتھ مسجد میں لے کر جب ان
کی نماز کا وقت آیا اور انھوں نے نماز کرنی چاہی تو کسی بزرگمذہب نے
لیکن آپ نے جانت دی وہ انھوں نے مسجد میں جی نماز کی۔ آنحضرت
نے بشتب کو رشتہ و عبد المسیح اور ان کے ساتھ عرب و ت کے بعد قتل و کرنی
شروع کی۔ پہلے آپ نے ان کو قتل کے و حد کی طرف لے کر دھت دی۔
انھوں نے جواب دیا کہ ہم تو یہی خدا کو ادا دے گئے اور لا شرک یا نے
ہیں۔ آپ نے ان کو کہہ کر پھر تم مسیح کو خدا کا بیٹا کیوں کہتے ہو کہ انھوں نے
جواب دیا کہ اسے محمد تم ہی بتاؤ کہ علی کا باپ کون تھا۔ یہ ہیں کہ حضرت

خاموش ہو گئے وہ آپ نے سورہ اس عمران کی آیتیں پڑھیں اور
کہا۔ اسے یہ کتاب ایسی بات کی طرف آؤ جو تم سے دین
پر ہو کہ کہہ کر ان کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو
شریک کریں اور جدا تو چھوڑ کر ہم کسی اور سے کو معبود نہ بنائیں۔
یہاں یہ ذکر نہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب کے مشرکین
جنت پرست ہیں انھیں تھے کہ ان کے دواؤں اور دیولوں کی اور در پڑے ہیں
ہوتی ہیں۔ پس شرک ان جنت پرستوں کے خلاف۔ دین داتا ہے کہ خدا کے
بے بیٹے کیسے ہو سکتی ہیں جب اس کی کوئی بیوی ہی نہیں۔ اس دین کا
تعلق جسمانی ولادت سے ہے بلکہ عیسائی دین میں مسیح کو خدا کا بیٹا نہیں
مانتے تھے بلکہ اس خطاب سے ان کا مطلب محبوب ربانی تھا یعنی بیٹا۔
پس اس شخص کی دلیل عیسائیوں کے لئے بیک تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کی
دلیل کو عیسائیوں کے مقابل پیش ہی نہیں کرتے۔ اس دین کے مخالف صرف
جنت پرست کفار تھے۔

پھر آنحضرت نے عیسائیوں کو ہر کہنے کی دھت دی۔ خیر میں
اس کا ذکر لوس آئے جو شخص مجھ سے علم لے کے بعد جھگڑا کرتا ہے اس سے
دائے رعب کہہ کر آؤ۔ ایسی ولادت اور ہی عورتوں کو ادا ہے اب کو لاؤ۔ پھر
ہم میں ہر کہوں در نما کر جس کو ہم میں سے جو جھگڑا ہے اس پر خدا کی لعنت ہو
اور نہ انظر۔ تب یہ۔ پس آنحضرت نے بی بی فاطمہ اور امام حسن اور امام
حسین کو لے کر مباد کے لئے نکلے۔ بشتب کو ہمارے نے ہر کہنے سے
انکار کر دیا اور کہا کہ اسے محمد۔ ان میں وارد ہوئے کہ تم دشمن کا مقصد یہ کہ
جو تم سے دشمنی و حسد پر ہے چھوڑ دے اس کی طرف دوسرا بھی پھر دو۔ تم

اس سر میں میں آسمان ہوں چہاں سطور کی کلیس ہیں چوٹی تھی۔ یہی اُسیت
 ہوا دار اعلیٰ طرف میں تھیں مگر کے زمانہ میں مسند کی طرف وہ جہاں نہ کیا
 گیا کیونکہ اس وقت کے زمانہ میں شلوں جنگوں میں ہر مسئلہ رہنے تھے جس سے ان
 کو فرصت ہی نہ ملے۔ اور کچھ سلاطین نے جس کا بھی مسئلہ اس طرف نہ
 لیکر اس میں ہی مشغول رہے۔ تو اس سے یہی نادرہ و مفیالیت کرنے کی
 ہمت رکھتے تھے۔

جب ۱۳۶۷ء میں یروشلم کی غارت گری ہوئی تو انہوں نے
 مقدس مقام کی کچھ کو اس میں سے برباد کرنا شروع کیا۔ بغداد، اسلام، شہر
 کا مرکز تھا جس میں علم و ادب اور حکمت و فلسفہ چل چکے تھے۔ یروشلم
 یونانی علماء و طبقات کی صحبت میں رہتی تھی وہی اب ہر جہ میں ہارنیا
 رکھے تھے عربوں نے بھی ہر تہہ و نفیس کو برباد کرنا سیکھا اور انہی علماء سے
 انہوں نے علم الکلام کی تہذیب کا پس منظر سیکھا۔ یہ ایسا فن تھا جس میں
 جیسے ان کی فکر کرتے تھے۔ یہ فلسفی و فاضل باطل و حق کی کلیسیا کی مخالفت
 نہ رہ جان کہ کچھ کے منہ پر وہی تسلیم کرتی ہے۔

جب اسلامی مکتب کی سرکاری ہی عربی ہو گئی تو دوسروں کے
 اندر بھی دیکھ کر ایک دوسرے کے طور پر شروع کرنا یہ تہذیب تہذیب
 و فاضل سے بچنے کا وقت ہوئے۔ گوئیسیا کیوں کو قرآن پڑھنے اور پڑھنے
 = Nicholson, Literary History of the
 Arabs. ۱۹۱۶. 221.

= Von Kremer, History of Islamic
 Civilisation. Page 8-9.

کے معاملہ میں عقیدہ کا اختلاف تھا۔ بین چہاں ہم جو عقیدہ اس بات کی حیثیت
 دیتا ہے۔ وہ مذہبی یا کفریہ تو یہ کس سے کہیں یا نہیں کو چاہئے کہ قرآن
 کو پڑھیں نہ کہ وہ سلام سے وقف ہو سکیں دوسری طرف وہ بھی کہتا ہے
 کہ کافر کو قرآن پڑھنا کفر کی جہالت ہے۔ دینی ہے جسے مذہب واکہ وہ اس کی کس
 کہے کہ وہ کہ وہ شہرہ و رسوم کا عقیدہ ہو تا ہے۔ لیکن جب دو مذاہب کے
 سرور ایک دوسرے کے عقیدوں سے چھپ رہے ہیں تو ان کے پیادہ عقیدہ
 تک ہی قسم کے ہوں کہ اس میں سے ایک کے لئے صاحبان ان کا دوسرے
 کے اعتقاد درست ہوں تو یہ ہر ماہر ہو جاتا ہے کہ اس میں اختلاف ہو اور یہ
 اہلک و بعض جہتوں میں محبت اور عقیدہ کی صورت اختیار کرے۔ یہ
 کسی کے پس کی بات نہیں رہی کہ وہ ایک دوسرے کے مذہبی عقیدات
 اور عقیدہ مقدسہ کو دینی بات سے بگڑتی وقف ہو رہے ہیں۔ دینی کوئی
 وقف کو ایک جہد میں کسے کہ وہ تک ایک مذہب میں ہیں۔

یہ بات درجی۔ ممکن ہو جاتی ہے جب مسلمانوں کی مسجد میں
 حبیب مجوس کے گرجے اور عہد دم ہونے سے پہلے گئے تھے) ایک ہی شہر میں
 ہوں۔ بین چہاں اختلاف رہے۔ ان میں جہاں مسجدیں عالی شان اور
 نمک شگفت مسجدیں کے منار سے تھے وہاں گرجے بھی موجود
 تھے شہر پر ترم۔ دہر شمعونی۔ دہر نقاب۔ دہر ووت۔ دہر دمالس۔
 دہر سمالو۔ دہر شادی۔ دہر عاصیہ۔ دہر سزینقیہ۔ دہر زمرہ وغیرہ
 جن کے حالات حکم الہیوں میں لکھے ہیں۔ علاوہ انہیں مسلمانوں کا مرکز
 مسودہ تہذیب میں تھا جس کے لئے شہر عیسائی کے مضبوط
 گروہ تھے۔ بغداد مشرق و مغرب کے تجارتی راستہ

میں کنڈ کا شہر تھا جس کو سلطوری بھی تہہ براسنہاں رہتے تھے۔ شام کے
کے مشہور مسیحیوں کا کلیسیا بھی یہی تھا۔ درانہا کے حوالے سے شہروں میں قصور جو
حقارتی و منوں میں رہے یہ کہ شہر تھے۔ ان مرکزوں سے سلطوری در لعلی
مسیحی سنیوں جیسا ہم آگے چل کر بتلائیے گا دور دراز ممالک، وسط ایشیا،
ہندوستان اور چین۔ یہ ممالک نہایت تک حارسے تھے۔ پس یہ ناممکن امر تھا کہ
مسیحیوں اور مسیحی ایک دوسرے کے مذاہب کا مذاکرہ کر سکیں اور وہ شرف وغیرہ
سے واقف رہتے۔

گو مسیحیوں کو واقفیت اس بات سے پہنچ گئی تھی کہ مسیحی قرآن کا مطالعہ
کریں لیکن مسیحیوں کے تفسیر اور شہر کو کوشش تھا کہ اس اسلام انجیل جیسے
کو پڑھیں اور صحاح سے مل کر اس کی کتب مقدسہ بنائی، سرکاری، قبضی
وغیرہ ذرائعوں میں ترجمہ ہو چکی تھی جس کا ہم مفصل ذکر اسی کتاب صحت کتب مقدسہ
میں کر چکے ہیں۔ خلفائے راشدین یونانی زبان اور عربی زبان کی کتابیں عربی
میں منتقل ہو رہی تھیں۔ در۔ ممکن نہ تھا کہ وہ اصل مسیحی متن میں شک
و شبہ و طلب و غیرہ امور نہ کرتے بلکہ مقدس کتب کا عربی میں ترجمہ

کرتے یا انھوں میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان ترجموں میں یہ بعض غلطیاں درج ہیں
تھیں۔ حباب اسلامی ممالک مصر، شام، عراق، ایران، مصر وغیرہ میں عربی زبان
پر جگہ دو ہو گئی۔ مسیحی کلیسیا نے فتلا مانے پر بلکہ میں عربی میں مسیحی لٹریچر
کا اضافہ کر دیا۔ پینا جہ تیسویں صدی میں بلوگر عربی میں ترجمہ ہو گیا۔ در پھر
پاپا کے دور میں جس کا ترجمہ کیا گیا۔ اس ایک مقصد کو حاصل کرنے پر
مفتوری۔ سلطوری اور قبضی و شرف مسیحی قوم نے بڑے بڑے تھے شہر اور کتب
مقدس کے مضاف میں سے جیسا ہم آگے چل کر بتلائیے گا جوئی واقف تھے کیونکہ

اہلادی مسیحی صدیوں سے جیسا ہم اپنی کتاب صحت کتب مقدسہ میں بتلا
چکے ہیں، ہم سب کے مذاہب کی مختلف شاخوں نے پاپا کا ترجمہ افریقیہ اور مغربی
ایشیا کے تمام ممالک کی زبانوں میں کر دیا تھا۔ جس سے وہم یہ کہ تیسویں و چوتھی
صدی میں بلوگر کتاب کا ترجمہ نامی میں موجود تھا۔ ہونکلاس ترجمہ ایک نقل
و ترجمہ انتہائی صحیح و درست ہے۔ اسے ہمزاد کتب ایک مسودہ سے حاصل
کی گئی۔ یہ ترجمہ درسی میں تھا کہ وہ غیر اشرافیہ میں تھا، عارف اور اس کا ترجمہ
ایران کا ایک یودی تھا۔ ان میں درج کیا جہاں کی زبان میں کیا گیا تھا۔ اس
خلفائے اسلامی ملک کے نام۔ ان میں مسیحی کتب مقدسہ کا ترجمہ عربی میں
موجود تھا جس کو بل اسلامانی، در۔ میں میں پڑھ سکے تھے۔

۲۳

عہد خلفائے مسیحی کلیسیا میں ایک سے ایک طرح کا کام نئے میں سے
بعض نے مشرق، مغرب، کلیسیاؤں میں دو عربی زبان میں کیا۔ خلفائے
مشرق کے وقت کے۔ ان میں مسیحیوں نے مسیحیوں کے میں میں کا ذکر
ہم پہلے ہو کر آئے ہیں۔ یہ بزرگ اشرافیہ کا ترجمہ تھا جس کو
تصنیفات نے۔ ان میں مسیحیوں نے مسیحیوں کے میں میں کا ذکر
کیا یا پلٹ دی تھی۔ اسلامی مسیحیوں نے مسیحیوں کے میں میں کا ذکر
مشرق کی تصنیفات میں بلکہ کام کی ہیں۔ اس کا ترجمہ اسلام کی ابتدا کا ترجمہ
تھا کیونکہ وہ آٹھویں صدی کے میں میں سے پہلے فوٹ ہو گیا تھا۔ اور اس
کے اپنی کتابوں کو اسلام کے، اہلادی ترجمہ کے مضاف میں لکھا تھا۔ وہ قرآن کے

Dr. Jerome Xavier S. J. and the
Muslims of the Moghul Empire
pp 24-25.

[illegible]

مقصود کے انجام کو ذرا بعد پانچ دوسری بات ہے۔ اگر کوئی مسلمان کو حبیب
کو پسند دے اور اس کے سامنے بھٹکے کے لئے غلغلہ دے تو جو اس کے کو
کہ خود جہاں اس کو پسند ہے ہر وہ شخص ایک شخص جہاں کسی زمانہ
میں ایک عبوداً و دینت تھا جس پر بھی کسی بھٹن مرنے میں حبیب
خدا مدد و نجات کی ہمیں یاد دلانی ہے۔ ہم اپنے نبی کی دین اس کو پسند
دیتے ہیں جس طرح ہم حبیبہ کے تخت کو تعظیم فرماتے ہیں۔

(4)

تاریخ نے انقبیاس سے خود نا حقد کر۔ چونکہ مقدس نوشتے
میں کاثر بحر ربط ہرگز نہ بتا ہے۔ اس نے عدم درجہ میں نہ پہنچا ہے۔ چہ
میں کا مقدس عرب نہ لکھا کہ کسی کلیسا کے نہ کا واحد م قیوں کر کے سے باز
میں یعنی اس کا مقدس نص یہ فوائد ہیں درجہ اول نہ تھا۔ اس نے نہ میں حبیب
میں کلیسا میں سالانہ تقب میں کیوں نہ ہو۔ یعنی وہ اسلامی مذہب اور اس کا
ہر طرف سے عیسائی مذہب سے ہے اور حشر نہ ہو کہ کسی کلیسا کے نہ کہ عیسائی مذہب
تقدم نہ ہو۔ لیکن یہ مقدس نوشتے کہ درجہ اول میں مقدس نص نہ ہو کہ میں کلیسا
نہ کہ عیسائی مذہب سے ہے۔ اول یہ وہ میں درجہ اول و دوم اس مذہب کے نص
کر کے ہے ہرگز نہ ہو۔ یعنی وہ اسلامی مذہب کے عشر نص نہ کو فتح کر کے نہ ہو کہ
یعنی بحق ہر باب دینے پر ہی لکھ کرے تھے۔

ماہنامہ "نور" میں بڑا ٹکڑہا ہے کہ مسلمانوں کو یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ

اس بات کو ایک مثال کے طور پر آپ کو سمجھانا چاہوں۔ جب وہ دن کے وقت آفتاب
عالمِ کتاب چمکتا ہے، نو ستاروں کی روشنی نہیں رہتی، یکساں آفتاب ستاروں پر روشنی
نہیں پڑتا۔ اسی طرح مسیح کے کامل دین کے سامنے شریعت کی روشنی مایہ دہ
جاتی ہے۔ خلیفہ نے پوچھا کیا قرآن نے انجیل کو منسوخ نہیں کیا؟ پیر یارک نے
جواب دیا کہ خدا نے یسوعی شریعت کی نسبت اپنے انبیاء کے ذریعہ جو بھی
۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵۸۵-۱۵۸۶-۱۵۸۷-۱۵۸۸-۱۵۸۹-۱۵۹۰-۱۵۹۱-۱۵۹۲-۱۵۹۳-۱۵۹۴-۱۵۹۵-۱۵۹۶-۱۵۹۷-۱۵۹۸-۱۵۹۹-۱۶۰۰-۱۶۰۱-۱۶۰۲-۱۶۰۳-۱۶۰۴-۱۶۰۵-۱۶۰۶-۱۶۰۷-۱۶۰۸-۱۶۰۹-۱۶۱۰-۱۶۱۱-۱۶۱۲-۱۶۱۳-۱۶۱۴-۱۶۱۵-۱۶۱۶-۱۶۱۷-۱۶۱۸-۱۶۱۹-۱۶۲۰-۱۶۲۱-۱۶۲۲-۱۶۲۳-۱۶۲۴-۱۶۲۵-۱۶۲۶-۱۶۲۷-۱۶۲۸-۱۶۲۹-۱۶۳۰-۱۶۳۱-۱۶۳۲-۱۶۳۳-۱۶۳۴-۱۶۳۵-۱۶۳۶-۱۶۳۷-۱۶۳۸-۱۶۳۹-۱۶۴۰-۱۶۴۱-۱۶۴۲-۱۶۴۳-۱۶۴۴-۱۶۴۵-۱۶۴۶-۱۶۴۷-۱۶۴۸-۱۶۴۹-۱۶۵۰-۱۶۵۱-۱۶۵۲-۱۶۵۳-۱۶۵۴-۱۶۵۵-۱۶۵۶-۱۶۵۷-۱۶۵۸-۱۶۵۹-۱۶۶۰-۱۶۶۱-۱۶۶۲-۱۶۶۳-۱۶۶۴-۱۶۶۵-۱۶۶۶-۱۶۶۷-۱۶۶۸-۱۶۶۹-۱۶۷۰-۱۶۷۱-۱۶۷۲-۱۶۷۳-۱۶۷۴-۱۶۷۵-۱۶۷۶-۱۶۷۷-۱۶۷۸-۱۶۷۹-۱۶۸۰-۱۶۸۱-۱۶۸۲-۱۶۸۳-۱۶۸۴-۱۶۸۵-۱۶۸۶-۱۶۸۷-۱۶۸۸-۱۶۸۹-۱۶۹۰-۱۶۹۱-۱۶۹۲-۱۶۹۳-۱۶۹۴-۱۶۹۵-۱۶۹۶-۱۶۹۷-۱۶۹۸-۱۶۹۹-۱۷۰۰-۱۷۰۱-۱۷۰۲-۱۷۰۳-۱۷۰۴-۱۷۰۵-۱۷۰۶-۱۷۰۷-۱۷۰۸-۱۷۰۹-۱۷۱۰-۱۷۱۱-۱۷۱۲-۱۷۱۳-۱۷۱۴-۱۷۱۵-۱۷۱۶-۱۷۱۷-۱۷۱۸-۱۷۱۹-۱۷۲۰-۱۷۲۱-۱۷۲۲-۱۷۲۳-۱۷۲۴-۱۷۲۵-۱۷۲۶-۱۷۲۷-۱۷۲۸-۱۷۲۹-۱۷۳۰-۱۷۳۱-۱۷۳۲-۱۷۳۳-۱۷۳۴-۱۷۳۵-۱۷۳۶-۱۷۳۷-۱۷۳۸-۱۷۳۹-۱۷۴۰-۱۷۴۱-۱۷۴۲-۱۷۴۳-۱۷۴۴-۱۷۴۵-۱۷۴۶-۱۷۴۷-۱۷۴۸-۱۷۴۹-۱۷۵۰-۱۷۵۱-۱۷۵۲-۱

اگر آپ کا دل نہ صحت ہے تو وہ غیر مؤثر نسخہ کلام ہے جس سے مقابلہ کر کے آپ کو پالیسی اور کو محرم ہو گیا اور نہ یہ انہیں مقدس حضرت خدیجی ہو سکتی ہے۔ کیا اس نسخہ کا میں ذکر پایا جانا ہے۔ پھر آپ پہلی بنیاد میں کہ مسیحیوں کو حضرت تک پستیمو مال غیبی سے ناسخ کرنے سے کہاں مدد ہوگا۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ مختلف کلیسیائی فرقے ایک دوسرے کے غریب ہیں کمال کلیسیائی سامعین کے ساتھ کہ مختلف عیسائی مقدس پرہیزگاری ہیں۔ وہ کبھی طرح ان کو صرف کر سکتے تھے۔ آپ کو معلوم ہے کہ کورنثیوں کے مختلف ہیروؤں میں مسیح کی عیسائی گوتیں موجود ہیں لیکن موجود ہیں۔ ان کو راج نہ کیا وہ نہ کہہ سکتے تھے۔ لہذا یہاں اگر مسیحی ہی کتب مقدسہ کو حقیقت کیلئے کی جرات ہی کرتے تو آپ ہی تہذیب کو وہ ان مسیحیوں کو جو ان ہیروؤں کے بعد ہیں میں اس طرح صرف کر سکتے تھے۔ ایک دور میں آپ غور کریں مسیحی ہیں عیسائی کہ بدعتی اور ان مقامات کو بدعتی میں برتری مسیحی عمر بنی کر رہے ہیں۔ تہذیب کی مسیحی تہذیب اس میں بدعتی کیا۔ وہ کھو، درخت کی لہذا وہ تہذیب کو چھوڑ ہو گیا۔ اس نے خستہ سے نظر کر۔ اس کو ذرا قیامت، شتم نہ کر۔ اس نے خستہ راہ راہ آواز آواز آواز آواز۔ وہ مسئلہ کیا گیا۔ درجن ہو درجن ہو۔ ایسے عیسائی ہیں موجود۔ لیکن میں مجسمہ پائی جاں ہیں۔ ان کو سب ج نہیں کہا۔ حلقہ نے مستند کیا اور حقیقت کی بہت کو جس میں بدعتی ہے، ذکر ہے۔ میں کہا کہ یہ تہذیب کی کتاب مقدس میں موجود ہیں۔ بدعتی بارک نے جو پڑایا کہ اگر آپ ان حقیقت حضرت تمہارے پیشین گوئیوں میں تو آپ یہ یاد رکھو کہ غلط ہو گا کہ مسیحیوں نے وہ مقامات جنہیں سب منفرد سے نکال دیئے ہیں جس میں آنحضرت کی پیشین گوئیوں ہیں۔ پھر کہہ کہ اگر

ماہرین دارالعلوم "میں آئے تھے۔ عدم بحسب وہ بہتر تھے مگر مقررہ مقررہ تھے۔ مائوں
 خود مشاہدوں ہیں حضرت ائمہ اہل سنت و جماعت سے منہاج و تہذیب کرتی تھیں
 انہیں بھی مائوں کے خوش میں آید چھٹی جانا تو خلیفہ بڑی مشانت اور جبرے
 کام سے کران کی دلائل پوچھت تھے۔

مسیحی عقیدہ قدرتی طور پر اس دور و فساد سے نہ بچا تھا کہ مشاہدوں
 میں ترکیب ہوتے تھے۔ اس عہد کے کسی علمائے حق کے تہذیب و تہذیب دور
 اٹھو تو وہ ان کا خاص طور پر قیل ذکر ہے۔ بہر حال متقدمین کو عیسائی و مسیحی کے
 سبب بات اور بیانی سے اس بات پر تھا کہ اس کو حق کا شاگرد رہنا سیدھا
 حاصل تھا۔ اس پر درست فاضل نے مسیحیت اور اسلام پر کیا میں بھی
 تفصیل کس تا کہ عیسائی اپنے مذہب کی نفی سے واقف ہو کر اندھ و حسد
 اسلام کو مائوں سے کہیں۔ اس کا مقصد بھی جارحانہ تھا میں وہ اسلام پر بھی
 کہنے کی بجائے مسیحی تعلیم و مسلمانوں کی زد سے بچنے پر ہی اقامت کرتے تھے۔
 تھوڑے وقت بعد مائوں کے دربار میں شہان فاضل ہاشمی سے بحث کیا
 کرتا تھا۔ جب آپ ان کے طور پر چند مثالیں مختصر طور پر پیش کر کے
 ہیں۔ حسب تھوڑے سے سوال کیا گیا کہ خداوند مسیح خدا کے برابر ازل کیسے
 ہو سکتے تھے۔ اس نے قرآن کی آیات اور پچھلے سن کیوں طریق نے
 اس بات پر تھان کر کہ وہ خدا کا کلمہ اذیض و اذیض ہے۔ تھوڑے وقت بعد یہ
 ثابت کرنا کہ مسیح مخلوق نہ تھا بلکہ خلق کرنے والے تھا اور کہ کلمہ اللہ کل
 صداقت اور کائنات کو پیدا کرنے کا وسیلہ تھا۔ مجھ نے آخر قرآن جو کتب ہے کہ مسیح
 "مخالف" تھا اور "بادن اللہ" تھا اس پر تھان کرنا کہ وہ مسیح بحیثیت
 خدا کا کلمہ ہونے کے خشت کا وسیلہ تھا۔ اس کے بعد اس نے قرآن کی آیت

دیکھ کر اس نے کہا کہ اگر خدا پہلے سے جانتا تھا تو اس نے تہذیب سے
 کیوں سوال کر کے پوچھا۔ اسلامی مناظر نے ایک اور اعتراض کیا کہ اگر مسیح
 خدا کا کلمہ تھا تو خدا کی سبب پر مر گیا۔ اس کے جواب میں تھوڑے وقت کی آیت
 میں کو پیش کرنا ہے۔ پھر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حسب مسیح زمین پر تھا، وہ
 اس زمین میں انسان کی طرح زندگی بسر کرتا تھا تو کیا خدا روح اقدس کلمہ کے بغیر
 ہو سکتا تھا۔ اس کے جواب میں تھوڑے وقت نے کہا کہ خدا ارماں و مکان کی فیروز
 سے بلند والا ہے اس واسطے کہ اللہ آسمان و زمین پر ہر جگہ اور ہر وقت
 حاضر تھا۔

مائوں کے عہد میں ایک آدمی تھا جس کی کتاب رسالہ انگندی
 آپ بھی موجود ہے اور اس کا رد میں رحمد ہو گیا ہے۔ یہ رسالہ مشہور نہیں
 تھا۔ اور مشہور مصنف بہرہ رونی متاخر درجہ ہے۔ کے دربار اس
 کار کرنا ہے۔ ماہرینوں کے الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں کہ مصنف کے بعد
 صدیوں تک یہ رسالہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے ہاتھوں میں تھا۔ اور کہ یہ
 مصنف اس کو اپنا مشن سمجھتا ہے کہ اس رسالہ میں سے مذہب عیسائیہ
 کا خواہ وہ ہے۔ جب ہم اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم کو گم گشت
 حیرت ہوتی ہے کہ اس کتاب کا رسالہ ایک مسلمان جس کے عہد میں لکھا گیا اس کا
 اور کہ مصنف مائوں کے بعد بھی صدیوں تک وہ عقیدہ رہا اور اسلامی مائوں
 میں بھی جوتا رہا۔ حق تو یہ ہے کہ ہم قدیم مسیحی لٹریچر میں جو اسلامی مائوں
 میں بھی گئی یہ رسالہ اس لحاظ سے آپ کی اپنی نظیر ہے۔

اس پر درست رسالہ کا مصنف عہد مسیح میں اسحاق الکنیدی تھا
 وہ عرب قبیلہ بنی کنندہ کا ایک ممتاز فرد تھا۔ یہ قبیلہ پانچویں صدی

و تو ہے نصف ٹھہر گیا دم۔ مر بات میں جبری کسی دم کی ملامت کی بھی پروا
ہیں کر ٹیکے۔ خدا نے تیرا جمل تیری پادشہ کے ہے۔

نبی علیہ السلام کو جو بے عسکر و لشکر ہاشمی کو بلا تو خلیفہ مائوس نے
حکم دیا کہ دولہا عطا عبد اللہ ہاشمی کا منہ عبد اللہ کے جواب میں کہے دو
چھ بھائیوں میں اس نے دونوں کو نہایت عورت سے شاد۔ جب عبد اللہ کا خط ختم
ہوا تو مائوس نے کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہ کیا بلکہ کہا "میں دعا میں دو ہی
ہوں۔ ایک تمہیں کامیاب اور دوسرا آخرت کا دوس۔ دنیا کا دوس تو کسی مذہب سے
لیکن آخرت کا دوس عیسائیوں کا دوس ہے۔ پر صحیح دین تو حید کا ہے جو ہمارے
حضرت لکھتے ہیں کہ تو اس میں زمین و آسمان و آسمان و زمین کا دوس ہے۔"

مغربی حکام کے بہت سی مصنفین نے عبد اللہ کے بارے میں یہ کہی کہ وہی کے نام
کو اسلام کے زیر دست خداوند حضرت ابوبکر کے حق کنہی کے ساتھ
عطا ملک کے بغیر لکھ دیا کہ وہ دوسرا ایک ہی شخص تھے۔ لیکن یہ دونوں ظالم
و مختلف شخص تھے اگر دونوں عبد اللہ کے تھے۔ ابوالحسن مسلم بن الحجاج
در تاریخ اسلام میں مدخل اسٹرہو ہے۔ کوئی دوسرا مسلمان اس کے بارے میں
چینے سکا۔ وہ بھی خلیفہ مائوس کا چہرہ تھا اور شیخہ مصنف کے زمانہ میں یہ روایت
تھا۔ اس مسلمان نے اس سفر کے مشورے سے انکار کیا۔ ایک کتاب بھی لکھی تھی
جس کا مایوس عبد اللہ کی طرف سے بھی فاضل بھی بنی عربی قبول نہیں کرتے
ہو تھا۔

اسلامی مملکت کے دیگر مسلمانوں میں اب بھی عبد اللہ کے بارے میں یہ کہی جاتی تھی
سے منہ خراب کر کے کہ اس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ اس کا
بعض اوقات یہ نتیجہ ہوتا تھا کہ بعض مسیحی صلیبیوں نے اس سے اسلام پوچھا

ہے آتے تھے۔ اس کے علاوہ مسلمان تاجروں نے بھی اسلام کی تبلیغ و
شاعت میں بڑا حصہ لیا۔ وہ جہاں بھی جلتے تھے اپنے مذہب کی تبلیغ
کرتے تھے۔

لیکن چوتھی سے پندرہویں صدی تک یہودیوں کی کیونکہ اسلام میں حبس کے
قوانین اور شریعت اور اذکار و حیرت سے کوئی مسلمان خواہ وہ کبھی تعلیم کے
لگتا ہی متاثر نہ ہوا اور اسلام کو ترک کر کے مسیحیت کے حلقہ میں نہیں
آنا چاہتا تھا۔ لیکن عیسائیوں کو اپنے مذہب تبدیل کرنے میں کئی وقت
بیش آنی پتی میں مسیحی مسلمانوں کی دلائل سے عاجز ہوا کہ اسلام کو کاسائی
نامہ دیا کر سکے تھے۔ یہ تبدیلی خاص کر اسے جانتے ہوئی بھی جس کا نام
کلب کی پڑیس درونی تقریروں نے باعث کھوکھلی ہوئی تھیں یا جس نے نصر
اور افریقہ کے ممالک کی طرح فسیس خود جاہل اور بے علم ہوتے تھے جس کی
وجہ سے وہ مجسم نما کے اعتراضات اور دلائل کا جواب نہیں دے سکتے تھے۔

(۷)

سیدہ آماں کی وفات ۱۱۳۳ھ مطابق ۱۷۳۳ء کے ساتھ ہی اسلامی
مملکت میں ختم ہوئی اور فتنہ کی شہسو ختم ہونے شروع ہو گئے۔ یہ خلیفہ مقتدر
و یک سیاسی مزاج آدمی تھا۔ اس کا عاشرین خلیفہ بنی اس سے بھی بگڑا
تھا۔ اس ختم کے حکم کے بعد میں علم و فضل و تحقیق و ترقی کے وسائل کی طرف
دھیان نہیں دیا جاتا تھا۔ پس اسلام کا تیسرا زمانہ جس میں حکمت و فلسفہ اور
علوم و فنون کا چرچا ہوتا رہتا تھا ختم ہو گیا۔ کیونکہ اب حکمرانوں کی سرپرستی
اور مدد ختم ہو گئی تھی۔ ایسے گو سلامی سطس میں ختم و حکمت و ماضی کی
حاستان ہو گئی تھی۔ کتبیا میں ایسے علماء اور فضلاء برپا ہوتے تھے جنہوں نے

سمجھا تاچوں جس طرح آفتاب سے روشنی پیدا ہوتی ہے، اسی آفتاب سے اگلا
 صدارت ہوتی ہے اسی طرح جوہر باپ ہے جس سے کلہ برآمد ہوتا ہے۔ اور
 روح اللہ تا جو زندگ ہے وہ کسی دوسرے صدارت کوئی۔ پھر اس حکم اختلاف
 خدا کو کسی حقیقت سے نہیں کر سکتے اور نہ کہتے ہیں کیونکہ خدا کا جو ہر ذات ایک
 شے ہے اور اس کی صفات اور شے ہیں۔ دونوں میں بھی خدا کی ذات اور صفات
 میں فرق ہے۔ ذہن پرے ہلے غور سے شب بیاہ کے دلائل کو سن کر کہا کہ
 اگر آپ کی بات صحیح ہے تو پھر مسیحیت بھی توحید الہی کی مثال ہے اور آپ بھی ہماری
 طرح ایک واحد خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ بت پرست نے جواب دیا کہ ہاں فرق صرف
 یہ ہے کہ آپ وحدت پر ایمان رکھتے ہیں۔ جبکہ میں جو علم و فلسفہ کے ذریعہ غلط ثابت ہوتی
 ہے کیونکہ میں وحدت پر ایمان رکھتا ہوں۔ یہ وہ وحدت ہے جس کی ہم شکیست فی الحقیقت
 وحدت کی انتہیت کے نشانی ہیں کیونکہ وحدت اور فلسفہ میں کسی وحدت کے
 متقاضی ہیں۔ ہمارے دشمن ہم پر یہ ٹھکت لگاتے ہیں کہ ہم تین خداؤں پر
 ایمان رکھتے ہیں۔

فلسفہ دین میں بھی بعض ذہینہ شخص ایسے تھے جو وحدت الہی سے
 مسیحی خدا وحدہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے تھے۔ یہاں شریعت دین رسال
 و کتاب ہے کہتا ہے کہ جو یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا میں تین شخصیتیں ہیں تو
 ان کا مطالعہ یہ ہوتا ہے کہ خدا کے واحد ذات میں تین شے ہیں یعنی وحدہ
 زندگ اور علم جس کو وہ باپ یا بیٹا اور روح اللہ کا نام دیتے ہیں۔

جب وہ ان کے بعد متوال دار و عہدہ تا فلسفہ غلط ہو تو اس
 نے مسیحیت اسلامی کے احیاء کی طرف توجہ دی۔ مسیحی کلیسیاؤں کی مدد سے وہ
 پھر لوٹ گئے اس نے مسیحی کلیسیاؤں پر جوہر و تشدد سے کام لیا اور صرف

مسیحی حکومت کی بلازمت میں تھے وہ سب نکال دئے گئے۔ تیار اور خیالات
 کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ فلاسفہ اور حیرت حکومت کی سرپرستی سے محروم کر
 دیئے گئے۔ اس کے بعد ملقا علم و حکمت سے سزا دیے۔ اسلامی مملکت
 میں پھر فقہاء اور علماء کا دور ہو گیا۔ مشہور عرب فلاسفہ ابو یوسف یعقوب
 بن اسحق کنیری کا انتقال ضبطہ محمد از شہرستان ۳۵۰ھ کے مرنے سے
 قریباً اٹھارہ سال پہلے ہو چکا تھا۔ یہ خلیفہ اپنے باپ متوال کی طرح علوم عقلیہ
 سے اس قدر سزا تھا کہ اس نے اپنے مرنے سے قبل اپنا کتب فروختوں
 سے سلف، انجو لیا کہ وہ ذہن حکمت و فلسفہ کی کتب فروخت کر دیں گے اور
 دینا ظہر کی کوئی کتب فروخت کرینگے۔ جب مشہور اسلامی فلسفہ دان فخری
 (تاریخ پیداشت ۵۹۰ھ) خراسان سے تحصیل علم کی خاطر بغداد آیا تو مہ
 دار کا خدشہ میں اس کو ایک نام شخص بھی ہوا۔ یہاں جو اس کو علم و فلسفہ کی
 تعلیم دے ہیں اس نے مسیحی کلیسیا کے سربراہان و علماء کو جان خریدی اس سے
 فلسفہ کی تعلیم حاصل کی۔ جب وہ تحصیل علم سے فارغ ہو چکا تو اس کو کوئی
 شہنشاہ نے یہاں اس سے حکمت و فلسفہ سیکھا۔ اس کے شاگرد مسیحی کلیسیا کے
 افراد تھے جن میں بھی بن عدی کی نام قابل ذکر ہے۔ یہ مسیحی عالم اور فقیہ فرقہ سے
 تعلق رکھتا تھا۔ میں جب حکومت اسلامی کے حکم و حکمت کا چرخ چھڑا
 دیا تھا اس زمانہ میں بھی مسیحی کلیسیاؤں میں ایسے فاضل فہمیں اور کلیسیا
 کے شرکاء تھے جو صرف علم اور فلسفہ اور حکمت کے طالب تھے بلکہ ان علوم
 میں سربراہان و مدد تھے۔ حوادث زمانہ ان کے علمی ذوق کوٹھڑے سے کیونکہ ان کا
 ذوق حکومت کی سرپرستی سے متغی تھا۔ اسلامی حکومت کی مدد سے صدر یوں تھے
 یہ ذوق ان کا خزانے اغیاز تھا۔ ماشوں کی حکومت نے ان میں اس ذوق کو

اس کے پیشہ ہم ثانی کے زمانہ میں یہ کتب خانہ چلا دیا گیا تاکہ بھولے بھائے
 مسلمانوں کا عقیدہ خراب نہ ہو جائے بلکہ کتب خانہ دنیا ضعیفوں سے فلسفہ اور
 معتدلات کی کتب سے تمام مشغول ہو جائیں اور عیسائیوں کو فائدہ پہنچا
 تھا اور مختلف مذہبوں کے پیروؤں میں بھی تعلقات کی بھرپور تہذیب و اداری
 جاری ہو گئی تھی۔ یہ وہ دور تھا کہ برادری قائم ہوئی تھی۔ لیکن اس کے مزید کے بعد
 حکمت و فلسفہ کی روشنی پھر مٹنے لگی اور اسلام و فلسفہ کے مصادم سے
 پریشانی پیدا ہو گئی جو بدھ مت کی جڑوں کو ہلکا کر دے فلسفہ کے انہماک کو کچل
 مان کر اسلامی تعلیمات میں لٹکا کر دیا۔ جبکہ یہاں پر اسلام کا جہاد تھا۔ ورنہ اس کی
 حالت اور وہی تھی جیسے مسیحیت کے زمانہ سے بھی بدتر ہو گئی جس سے دھرم ہائم
 برابر کر چکے ہیں، اب بالفارقیہ اسلامی کے بیٹے کے کتب خانہ کو جلا کر رکھنے کا
 ڈھیر بنا دیا گیا۔ مغرب میں جیسے فلسفہ منقسم ہے، اسی طرح خاص حکمرانوں سے
 قائم کیا کہ فلسفہ حکمت و منطق کا نام اس سرچرگ سے ہٹایا گیا جس اور ان کو مذہب
 اس میں گریہ پڑے۔ جو لوگ اس نام کی مجلس میں مسعود کے نام کو سمجھ رہے ہیں
 اور مذہب میں دی گئیں۔ اس حکم سے قطعاً ہم یہ بھی اور علم مذہب کی کتابیں بچ رہیں
 کہ کون کون دہشت کے گھنٹوں کو اور ماز کا وقت اور سمت تبدیل کی تعین میں لگی

اور بد پرانی تھی

اس سے نصف ماحول میں علم و فلسفہ کی پرورش ہو سکتی تھی اور نہ ہوئی۔
 سکون اور سازگار حالات میں بھی کثرت کو چھوڑ دیا تاکہ کتب خانہ میں اس زمانہ جیسا
 زور مذہب قائم اور فلسفہ پیدا ہو۔ مگر جو مونی پھر لوگ اس اصرار کا حلیہ ہے
 کہ اس پر کسی بہبودی کو مسلمہ ملان سے تھا جس طرح امام ابوحنیفہ ایک
 نو مسلم ہونے سے تھا اور ابن رشد مغرب و مہاجرت ہے۔

مگر ہم مشیل لکھتے ہیں اس رشد نے محمد بن کے دور حکومت میں نشوونما
 حاصل کیا تھا۔ اس سلسلہ کے اکثر تاجداروں نے خود حضرت کی بنیاد مذہب
 کی سطح پر قائم کی تھی۔ حکومت کا صدوق تھا اور کاش تھی جو بل بدوں کا گلیا منبع
 تھا اور جہاں ہر طرف بدعت اور سادہ عربیت کے آثار نظر آنے لگے یہ سلطنت
 کی ملکی فتنہ تھی اس مانت پر وہ تھی کہ مذہبی جوش کو زنی دی جائے جس کا
 نے اسپین کے کہ جتنے دہائے تھے اس کے مفاد میں نمایاں جوش کی فتنہ سے
 خود درگاہی پر کسی بھی اور شخص نے جو اس سلسلہ کا تفسیر تاجدار تھا اس پر
 سے کام لے کر خدا نہیں عظیم انسان شروعات حاصل کی تھی۔

اس حالات میں اس سلسلہ کے فلسفہ کو تہذیب کی مارتوں اس۔۔۔ کا
 امتداد ماحول کی کہ اس کے فلسفہ کا پس۔۔۔ میں نے مسعودی سے مل کر جو
 جمہور اسلام کے فلاسفہ تھے تمام مذہبی شلایا کہ افلاک ل ہیں اس کو خدا نے
 پیدا نہیں کیا بلکہ صرف اس کی حرکت کا خیال ہے۔ وہ خدا اور مزار و حرا کا بھی
 منکر تھا اور کہ تھا کہ افراد کی رو میں فانی ہیں جن کا روزِ حشر میں دوبارہ زندہ
 ہونا امر محال ہے۔ اس نے اسلامی معاشرہ کی ارسطو کے فلسفہ کی روشنی میں
 فتنہ کی اور کہ اس کی فتنہ بھی صحیح صدی تھا نہیں کیونکہ وہ ارسطو کے
 موافق میں۔۔۔ اس سے اس عہد مذہب کے عقائد کو باطل قرار دے دیا اور ثابت کیا
 کہ حق تعالیٰ کے خلاف ہیں۔ یہ سب کچھ اس نے ایک بڑے ملک میں کہا
 جہاں فلسفہ کا مذاق رکھنا اور متناظر نہیں ہر صاحبِ علم کو نہایت بے باک
 سے بغیر حکومت کی ممانعت کے خود ہی قتل کر دیتے تھے۔ یہ بھی خیر ہوئی کہ ابن رشد
 اسی وقت قتل نہ کیا گیا۔ مگر اپنے اس وقت سے شہرہ کر دیا گیا۔
 حکمت کو بیخود کر کے ابن رشد کی بدولت ارسطو کا فلسفہ توحید کے ساتھ سمجھا

جائے اور جو بہ کام ختم کر کے رحمت کر گیا۔ لیکن شہنشاہوں نے تو اس کی قدر و
 منزلت کی اور اس کے نام کا ذکر کیا اپنی کتابوں میں ایک۔ چنانچہ ابن خلدون
 مدجال، تہذیب غلطی، یعنی تصنیفات میں میں مذکور ہے، مگر جس نے یہ لاکھ قتل
 نفس صدقہاں کے ایک مدت بعد اپنی تاریخ لکھا عرب کی فتح جس میں اس نے
 اندر اس کے بہت سے گم نام فلسفیوں کا ذکر کیا ہے۔

ہلکے ہی شد کا نام صدیوں تک یورپ کی علمی ترقی کا ٹھکانہ رہا۔ جس رشد
 کے بہبودی شاگردوں نے اس کی ہاں کاچا کیا، نہ صرف صحیح ہے کہ ان ہی کی مدد
 قتلاہ میں سے اکثر نے عربی زبان میں کہ میں تصنیف کی تھیں اور بعض نے عربی
 کہ یوں کہا عربی میں ترجمہ کیا کیا۔ حتیٰ تو یہ ہے کہ اسی قتلاہ کی بدولت شہنشاہ
 مکتفیوں کو اکثر مصنف نہ رہا، صرف ایک باقی ہیں۔ کہ وہ لکھتے ہوئے
 نمایاں ہوئے، اس کی وجہ سے ان کی زندگی میں ہی نام و نامہ اور پر جاس ذکر ہے۔

اس کے بعد اس وقت تک یورپ میں یہاں لغت رہا کہ وہ کسی کی
 لیکن ان نقیب شہنشاہوں کے شہادت سے نہ تھا کہ یہ یوروپی ملکوں میں اس
 کے جنوری فرانس میں بھاگ کر پناہ گزین ہو گئے، جب وہ یورپ سے بھڑکے
 تو وہ علمی و تہذیبی سب سے ہجرت یورپ کے ملک میں سے گئے۔ اس کی صحبت سے
 ملک یورپ میں انقلاب پیدا کر دیا جو اس کے بعد سے پہلے کی طرح نہ تھا۔

نئے چھٹی صدی عیسوی میں چھ ممالک، ممالک تری و اس زمانہ کے یورپ سے
 صلاحیت افرات کرنے سے وہ ممالک سے تھے، ممالک تری و اس زمانہ کے یورپ سے
 تعصب و تعصب کا یہ سب سے نازک زمانہ مصر کے فلسفہ سے شہنشاہ چارٹر ہے۔

ان کے انگریزوں تعلیم، نہ انتہی اس کے علاوہ فرانس اور اس کے پس پاس
 کے ملکوں میں جو بہبودی اقتصاد، اکثریت سے آباد تھے وہ عربی فلسفہ کی کتابوں کا

عربی میں ترجمہ کر کے گئے۔ اس کی وجہ سے کبھی عیسائیوں کو بھی ہوش آئی اور
 انہوں نے عربی فلسفہ کو یاد کیا۔ یہ یوروپیوں کی صدی عیسوی میں لاطینی میں
 ترجمہ کیا۔ بارہوی، جنوبی اطلس میں قصہ قرطہ کا تان کے کہ میں اس وقت
 وینوف کے ساتھ عربی علوم کی تحسین کی جاتی تھی تاکہ اطلالی جہان سے اس سے
 وافت ہو جائیں۔ قصہ وہ اس کے بیٹے میں قرطہ کے یوروپیوں اور یورپ کی
 یوروپیوں میں اس کتب فلسفہ کے ترجمہ کیے گئے۔ ان میں میں سے بعض براہ
 راست ہوتی سے در بعض عربی سے کئے گئے تھے۔

اس کے ترجموں میں سے کہیں زیادہ ہم کام بہت ہے، نہ میں کہ گیا۔
 عبد شہر نے فلسفہ کی فتح کر لیا تھا۔ یہاں مسجد کے مشتمل اشتراک میں
 کی شہرت نمایاں ہوئی، میں دور و دور تصنیف کی گئی۔ یہاں عیسائی، عرب
 مسیحی اور بہبودی فلسفہ ملکوں میں ترجمہ کا کام کرنے کے لئے آئے تھے۔ بل
 ہندو کے ترجموں نے اس کام میں بڑی مدد کی اور خود اس صدی عیسوی میں
 اس میں کیا کتابوں میں ہندو نے ہندو کے شہنشاہ کا ترجمہ کیا گیا عربی ملک
 میں بہت عرصوں صدی میں ہن شد کے شروع کی کتاب تصنیف تھی اور
 مصنف و حکمت کا مطالعہ ہم اس کی کتب کو اپنے عینہ کے قول کو قلب نما
 بدستہ ہو گئے تھے۔ یہ مخصوص ہیں۔ اوکسٹورڈ اور شمال اٹلیہ کے علم
 کے خیالات پر اس کی تصنیفات کتب نے ایسا اثر کیا کہ عربی فلسفہ کی کتابوں
 گئی۔ اور عربی و نباتات اور ہند میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو گیا۔

پس مشرقی کلیسیاؤں کے علماء و فضلا کی ادبی کوششوں کی وجہ سے
 کہ لبرہ کو فہم ہندو۔ قہر و غر و شہر جن میں اسلام کی آمد کے بعد صرف
 مذہبی ادارے ہی تھے وہ ماضی کے عہد میں علم و فضلہ کا مرکز بن گئے یہاں

سے آفتاب بھر کر روشنی پڑے تھے تنگ و تنگ ایک جگہوں میں پہنچے اور وہاں سے
فرانس، انگلستان، اٹلی اور دیگر ممالک یورپ کو روشن کرتی چلی گئی خیر خواہ
سہی کے نصف میں جب ترکوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تو ان نظامت سلطنت
کی شکست ملک یورپ کے لئے ایک نئی دنیا کی جنم دہا بخت بنی اس مملکت
کے بچے خاتماں و صوبہ و پوری اور بھی ناسل پنی کناہوں کو لے کر یورپ کے
ممالک میں ہجرت کر گئے۔ ان ممالک میں ان کے نفسی جواہر یادوں کا زہر بکھا گیا
سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ ازمنہ و سخی میں عراقی و عجم کے منظر و سخی منظر کے علم و
فصل کی روشنی سے یورپ جگمگا اٹھا جس تراجم کے ملک اور لوگوں کے
خیالات اور زندگی میں انقلاب برپا ہو گیا۔ مسیحی کلیسیا کے دینی مسائل ایک نئے
نقطہ نگاہ سے دیکھے جانے لگے اور بھی طرز مناظر کا رخ بدل گیا۔

(۹)

اس باب کے مطالعہ سے ناظرین پر واضح ہو گیا ہوگا کہ اسلام کی اشاعت
کے لئے اہل اسلام تیار ہی نہ تھے نہ دنیا راستہ اعمال میں نہ تھے بلکہ میدان
مناظرہ میں آکر جلوہ کشی منظر و سخی منظر کے علم و فصل میں بھی یہ
احساس پیدا ہوتا تھا کہ مسلمانوں میں مسیحیت کی شرافت کا ذرا بصر و سخی
جگمگاہی نہیں۔ چنانچہ یورپیوں کو کت تھا کہ مسیحی جنگیں صحت و صحت و
اور انسانوں کی زندگیوں کو برباد کرتی ہیں مسلمانوں کو دلیل و دلیل سے نابل کرنا
یہ تھے مسیحی فاضل و مسیحی تیسویں *Thomas Aquinas*،
کا بھی یہ کہنا تھا۔ پس یورپ جنور و سخی چارم *John Wycliffe*،
دسین و سخی کے لئے تھے تھے سے یورپوں صدی کے شروع میں مغرب
کی چہرہ پر مسیحیوں نے اہل سلام میں مسیحیت کی تبلیغ کے لئے مبعوثین تیار کرنے

شروع کئے مسلمانوں کو مسیحیت کی صداقت کے فاضل کرنے کے لئے کت میں بھی
کھینچ گئے۔ فرانسیسی اور دوسری جنس اہل و اصحاب بیرونیوں سے یورپوں اور
پندرہویں صدیوں میں۔ اس بات کے کوشش تھے کہ غیر مسیحیوں پر اہل و اصحاب
اہل سلام میں مسیحیت کی تبلیغ ہو اور وہ مسیحی تعلیم و عقائد کی اشاعت کرنے میں
ہمیشہ جتن و سب سے۔ یہ دونوں مذہبی جلسے اور حلقے رہا بخت کشی کے
ساتھ ساتھ تبلیغ کا کام بھی سرانجام دیتے تھے۔ پندرہویں صدی میں رجب یہ
دوویں حلقے شروع ہوئے مغربی ممالک میں یورپیشیاں بھی قائم ہو گئیں و سخی
کہ جسے غیر ملکی اور کاتھولک کو کوششوں کی وجہ سے ان ممالک میں ایک نئی
زندگی پیدا ہو گئی۔ جن ایشیائی ممالک کے کت مغربی تاجری ت کتے تھے
وہاں فرانسیسی اور دیگر ممالک میں بھی پہنچ گئے۔ چنانچہ اسیسی کا فرانسیسی
Francis of Assisi، خود ہی دفعہ کہ اہل اسلام کو مسیحی
نجات کا پیغام سنائے۔ وہ مشرق میں مصر گیا۔ دریں ایں ایں کت باں قزا
مزد و سخی بعض فرانسیسی ملک نام اور افراد کے مشقت ملک میں تھے۔
پانچویں و سخی نے اپنے سلسلہ کو تائید کرنا اہل و اصحاب کی تبلیغ سے قدم میں کی
جائے۔ پندرہویں صدیوں صدیوں کے مبعوثین میں سب سے پہلا اہل
اور مشرق مشرق *Raymond Lull*، اہل و اصحاب میں
پیدا ہوا تھا۔ وہ کت مشرقی مناش مالک تھا جس نے اٹلی میں حالی کی عمر میں
اپنے آپ کو اپنے مسیحی کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اس کے کت میں
مسلمانوں میں تبلیغ کرنے کا زبردست جذبہ تھا۔ اس مقصد کے لئے طر اس نے مغربی
نیابی کی کت و سخی کے لئے ایک سرمد قائم کیا۔ اس نے کت میں بھی
تصنیف کیں تاکہ مسلمان مسیحیت کو قبول کریں۔ وہ دور و دراز ممالک میں بھی گیا

تاکہ ہر جگہ جسے پہنچا کر غبار کے نیچے جس جہاں اسلام میں شہر و ملک کی نجات کا
 پیغام نہ بھیجیں۔ اور خود بھی ممالک اسلام میں گیا۔ اس نے جو مسلمان
 مشاہیر و علماء و شہداء کو کھینچے رکھے، اور وہیں قیام کر لیا۔ جب وہ وہیں پہنچے
 ملک کو بھروسہ پڑا تو وہیں پانچویں و ششویں دن کی رات کو جس کے ہاتھوں میں
 یہ سال کے خوش کو کوئی چیز نہ مل سکی۔ وہ پچیس سال کی عمر میں افریقہ میں
 بحر شریک فریب تبلیغ کے لئے گیا۔ وہ دوسری دفعہ قیام کر لیا گیا اور
 وہاں بھی گیا۔ جب وہ اسی برس سے بڑھ گیا تو وہ پھر اسی ملک میں گیا۔ وہاں
 اس کی تسبیح و تہلیل حسب معمول پڑھاؤں میں اور مختلف آدمی بھیجے گئے
 حوالہ میں آگئے۔ قلمی اس کو مستحکم کر دیا گیا۔ وہ سن کے پانچ سو
 لپے بھی گئے پھر کر دی۔

(۱۰)

مشرقی کتب خانہ میں مسیحیوں و مسلمانوں میں یادبود و تعلقوں
 یہ ہندو ہیں اور وہ بڑے بڑے لوگوں کے تبادلہ و خیالات اور مشاہدوں کا
 سلسلہ جاری رہا۔ اور خلافت و فتنا۔ یہ یعنی تہذیبی تکرار کے عہد میں
 بھی جاری رہا۔ اس حقیقت کی شہادت ہم کو مشہور و معروف کتاب
 در ثمار شیریں سے ملتی ہے جس کا اردو میں ترجمہ موجود ہے اور
 پنجاب راجس ایک سوسائٹی۔ لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کے پڑھنے سے نہ صرف ان عناصر اخلاقیہ و دعوت
 کا پتہ چلتا ہے جو جامعین مباحثہ میں ایک دوسرے پر کرتے تھے بلکہ
 ان معدنیہ و مشنگلات کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے جو ایک سچے حق کی تلاش
 کرنے والے کو اسلامی ملک میں اٹھنے کی پڑتی تھیں۔ کتاب کے ناظر پر یہ

کئی عہدوں کو دیکھ کر اسے کہ شریعت و تہذیب کے فرائض و حجب سے
 سن کر بہت لاشی کو اپنی بھیجے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اور اس پر یہ بھیجید
 بھی کھل سکتا ہے کہ اسلامی سلطنت میں کیوں جو دشمنان جو دشمنوں پر
 سے اسلام اور اسلامی حق کو نہیں دانتے تھے نہ اتفاقاً نہ روئے اختیار
 کر کے باطن میں مسیح اور عیسیت کے قائل ہیں بظاہر حلقہ سلاطین میں
 کو راجع دینے لگے۔ جو شخص خود اس راہ پر مشرف ہو بلکہ مشرقی و مغربی
 میں گزرا تو وہ ان راہوں کو خراب میں بھی نہیں لاسکتا جن کا سامع متلاشیان
 حق کو اسلامی حکومتوں میں کرنا پڑتا ہے۔

باب ہفتم

وسط ایشیا کے مونگولی قبائل اور مسیحیت کے اسلام کا تصادم فصل اول۔ وسط ایشیا میں مسیحیت کی اشاعت

وسط ایشیا میں ایک بڑا اور وسیع علاقہ ہے جو ایران کے شمال اور
کیسپین کے مشرق اور دریائے آکسس کے مشرق و مغرب کی جانب واقع
ہے۔ اس علاقہ میں پچھلی صدی سے پہلے مسیحیت کو وسیع پیمانے پر پھیل
پڑا۔ مسیحی نجات کے پیغام ان لوگوں نے دیا تھا جو ساسانی تہذیبوں کی پادشاہیوں
سے نکل آئے۔ ان علاقوں میں آہل گزین ہوئے تھے۔ فی طور پر کا پیٹر پارک
پہلے صدی کے عیسائیوں میں اور پھر بعد میں سکوت دکھاتا تھا۔ اسی دور میں
مشرق و مغرب کی تجارت کے راستوں میں تلوے کے تہرے فی طور میں مسیحیوں
نجاتی راستوں سے وسط ایشیا۔ ہندوستان اور چین وغیرہ ممالک میں چلتے
تھے۔ فی طور میں بھی انہی راستوں سے ان ممالک کو پہنچتے تھے۔ ان کا
واسطہ ترقی یافتہ ممالک، رومی مذہب، ہندو مت اور بدھ مت اور عیسائیت
کے مذہب سے تھا۔ وسط ایشیا کے قبائل کو بدھ مت دے اور مسیحی دونوں نے
اپنے مذہب میں لائے کی کوشش کرتے تھے۔ مسیحی سوداگر اور طبیب بھی ان علاقوں
کی تبلیغ میں کوششیں کرتے تھے۔ جنگوں کے زمانہ میں بھی یہ مسیحی سوداگر ایک دیگر

مونگولی سلطنت



Rev Michael Joseph. Cell # 92 300 7233 854.
yscaliesus@a@gmail.com vesmicheal@yahoo.co.uk
 Evangelist Yousaf Masih. Cell # 92 300 7233 853.

سے دوسری جگہ تعزات کرنے کے لیے بھیجے جانے لگے اور یہ کس و ناکس کو نہیں
 کیا یہ پیام بھی سنا آئے تھے نسطوری مسیحی ان اقوام کے باشندوں میں طہارت
 کا کام بھی کرتے تھے اور شفا کے ذریعہ ان کو حقیقی شفا دینے والے کی شہسوہری
 و پاکیزگی تھے جس طرح نسطوری ہائیپن نے یلن کی بیوی نہ بن کر تکیس کی
 بھی بیوی بنی تھی۔ بسط ابش بالک بنیبری اقوام کے لئے سرور و شہسوہری کا
 جس کی زیادہ مدنی طور پر سر باقی تھی۔ جب شنشہن اپران نے مسیحیت کی
 بچکانی کرنے کے لئے بڑا سامنا کیا شہسوہری کس تب نسطوری کلیسیا کے مشن کا
 مختلف ممالک میں پرگندہ ہو گئے اور ابتدائی کلیسیا کی طرح داخلہ باب
 میں بھی تھے مسیحی نعت کی منادی کرتے چلے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست افرا
 بیہم فرانس اور کینیڈا۔ بحرہند۔ بخارا۔ فرنگ۔ پنج۔ طوس اور کینیڈا کے
 دیگر مقاموں میں پھیل گیا۔ مسیحیوں کی تعداد روز بروز بڑھتی گئی۔ کلیسیا بھی
 اس قدر ترقی کر گئیں۔ سو کیم کے پیشو بارک نے جب ۱۸۷۲ء میں اپنی کولیس
 منسحق کی توس میں سے۔ اشقان۔ مہارت۔ مرو و خبرہ مقاموں کے مشن
 موجود تھے۔ پرتھی صدی میں خرو اور مہارت نسطوری اسقفوں کے صدر مقام
 تھے بسک۔ پچیس صدی سے گیا حصوں صدی تک وہ ایک مبشر و پالٹیں کے
 صدر مقام ہو گئے۔ مہارتوں صدی میں بحرہند مبشر و دولی جن کا صدر مقام ہو
 گیا۔ پانچویں صدی کے آخر میں ترکوں میں اور پچیس اقوام میں کلیسیا میں
 اس قدر ترقی کر گئیں کہ پیشو بارک نے ۱۸۷۵ء میں جن اقوام کے
 لئے ایک انک بشپ مقرر کیا۔ جس کے ماتحت وہاں کے اکسوس کی دونوں طرف
 نعت۔ نسطوری پیشو بارک کو مقرر کیا۔ ۱۸۷۵ء میں ترکوں کی ایک قوم کے سرور
 کے لئے ایک مبشر و دولی مقرر کیا۔ اسی پیشو بارک نے کیسپین کے جنوبی اور

۱۔ اگرچہ یہ ایک عجیب و غریب کتاب ہے مگر اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔
 ۲۔ اگرچہ یہ ایک عجیب و غریب کتاب ہے مگر اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔
 ۳۔ اگرچہ یہ ایک عجیب و غریب کتاب ہے مگر اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔
 ۴۔ اگرچہ یہ ایک عجیب و غریب کتاب ہے مگر اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔
 ۵۔ اگرچہ یہ ایک عجیب و غریب کتاب ہے مگر اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔
 ۶۔ اگرچہ یہ ایک عجیب و غریب کتاب ہے مگر اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔
 ۷۔ اگرچہ یہ ایک عجیب و غریب کتاب ہے مگر اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔
 ۸۔ اگرچہ یہ ایک عجیب و غریب کتاب ہے مگر اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔
 ۹۔ اگرچہ یہ ایک عجیب و غریب کتاب ہے مگر اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔
 ۱۰۔ اگرچہ یہ ایک عجیب و غریب کتاب ہے مگر اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔

[illegible][illegible][illegible]

پیشہ کے لیے مشورہ دینے والے ملک میں یہی منسلک اور طرح
عسیر

[illegible]

دینی رسوم اور عادات یہ سمجھ کر اور گھر کے لئے عقلی و علمی و اصولی امور کو غور سے
 دیکھ کر اسی لئے اور ان کو دیکھ کر جو یہاں پر پیدا ہوئے تھے اس سبب کہ شراب و خمر و مٹو وغیرہ
 کھانوں کو اس کو کھانے کے لئے نہیں دیا گیا اور اس کے ساتھ دیکھ کر کہ کھانے میں
 کھانے کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔
 ورنہ کہ آپ کو یہ عقلی کو کھانے کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔
 بلکہ کھانے کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔
 جس کو دیکھ کر سمجھ کر کہ اس کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔
 سمجھ کر کہ اس کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔
 کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔
 کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔
 اور دیکھ کر کہ اس کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔
 کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔
 کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔
 کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔ بلکہ کھانے کو کھانے کے لئے نہ دے۔

[illegible]

[illegible]

ماکو و سہ ماہی جھلک کر دیکھا کہ یہاں بشپوں کو مسطور کے چھانڈا
 تھے جو اوردی کھجے۔ تو رین ان کو خواہ مخواہ کھجے کھجے رہے۔ صبح عدا
 جی اور جی کو بلا کھانا لے کر دوسرے پاس روانہ ہوئے۔ یہ حسب ہوا کی ہر
 دھڑکن کے ساتھ ساتھ گھومنا گھومنا کرتے ہوئے اور
 بشپوں کی کٹ پھٹتی دھواں دھواں کرتے ہوئے کھانا کھا کر
 رات کو سو گئے اور صبح کے آٹھ بجے تک سوئے رہے۔
 تو جب صبح کا سورج اُٹھا تو ان کے پاس کھانا نہ تھا۔
 حالانکہ وہ ان کے پاس تھے۔
 مہو کی دھواں دھواں کرتے ہوئے اور
 ان کو نہ دیکھا نہ سونے پر حسب کاکھانہ دھواں دھواں کرتے ہوئے
 اور پھر ان کے پاس کھانا نہ تھا۔
 دوسرے صبح کے صبح کے صبح کے
 کو جس کے پاس کھانا نہ تھا۔
 جب آپا پاور کو آپا پاور کی
 اپنے شخص کے پاس کھانا نہ تھا۔
 دیکھو تو وہ دھواں دھواں کرتے ہوئے
 کی دھواں دھواں کرتے ہوئے
 کھانا نہ تھا۔
 کے پاس کھانا نہ تھا۔
 کے پاس کھانا نہ تھا۔

فصل چہارم

ہیرن کے ایل خانی پادشاہ

ہم گلدستہ فصل میں ملانے کے ہیں کہ ہر گروہوں نے یسوع کے مومنوں کی
جانب سے دیا جس کو "ال عیسیٰ" کے نام سے درود شریف کہتے ہیں۔ مائیکرو ڈاٹس۔
جسٹین کے بعد کے حالات میں یسوع کی وفات کے بعد سے ملتا ہے۔ چنانچہ
ایک بار کی حالت کو طے کر دیتا تھا۔ اس کو سب سے پہلے اس کے بعض
پرستاروں میں سے ایک طرف ملے تھے کہ وہ مسلمانوں کو مغربی افریقہ میں بھجوا دیا،
چاہتے تھے۔ چنانچہ اس میں بعض مسلمانوں کے سکون پر اتفاق کیا۔ یہاں
"روح القدس" کا ذکر ہے کہ وہ بھی میں نے ایک کلیسیا بنائی۔ اس وقت
حالات سے فائدہ نہ اٹھایا۔ لیکن اس کوئی ایسا شخص نہ تھا جس سے سب سے
پیغام کو وہ انجیل کو تعلیم کو ایسی شکل میں پیش کرنا جو انجیل کی رو سے
کلیسیا میں لائے جس کے بارے میں وہ اس کی طرف سے تھے۔ بعد ازاں
خلاصی کے لیے اس کی شکل میں ہی اس کی حالت میں تھی کہ وہ انجیل میں
کو وہ انجیل میں ہی تھے۔ اس کی شکل میں ہی تھے۔ اس کی شکل میں ہی تھے۔
میں نے اس کی شکل میں ہی تھے۔ اس کی شکل میں ہی تھے۔ اس کی شکل میں ہی تھے۔

۱۰۱. آیا کاغذها، دستمالها، ...

مرکز با اقامت خود مسیحی و یونانیوں کی شاخوں کے لیے انیسویں

مٹی کے ساتھ چمائی گئی۔ اس کا وہاں علیا میوں سے بھر دیا جاتا تھا۔ یہ سب کے
 بعض سببوں سے اس کے پاس دیکھتے ہیں۔ تاکہ یہ سببوں میں سے کسی کا
 وضاحتی ہو جائے۔ وہ سببوں کو چمائی گھڑوں سے دیکھتے تھے۔ اس نے
 مشاہدوں کو وہاں دیکھتے تھے۔ اس نے دیکھتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو اس کے ہاتھوں کو پھر
 دیکھتے تھے۔ اس نے دیکھتے تھے۔ اس نے دیکھتے تھے۔ اس نے دیکھتے تھے۔

[illegible]

[illegible]

عبدالغنی کو سالانہ دیوانے میں تہنیت کی تھی۔ اُن دنوں
 حضرت عبدالغنی کی سالانہ دیوانے میں تہنیت کی تھی۔ اُن دنوں
 میراج میں لڑا گیا۔ حق فراموش ہو گیا۔ یہ بھلائیہ کیا ہے؟
 ان کی تہنیت ہے؟

۸۔ مگر یہ کہ یہاں کے مسلمانوں نے عام طور پر انگریزوں کے سامنے
اپنی ساری ساری زمینیں انگریزوں کے ہاتھ لے دی ہیں۔

چنانچہ میں مشنری کے کلب سے مل کر میں نے ان کے روبرو بھی یہ بات لگائی
تھی کہ میں نے یہاں کے مسلمانوں کے عقائد سے واقف نہ ہوں۔ وہ بھی خوشامد
ہوئے۔ یہ دوست فرمایا کہ جس گھر میں بیٹا جو وہ دیکھو وہاں ہر مسلمان
فصل کے کچھ شے نہ ہو کر رہتا ہے کہ یہی ہے کلب کے گھر آگ لگا دیں
میں نے یہ آگ لگا کر غریب پرست

۱۴۴۰ھ کی جنگ میں اور مسرتی قوا میں

[illegible][illegible]

پہلے اور کھانے کے بعد وہ انصاف کو اس کے کھانے کے بعد انصاف پر جمع دیتے ہیں۔ یہ
 حالت ۱۳۳۲ اور ۱۳۳۹ کے درمیان ہندوستان کے ہر جیب عرب فوج رفتہ
 رفتہ باز نطائے حکومت پر فتح حاصل کرتی رہی تھیں۔ ۱۳۳۳ میں دمشق
 کے شہر نے عرب سے صلح کر کے ایک ایسا عہد نامہ کر دیا جو دوسرے شہروں
 نے عقیدت سے لیا۔ اور دمشق - اریتریا - اریتریا - اریتریا - اریتریا - اریتریا
 نے جزیرہ کے خلیفہ عمر کی متابعت کرنی چاہا تاکہ جھگڑے میں سامان جنگ
 اور ہتھیاروں سے جمع کیا اور نواح کے اجتماع کی وجہ سے وہاں
 مضبوط شہر بن گیا۔ لیکن یہ حالات کی صورت یہ ہو گئی کہ جہاں
 کوئی اسلامی فوجی اصرار نہ ہو وہاں جمعیت بے رکھی چلا گیا وہاں تیسرا فوج
 آکر صلح کی درخواست کرتے تھے۔ چنانچہ یونان - جوہر - سرزمین - تیسری -
 قورس - نل - عزار - رطبان - سنج - پارس - قاصدین - حبیبہ - مقداد - پارس
 آسانی سے قبضہ ہو گیا کہ انوں کے ایک قطر بھی نہ گرا۔ جنگ جبرہ میں اس
 راجہ نے قبضہ کیا اور درویشان لباس میں داخلہ کے پاس آئے اور اس
 مسیحی وفد کے سپرد سرور راجہ جس عمر مسیحی نے صلح کی درخواست کی جو
 جزیرہ خاندے منظور کی۔ یہ تھا کہ یہ وہ شہر کے چیرہ دارک نے بھی دمشق کی
 شہر کے شہر شہر انوں کے حوالے کر دیا۔

پھر شہر بھی کلیسیاؤں کی طرف تشریف لائی۔ اس نے مسیحیت
 کی جڑ کو کھودا کر رکھا تھا۔ باز نطائے کے قبضہ نے وہاں کی قسطنطنیہ
 کلیسیا کو بھی زبردستی آتھوڈکس کلیسیا کے ماتحت کر دیا تھا۔ لیکن مصر
 کے مسیحی قسطنطنیہ اور آتھوڈکس کلیسیا میں تھے جو زیادہ تر یونانی تھے قسطنطنیہ
 کے قیصر قسطنطین نے دولہ کی قسطنطین کو مسکندین میں قتل کر دیا تھا اس کے

جانشینوں نے بھی اسی قسم کے منہ و مرصہ کرک اس غریب کلیسیا پر
 نوٹس کیا کہ بعض عیسائیوں کو سکھانے کے علم میں یہ وہی چلی۔ امتحانات
 نے قوم کو ملک اور کلیسیا کا شیرازہ کیا کھڑے باہو تھا کہ چیرہ دارک نے خود
 سکندریہ کو اسلامی قبضہ کے حوالے کر دیا حالانکہ وہ ایک بین الاقوامی ہشت
 کا شہر تھا اور اس کے علاوہ نہایت حبیب تعصب تھا۔ بہت کلیسیائی
 ایسے بھی تھے جو جنگوں میں اسلامی افواج کو اعزاز دینے کو عہدہ کر
 دیتے تھے اور عین جنگ کے دوران میں ان سے اسلحے اور اس کا یا اسے
 بھاری کر دیتے تھے۔ جب سچی ملک سدرام کے مصلح بن گئے تو سچی
 مسیحی ایسے بھی تھے جو اپنے حرفہ کے مقصد کو ملحوظ خاطر رکھ کر مسلمانوں
 سے در حکم سے رہ رہ کر باز کرتے تھے تاکہ ان مخالف فوجوں سے
 کو زیادہ پہنچے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہو کر نکلا۔ یہ نہ جامع میں
 ہر طرف سے انتشار پیدا ہو گیا اور نہ کلیسیا میں سرکوب جن برائے اور
 ذلیل ہو گئیں۔

ہم گذشتہ باب میں ہم نے دیکھا تھا کہ ایک دفعہ ایسا تھا جب مولیٰ
 فرمانرواؤں کے ہاتھ سے یہ مسیحی چرچ گئی تھی کہ وہ سب مسیحی رعایا کے
 مسیحی ہو یا بیٹھے۔ لیکن رومی کلیسیا - گرگ - سرکھوڈکس کلیسیا - بطوری کلیسیا
 آرمینی کلیسیا اور یعقوبی کلیسیا وغیرہ کے باہمی تنازعوں - تفرقوں اور تشدد
 نے انہوں کلیسیاؤں کے بیٹوں کے باہمی بغض و عناد و رقابت نے مزید گہرا
 کے لشکروں میں بھی مداخلت پایا اور اس سبب کو زیادہ بڑھانے دیا۔ یہ مختلف کلیسیاؤں
 کو اس میں لڑائی جھگڑائی رہی لیکن دعوت دعا اسلامان حالات سے تندرہ تھا
 کہ وہ ان کیوں میں نہ لڑتے تھے بلکہ جب رومی کلیسیا کے پوپ کے شخصی

اور جس کے لوگ کوشش مند ہیں وہ حکومت کی ہے ہیں درجہ صوبہ کی وجہ سے
رومی سلطنت کے ماتحت ہیں لہذا کہ لوگوں میں غریب کا خون جوش رہا ہے، تو
لے قومیت کی آواز پر کھڑا کھڑا اور ایک ایسا دین کو اختیار کر رہا تھا جن غریب
اور غریبوں نے خاصا جس میں تمل ہو کر وہ سب سے بہت گوارہ کے شرک ملو
سکتے تھے پس وہ حقوق و حقوق صلاح میں تمل ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام
کے ابتدائی مہذب میں عیسائیوں اور مسیحی مسیحیوں میں جو بڑے تھے اس کا یہ تمام
پہاں ہم دیکھیں اور کہنا سب نبیوں کر۔ جس کو کر۔ اسے سچا نبی غیب
سے بخوبی یافتگی تھے۔ وہ سب ان میں میں وہ دیگر غریب یا غریبوں میں صحت
کیا کر تھے جن کو کہ دیکھنے ہی نہ تھے۔ ان کی عیسائیوں کے ہر ایک سلف
رہا تو رسمی تھے جس پر غریب کے مسیحیوں کو خوشی و ملال نہ تھی۔ یہ کسی قسم
وہ سلف تھا۔ اس کی عبادت میں ایسی نہیں میں ہوتا تھا جس کو وہ نہ سہتر تھے نہ
نہ سمجھ سکتے تھے۔ اس کی دور رفتہ نہ کی گئی وہاں کہ ان کی زندگی ایک دور
سے بڑے تھے جس کی نتیجہ یہ تھا کہ کسی کی عیسائی نہ صرف سلف تھی۔ وہ سچا مہذب
کے پیرو تھے کیونکہ وہ عیسائیوں سے نہ کہ مہذب پیدا کیا تھا۔ اس کی عیسائی
تجربہ کیا گواہ تھا جو اس عیسائی کا وہاں سے ملے ہوئے تھے۔ یہ تمام وہاں
جہت و حال کلیسائے کے لئے بہت بڑے عزت تھے۔ کوئی قابل کی کلیسیا کسی ملک
میں پرہیز نہ ملتا تھا۔ پرکار نہ ہو کر اس ملک کے رہنماؤں کے دوسروں میں
گھر نہیں کر سکتی۔ وہاں پہلے غیر ملک تھے کہ مل کر پھر دای مدت تک وہاں
روح زہد وہاں کسی سے کسی ملک میں نہ تھے کہ وہاں کسی غیر کی تبلیغ نہ ہو
یہاں لا تھی وجہ سے کسی ملک میں ہر وقت آمد رفت نہیں کر سکتے اور نہ ہی
کی تبلیغ اور کلیسیاں مسیحی مسلسل طور پر جاری رہ سکتی ہیں۔ یہ مبلغ اپنے

نما کے پیر یا گیارہ اور ایشپ کے صلوات مشورہ بھی نہیں اے سکتے تھے
 گھوگرہ کیا۔ تو وہ ہر من میں میل دے تھے اور دوسرے ملک اور کلیسیا کے اصل
 ملاقات نہ ملافت ہو کر کے وجہ سے دوست صلاح اور صحیح مشورہ بھی
 ہیں۔ سکتے تھے اور نہ کوئی صاحب نہ قائم کر سکتے تھے۔ حرب
 گھوگرہ میں ملک کو نہ کسی مجلس کو یا ان میں رہتے تھے تو یہ پیر یا گیارہ
 یا ہر غیب میں پچاؤ بھی ہیں کر سکتے تھے اور حکومت وقت سے نواس
 شہر سے پھر بھی جہت تھی۔
 (۱) شہر و ممالک کے اسلاطین یا شہر کے گورنر۔

محبیب پر اس قدر ظلم ڈھائے گئے کہ اس نے پناہ لینے کا طریقہ معلوم کر لیا۔
 وہ ایک مرد چاہی۔ وہی مطلب نے ان کو امیدیوں میں ڈال دیا۔ درود ایتنا نہ مارا
 شائع کر کے صیانتی سلطنت میں جا بیٹھے۔ ان میں سے بہ ہزار مسلمان سپہ
 حاصل کر کے پھر کیمپ میں شامل ہو گئے۔ لیکن حملہ کی حکمت متعالی سے
 ناپی اور حسب معمول، عیاں پھیل رہی تھی۔ اپنی اذیت کھتے تھے کہ فیروز
 نے ان کو زمینیں عطا کیں، اور محض نزلہ۔ نیک مال دیا۔ بہ طرح سے
 کو ٹیکسوں میں رہتے ہیں۔ اور انہوں نے اسلام سے روگردانی کر کے
 مسیحیت کو قبول کر لیا۔ جب ان کے مظلوم بھائیوں نے یہ سنا تو وہ بھی
 حدود تک نکل کر ان سے بیحد کہ ان کو خدا میں جانے اور عیب نہ ہو گئے۔
 گولیاں باریک کر ہر اسلامی سرحد پر چھلکے کے ساتھ کر رہے تھے اور
 کو روکی سلطنت میں شامل کر رہے تھے۔

خاکوہ یا مال۔ دل بہتہ بھجھک سکتے ہیں کہ نہ ہوتا۔ اب اس
 قزاقوں کے مذہب و مذہب کے بونہت کے سر آتا حالات یہ ہیں
 مذہب زناہت قدم ہیں وہ سیکھے۔ مسیحی فلسفہ نے یہ
 مذہب کا دلہری۔ عقیدہ یہ سیکھا ہے کہ یہ مذہب کیمپ میں
 تھی تو اس۔ ایک ایک کیمپ کے اندر دو خانوں کو دو خانوں میں
 ذوق غرا۔ حکومتوں کی خواہش۔ خدمت بہادر۔ غیور۔
 کا شہرہ بہتہ بھگتا۔ خدمت اور حکام وقت کی توفیق۔
 اعادہ کرنے میں تھی۔ قزاقی دواں دواں درخت، درخت، درخت،
 محمودوں کے باعث۔ اب تمام مسلمانوں کے دوروں میں سلام
 ملے تو اس پہنچ گئے۔

(۱۵)

اب ہر شاہ کی حد میں کلبہ کے امان اور بھی اپنے بھائیوں کے
 لئے۔ ہر شاہ کے لئے جو محاسب دھوکہ کے باعث اپنے بھائیوں کا انکار کرنے پر مجبور
 ہو جاتے تھے۔ جین پچھتہ مسیحی میں سختی کرنے کی کتاب ہے۔ ہم مسیحی نہایت
 اور سندھو میں تھی اور جی دلا دی جانوں کے دینے دقت ہونے سے اور
 دینے سے دقت کے جس دھام کے چھوڑنے سے واپسی دینے نہیں گئے بلکہ
 ثابت نہی اور ان غلوں سے صرف مذہب کی محبت کی خاطر قریں ہو جاتے۔
 مسیحیت میں ان کے درمیان ہو جاتے کہ سعادت و نیر جھگڑے ہیں۔ ہادی
 و نامور اور ہادی ہیں گرتے ان کے لئے دقتیں جو دروغی سے بڑھتے
 ہو گئے ہیں۔ ان کے خدا کی انکھوں کو انکھوں سے اور ان کے دلوں سے غفلت
 پروردگار۔ ناکوہ اس طرف واپس آئیں جو وہ حق و زندگی ہے۔ جو
 کو۔ دایب یافتہ ہیں ہم میں کے لئے بھی۔ ناکوہ ہیں کہ نجات کی جو نعمت خدا
 نے ان کو بخشی ہے۔ وہ اس پرندہ تم میں (رسالہ افندی ۱۵۸)۔

زہ کیلیسیاؤں کی روحانی حالت کا انحراف :-

ہم سلطو ریا میں تلوایکے ہیں کہ ہر صدی میں انقدر مسیحی مختلف دیگر
 کے باعث اپنے مسیحی کا انکار کر کے اسلام قبول کر رہے تھے۔ اب اسلام میں
 مذہب تھا۔ ان مسیحیوں کی محبت میں جو مسلمان ہو جاتے تھے ان کی کیفیت
 میں جو اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے تھے ان ایمان کا فرق تھا۔ نہ سوائے
 مذہب کو دولت دیا بفرمان کر کے صاحب جاہ و شرف ہو جاتے تھے ان کو
 اور ان دشواریت حاصل ہو جاتی تھی۔ اس کے برعکس کیمپوں کے شرکاء

حالت احمد بدور سے بدتر ہوئی جاتی تھی۔ موسیٰ رحمتہ اللہ عنہ نے اس کو سنبھالنے کے لئے
 میں فاکرہ ہی قائم رکھا تھا۔ جب غلط وقت آیا بادشاہ اسلام کی تبلیغ و
 اشاعت میں جو پیش قدمیاں ہوتا تو اس کا اثر قدی طور پر مسیحی کلیسیاؤں اور ان کے
 شرکا کی تعداد میں برسرِ آسمان ہو کر غرض اور موافقہ پرست مسیحی اسلام قبول کر لیتے تھے
 کیونکہ وہ ایمان و شائستگی میں اپنے کو بے دقتی اور دقت میں ان کے عزت کو
 ان کا وقت اندر ہی سمجھتے تھے۔ بعض مسلمانوں اور مسیحیوں دونوں سے یہ واقعہ
 روایت اختیار کر کے قریب ہزار بار دہرا دہرا کرتے تھے تاکہ یہ دہلی حلقہ سے
 اس حلقہ سے بعض مسیحی اسکولوں کو غلط فہمی سے متنبہ کر دے بلکہ بالکل غلط
 سمجھ کر اپنے دین کو کہہ نہ دے غرض کہ یہ غلط فہمی کو بے اثر کر دے اور مسیحی قریبی
 تھے بعض باہمی تنازعات کو کلیسا بانیوں میں نے سامنے کی بجائے اسلامی
 حد میں سے منسحب کر کے رکھ دیا۔ اور اگر مسیحی تہذیبوں کا فیصلہ دین کے خلاف
 ہوتا تو اس کو کھینچ کر دین میں نہ نہ کرنے تھے بعض مسیحیوں کو حق نہ تھے
 اور مسیحیوں کو بھی یہاں سامنے کے باوجود غرور و خود پسندی اور جہت پرستی کے خیال
 سے مسیحیوں کو جوتے تھے۔ بعض ایسے غرض و فہم کو بھی معصیت پرستی قرار دے کر
 انھیں کی محی کر دیا۔ کہ جس کے مسلمانوں میں شہرت حاصل کرنے کے لئے وہ
 تھے۔ بلکہ بعض کلیسا کے شرکاء کہنے بدتر مسیحی عقائد کے مذاق اڑاتے اور
 کلیسیا کے مذہبی اور دنیوی رہبروں اور مسلمانوں کو دلی لگا سارا جوتے تھے۔
 جس کا سدِ شوق اس کیسے ہی نہیں ہو سکتا۔ مسیحیوں پر براہِ راست اور غیر
 آفت کا باعث ہوتا ہے۔ اور اس پر ہر مذہب کے مسلمانوں سے یہی ہے بعض مسیحی
 مذہب کے یہ عقیدے سمجھتے تھے کہ کسی کلیسیا سے روپا ہونا نہ بلکہ ان کے
 قریبی سے روگردانی اختیار کر کے اس کو مسیحیت پر قائم رہنے سے نہ

تھے۔ جو اس کلیسیا میں کلمہ ربوئی نہیں، ان میں ایسے شرکاء پیدا ہوتے
 تھے جو یہ سمجھتے تھے کہ ایک مذہب خارجِ مسیح کے حامی و پیشرو ہیں
 جس کو ہمیں دوسرا سماں کا کل مذہب حاصل ہے۔ مسیحی ایمان و عقائد اور
 صبر و تحمل علی اللہ سے ناواقف تھے۔ وہ مقامی کلیساؤں میں اپنے نفسانہ
 اور جہتی سے ناواقف تھے۔ وہ مقامی کلیساؤں میں اپنے نفسانہ
 گروہ خدبانہ یا گروہ چنے دین کو ایسا سخت کر لیتے تھے کہ وہ اپنے جس گروہ
 اور کلیسا کے اہل دین کی بند و مضبوطی کی طرف سے بیکار بند کر لیتے تھے۔ ان
 کو معصیت ہی۔ تو کہ کلیسا میں جو عتی حیات ہے۔ سے متنبہ نہیں اور ان کے
 مذہب میں یہ عقیدہ دل و دہن کے باوجود اس میں ایک دوسرے سے کٹے ہوئے ہیں۔
 سکون اور مسیحی دینی فہم اور عقائد و عقائد کو نہ نظر رکھ کر یہ دوسرے کے
 اس اسلام قبول کر لیتے تھے اور اس طرح دیکھ کر یہ دوسرے کے مذہب
 باہمیوں سے قطعیت حاصل کر کے غلط فہم و متنازع اور استبداد و استبداد سے
 کر لیتے تھے۔

مسیحی کلیساؤں کے شرکاء کو اس امر سے ہونے لگے اور متحرک ہونے لگے کہ لوگ
 تھے۔ دل و دہن کے لئے ان کے مذہب سے ہونے لگے۔ یہ وہ پیش رو ہیں کا
 دسل ہو جائے۔ حرام خوردی، عیسائی، شراب خوری اور مذہب و دین
 جہان سے بے بہار ہوئی ہیں۔ بالآخر کلیسا کے اندر بھی جھگڑا نہ بہت ہو گیا۔
 کلیساؤں کے شرکاء جب مسیحی ایمان و عقائد سے روگردانی نہیں کر سکتے تو
 شخص تردید ہو گئی۔ یہ لوگ جو اپنے دین و مذہب کے لئے غلط
 کر دیتے ہیں۔ اس لئے ان کو کوئی نہیں ہے۔ اس قماش کے گروہوں سے
 انسان مسیحیت کو ترک کر کے اسلام کے حامی و پیشرو ہو گئے۔ ایسے مسیحیوں میں

تجربہ و فاداداری اور پھر جس قدر کہ حسب من ضرورت کی عبادت کی اور انجلی و کھنسیائی
فواد میں کی پاسداری اس کو سراسر محسوس ہونے لگی۔ رُوحِ گداز میں ہیں جہاں تھے
نئے تو محض مطلب ادا دیکھ کے کی خاطر ادبی تجزیہ سے تہذیب و تہذیب کرتے تھے اور جو
کچھ بعد میں مشہور کیا پہچانتے تھے وہ درحقیقت میں تہذیب سے دوستی - محبت -
مددگار، ورموادت کے تقاضا پر پیدا کر لیتے تھے۔ پراچہ رومی کلیب - یا
بشپ شراک ڈیوٹری JACQUES de VITRY
سنسوں کے قیام میں لنگر ACRE کا ۱۸۱۹ء سے ۱۸۲۰ء تک بشپ
تھا۔ کھانا ہے کہ شریقی کلیب پر کھاری اور بل شاد دوزیا کھاری کے باعث
لمز واد مستطیل کی غلام ہو چکی تھی - اس قس کے دے کھاد واد مستطیل کو پسند
کرتے ہیں جو ہرگز نہ گھر ہوتا ہے اور جس رچا ہوا دے جنت ہوتے ہیں یہاں
یہاں پر نہ بت قدم رہنے دے سکے اور شنگ واد ہی اغنیاء کرتے ہیں جو
وندگی کو پسند ہے۔ اس کو بعد ازاں قلیل ہی ہوتی گئی۔

(۲)

مغربی مائیں کالیسیانڈ کی سماعت اب سے کچھ فوجی کہ ایمان کے سرور
ہو یا نہ ہو ان کی محبت کے لحاظ سے ہو جائے اور اکثریت کے تشیع کی وجہ سے
ان میں تبلیغ و اشاعت جس کا گوش نہایت مدغم ہو گیا۔ کلیسیا کے شرکاء ایسے
موقوف سے دور ہی رہتے تھے جہاں وہ حق و صداقت کا علم ان کو رکھ سکے تھے۔
تبلیغ کے اہم فرض ان کی کلیسیا کی مدح و مدح ہوتی ہے اور جس یہ وہ ہوتے
وہ ضرور بلکہ ضرور ہو جاتی ہے۔

ان حضایاۃ حالت کا اثر صرف کلیسیا کے شہر کا پر ہی دہشتا تھا بلکہ ان کے ذریعہ رومیہ قسطنطنیہ جہت شہر کے بعض صوبہ شہر بھی ان کا شکار ہو گئے۔

[illegible]

فی السورج و السبع و اربع و المقلد من شایک و در مؤرخ ہم کو بنفہا ہے کہ جب
 بود و نہ ہیب کے تکیس و تکیس جیسے رنگوں میں اپنا پنہا لپیٹ پھیلائے گی
 کو کشش کرے ہے فقیر کا ہوں : اسی رنگ جیسو کی رنگ دانی زندہ گی
 بھکستوڑی کے معاب میں میج تھو ۔ یہی رنگ کھتا ہے کہ سلف کا ہوا راہ ایزد
 کے عہد اور مشہور ۱۵۳۱ء میں جب اس کی سلطنت کی کھلیا اور کہ
 متعلقہ آدمی اصل ہو گیا تھا ان کے حسن و نفوت دینے و دیتے تھے انہیں
 باہل اور داخلہ بنی خاص اس وقت عہد پر ماضی ہو گئے و چونکہ وہ عہد وہ
 ملے فرشتہ نہیں دیتے تھے اور ہر فرشتہ جس کے مجھے ملے تھے اس کا قدرتی
 انگریز ہو گیا کہ بھلاؤں کی حالت بہتے ہر توجہ کی گئی اس کے شکر کی مستحبت
 صرف ہر توجہ کی گئی ۔ حالت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ جب کسی میں حقیقی
 کمسبیا (خوبسترواں) پڑے تاکہ مرگیا تو اس کی عیب سے باہر تھوڑا دور
 فرقہ بند ہوں گی وجہ سے یہ اس کی بہت ملوکی ۔ بہ پڑی اپنی ہی منہ پر تھم رہی
 ناگہی ۔ ہر وہی پڑیا رک ملایا جائے ۔ دلوں کے پندروں کو کھائی
 شری حالت کو یہ دور تھی یہاں سے کئی یاروں کو بلو کر ان میں مصغیر کرنے
 کی کوشتش کیج کر ان میں سب سے شہور پڑے نہ لایا پڑے سلطان کو سونے کے
 دس ہزار دینے دیئے تھے تاکہ اس کا آدمی پڑیا رک جو بھٹے لیگی سلطان کے طرف

اس پیشکش کو ٹھکرا دیا تاکہ اس سے علان کردیا کر کلیسا جو نہیں سے بیزار کر
کے لئے حکومت کو اجازت تھی وہ بھی منع کر دی جائیگی بشرطیکہ وہ معقول ہو کر اپنے
بیزار کر کے نہ بھی پاک کرے۔ اس باہمی ساز و کار، شریک مسیحی نے زندگی پر مشتمل گرا
جنا کو تاکہ اس میں بدل کو نہ ہو۔ یہ تو اوصاف اور عیسائی سرگشتہ ہیں کہ آسمانی
ہی بیزار کر کے منتخب نہ ہونے کی دوسری صورتیں ہیں۔ حالت یہ ہے کہ مسیحی کہ
مقدس مسکے کر کی متاعا سے اس وقت، ماسیس پر کی بجائے صرف پائیس رو
گئے اور من کی حد سے معصوم کجاہب کے تحقیقی ملائے ہی کس مہر کی
حالت میں رہ گئے کہ یہ سب کے سب اسلام آئے۔

ظلم کے عذاب سے ہمہ تن عیسائیوں نے اس قدر خوف و وحشت خود
پرست اور یہ جوہر سے کہ عیسائی ہو گئے تھے کہ وہ عیسائی سے لڑنے کا وہاب
کر سکتے تھے یہی سبب تھی کہ عیسائیوں نے مذہب میں اور مسلمانوں کے ساتھ
مرد کو بڑا ہی سنگین جو سبب ان بیزار کر کے ترقی کا مخالف تھا احمدی کو اس لئے خلاف
اسب مار رہا تھا اس نے سید کو جوت کر کے دے اس کا منظور نظر بننے کی خاطر اس
تعمول کر رہا۔ حقیقت ہے اس کو یہاں احام و اکرام دینے اور تقویٰ میں بھی سزا دی
تھوڑے پر مہر رہا۔ (۱) سال ۱۸۸۷ء میں بعض سبب کے سبب بھی مختلفہ وجوہ کے
باعث اسلام کے مخالف عقول ہو گئے۔ مثلاً بھارت کی کاشتکاری اور خودیوں
صدی کے نصف کے قریب بے شمار، یہ سبب صحت کر دیا گیا کہ مسلمان
ہو گیا۔ یہ سبب یاد رکھو۔ رقبہ بین کی خلاف ورزی کی کہ تھی دوسری صدی
کے نصف کے قریب صوبہ دار اس کے بیڑ و پائیشیں ستریل کی جانی مسلمان پر
گیا۔ اسی صدی کے شروع میں بین گائے کے مسلمان کی عیش خیز اور اسلام
کا حلقہ گول ہو گیا۔ اس کے چند سال بعد ۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۹ء کے وسطیان

آذربائیجان کا تحقیقی بے شبہ یہ کہ دوسرے مسلمان ہو گئے۔ مسلمان میں تکریم کا
تحقیقی مسئلہ پائیشیں و تفریقیتیں جوہر سے سبب تھا بنیاد کو ضعیف تھا اور یہ
دہر میں مسلمان ہو گیا احمدی کا اسلامی امر کو تسلیم کر گیا۔ لیکن کھرا سا دلانے
کے میں سال بعد اپنی موت سے پہلے جب ہو کر عیسائی ہو گیا وہ عیسائی سہی
میں ملک کا عیسائی بیزار کر کے بے شرفہ ۱۹۱۷ء میں مسلمان ہو گیا لیکن اس کے
نے اس کو انداز براسیاست تاکہ وہ کپڑے ہاگ لیا احمدیوں کے بڑے گرجا کے
ساتھ لیٹ گیا تاکہ عبادت گزار رہے۔ میں نے اس سے اس کے جسم پر پاش واک
کرائیں اور جاتا ہوا۔ ایک اور بیزار کر کے نعمت اللہ علیہ السلام میں مسلمان ہو گیا
لیکن بعد میں تائب ہو کر آدم کو کھانگ گیا اور وہاں پوپ گریگوری سے مغفرت
داصل کر کے از سر نو کلیسیا میں شامل کی کہ مسیحی عورتوں کی بیویوں بیزار کر
کی نصیحت نکلتی ہے کہ وہ عیسائیوں کی نگاہ سے اور گرجاؤں کے مقدس افراد اور
اشیاء پر مارا کہ خدا اور اقدار کو ناب کر کے معال کرتے تھے۔ جب وہ بہت
بدنام ہو گئے اور کلیسیا میں صبر و ضبط نے کتنی درد سہ تو انہوں نے سلام
اختیار کر لیا۔ یہی عورتوں کے بارہ برس عیسائی کا تھا ہے کہ۔ رھویں صدی کے نصف
میں جب خطا صلیب کا نسب برون تو ناکاری ہو کر سے کلیسیا سے سراز کر دیا
گیا تو وہ مسلمان ہو گیا۔ اس نے بھی حد میں توہ کر کے ہمارے تائید کلیسیا میں
شامل کر لیا گیا۔ اس مرتبہ کا ایک چوتھو سبب دانیان تھے جو گائے کے
اور غنایں شخص تھا۔ اپنے عجم کا اس کو بڑا عقربہ تھا اور اس سبب کے سبب
کے عجم کے پرستار ہونے یا پھانتا تھا لیکن نہ لکھا۔ عقیدہ کے مارے
کہ مسلمان ہو گیا لیکن اسلام لانے کے چند ماہ بعد کس مہر کی حالت
میں ایک مرتبہ میں مر گیا۔

(۳۱)

کلیسیاؤں کی مشکلات کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ ۹۸۶ء کے بعد فسطوی
کلیسیا جیسی مقدس کلیسیا کا پیش رو ایک فیصلہ وقت کے یا درختوں کی کیسے
سے منتخب کیا جاتا تھا۔ اس کی طرف سے مزہ ہوتا تھا۔ ۱۰۳۳ء کے بعد
بطرینی و دیگر کلیسیاؤں کے متبیب بھی سب سے مزہ پیش یارک کے تخت کو بیٹھا
گئے تھے۔ یہ غلطی نہ وقت ہو چاہتا تھی کہ سب ایک کو ان کا اقتدار اسی طرح کلیسیاؤں
پر قائم رہ سکتا تھا۔ پس غلطی نہ صرف کلیسیاؤں کی بنیادی حکمران تھا کہ
اس طرح سے ان کا مرضی پیشوا بھی ہو گیا۔ اور جب پیش یارکوں کی یہ مالی ہولوں
مستحق اور تبصروں کی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ کلیسیا کے
حکمران اس قسم کے دینی رہبروں کی عزت و توقیر نہیں کر سکتے تھے۔ پس وہ عوام کی
دن لگی کا باعث ہو جانے لگے اور اس کا اثر کلیسیا کی روحانی رسالت پر چلتا تھا۔
کلیسیا میں دن میں کمزور ہو کر سلام کا آسانی سے شکر ہو جاتی تھیں۔
جب ہم مشرق و مغرب کی کلیسیاؤں کا تقابل اس نقطہ نظر سے کرتے
ہیں تو ہم کو دونوں کی عروق نظر آئے۔ یہ مشرقی حکام کی کلیسیاؤں کو خیریت کا نام
کی کلیسیا کی طرح حکمرانیت و وقت کی کلیسیا وینا بھی حاصل ہوئی۔ برقی سے
پیش یارک کی کلیسیاؤں کو رہہ دینے والے بھی کچھ کوئی میر یا سردار نہیں یا
شاہزادہ کی ہوتا تھا، لیکن باوجود یہ کلیسیا میں اقلیت بن کر رہی نہ گی کہ ان کی
میں بھی کلیسیاؤں کے سردار بھی پیشرو تھے۔ نیز ان کے تخت پر رہے۔
سلاویوں کے زمانہ میں وہ مانی شاہنشاہوں کے متبع تھے اور پھر خلفائے
تحت رہے۔ اس کے برعکس مشرقی حکام میں روم کا پاپا، ریشا ہوں پر
حکمران تھا اور قسطنطنیہ کا پیش رو ایک بار بطرینی قسطنطنیہ کے

(۳۲)

حکام برنگوں تھا۔ یہ نہ ہر سب کہ جب کلیسیا کا سردار کسی غیر مسیحی حکمران کے
تحت ہوا اور اس کے اشاروں پر چلتا تو یہ حکام عمل میں سکتے ہوں اس کی قیادت
اور وہ جس جو سکتی تھیں کلیسیا کے حق میں مصرتا بہت ملتی تھیں۔ اس طرح عمل سے
اسلام کی آمد کے بعد وہ درجہ عزت کی کلیسیا میں نہجاً نہجاً ہو گئیں۔ اور جب پیشرو
اور چودھویں صدیوں میں مشرقی شخص نے سلام، قنبر و گریز کلیسیا میں وہ
دستاویز یا کلیسیا میں جا رہے ہو گئے۔ اس کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ
دستاویز میں صغریٰ سید و لولی تھی اور سید دسویں صدی کے آخری صدیوں
میں کے بعد دسویں صدی میں گئے تھے۔ واسطہ سیکس MARU
ALSCIA HEGAN کے آخری سید و لولی تھے کے بعد وہیں کے
سید و لولی تھے یا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس کے بعد دھم DAILUM کے
سید و لولی تھے کی سلسلہ پیش یارک ماریز MARES کے بعد ۹۸۶ء
۱۰۳۳ء کے بعد میں ختم ہو گیا۔ سردار BARDا یا سلسلہ پیش یارک
عبدالرشید سید کے زمانہ میں ختم ہو گیا۔ راکش RAIA اور کبرستانیاہ
TABRESTANIA کے سید و لولی سلسلہ کا سلسلہ بھی اسی
زمانہ میں ختم ہو گیا۔ یہ سلسلے جیسی مشرق کے کسی ختم ہونے لگے کہ سید و لولی
میں داخلہ ACHLAT : دھم MARGA : میں سید و لولی
چھوڑ کر قسطنطنیہ ہی نہ رہا۔

(۳۱)

میں یہی یاد رکھنا چاہیے کہ مقدس مسیحی ایسے بھی تھے جو عواموں کی
اس بات کے خفاں تھے کہ اسلام برحق یہ سبب ہے اور وہ مسیحیت کو ترک
کر کے تہذیب سے اسلام قبول کر لیتے تھے۔ جو ہر کلیسیاؤں کی حالت

پراسا کر کیا کہتے ہیں کہ امام جنس نے قوت ہونے سے پہلے بیس ہزار سچے
آدمیوں کو کشتہ کی گئی تھی۔ اب کہ وہ ابو عرق بن الحزیر دار ۱۵۰۰
سلاطین ہوئے نہ ان کا کیا نام تھا؟ کتنا ہے کہ اس کے ہاتھوں پر بیس
ہزار عرصہ سلام لائے تھے۔ اسلام میں مسیحی طبعی : اس کی بڑی عظیم تبلیغی
انجنیئر تھیں وہ ان کے مبلغ تھے جو ان کے آسمان پر مسیحیت تبلیغ
میں بہت اسلام کو پناہ فرستے تھے۔ پورا گن تھا کہ وہ ان کے شروع سے
انبیاء اسلام کی کتاب تھی۔ یہ مسلمان مبلغ تھا جس کے ساتھ رہا
تھیں اس کے قبول کر سکتے تھے قرآن مجید۔ اسلام کی اخلاقیات میں۔
صدر عرب کے وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ جس کے باب چشم میں تیار کیا ہے کہ
ہوگوں حکمرانوں کے وہ شہزادے ہیں مشہور ہوگوں کے گئے تھے۔
انہوں نے ان کے مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کے ترک تھے اپنی عورتوں کے سبب
اسلام لے آئے تھے کہ وہ جسے مسلمانوں کے عورتوں کو قید کر کے
لے جاتے تھے جو ان کی بڑی خواہش تھیں۔

یہ دیکھ کر آپ نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ سب کچھ ہی سہی ہے۔

[illegible]

علاوہ ان کے ہر وقت درویشوں کی سادہ اور فقیہانہ زندگی سببوں کے
مے کشش کا باعث تھی۔ ان کی پاکیزہ زندگی ہم مسیحیوں کی پراستادگی و رحمت
مسیحی طریقہ زندگی کے مقابل میں نہایت روشن نظر آتی تھی۔ مسیحیوں کے لیے کوئی
زندگی کیلیب کے مہوں کی عکس تھی جس میں اس کو نہ تو مسیح کا جملہ نظر آیا کرتا
تھا۔ ان کی سادگی میں تو مسیح کے بے شمار مہوں کی کٹ نچا ہوں کا نعم اسد
تھیں۔ جن کی صحبتوں میں بیکار گروہ جی کی مہوں کی لذت اٹھاتے تھے جو
ان کو سبقت میں فطییب تھی۔ یہاں اسلام خیر رستے کے بعد وہ گنہگار تھے
وہ ان کو بگڑا تو سبکی ہوئی تھی۔

۱۰۰ کاپیوں کی بے غرقابی و سعت :-

[illegible]

دل کا شوق دور کرتا ہے جو ان حضرات کی نگاہوں اور چشموں کو مضبوط کرنا ہے۔ لیکن جس کلب دوس نے وہ دوسرے ملک کی لاکھوں کلبیں ڈب ڈبیدو ڈلی تھی وہ خود اس میں بھی چھوٹی تھیں اور ایک کلیسیا کی تھیں کسی دوسری کلیسیا کی شاخوں کی نگاہیں تھیں جس میں پتھر پتھر ایک ایک کلب ہی تھیں دو یا تین دو کلبیں تھیں مگر وہ ایک دوسرے سے مل کر تھیں گانہ اپنی اپنی زندگی جیسی بیکر تھیں گویا کہ وہ ایک دوسرے سے غریب تھیں اور ان کے میں کوئی علقہ ہی نہیں۔ سب بیکر کسی ایک شہر میں ہی نہیں بلکہ ایک ملک میں برعکس پائی جاتے تو اس ملک میں بھی کلب تھے نہیں کر سکتی نظر میں خود قیاس کر سکتے ہیں کہ جب بیکر تھیں ایک یاد و نگاہ کا ہی محدود ہو گیا اقتصاد عالم ملک پائی جائے تو ان دور و دور ملک اور فضا کی کلیسیا میں کس طرح قائم اور استوار ہو سکتی تھیں۔ اور پختہ کاری تبلیغ و شاعت کس طرح جمید و نگاہی جب ہم اس امر کو نظر رکھیں ہیں کہ کلب دوس میں نہ صرف فریضہ ہی تھی بلکہ اس میں ماہی ہر دس ہفتے کے ایک دوسرے کے کتبوں کی بستی تھیں تو ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس دور و دور ملک کی کلیسیا کی تنہائی کا کب عالم ہو گا حرام کی کس ممبر کسی کس حالت کو پہنچتی تھی ہوگی۔

پندرہ کلیسیا میں جو اسلامی ممالک میں ہیں وہ سرد کمزور ہوتی بارہوی تھیں۔ لیکن ان کلبوں سے قطع ہو۔ یہ تو صدی ممالک کے باہر تھیں اور جس سے وہ ملک ہو گئی تھیں۔ اس حقیقت نے اسلامی ممالک کی کلیسیاؤں کو کلیسیا سے باہر کے دیگر جموں سے بند کر دیا تھا اور وہ بعض مصلحت کی طرح بیکار ہوتی جا رہی تھیں۔ جلد جو سلام بنیاد بنی ہو گیا تھا ان کلیسیاؤں کی حالت پست ہوتی جا رہی تھی۔ اس سبب نے ان میں کس قدر

کے اس سب کو بھی دو بالا کر۔ وہ کسی حق تہذیب کی تھیں اور تنہائی کی زندگی بسر کر رہی تھیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنی سلامتی سی میں دیکھی تھی کہ وہ اپنی سلامتی کی زندگی متاثر نہ ہو کہ ایک تنہا جہاں عت جس میں مسلمانوں کی رعایت نہ تھی زندگی سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ اس نے انہوں میں شگاف سے بھرا تھا۔ یوں اس میں اور شگاف میں مذہبی سلامتی قدرتی اور پھر اس قدر بڑھ گئی۔ اور کلیسیا میں پیدا گانہ جس حد تھیں ممکن ہر ایک مسکن کے دست میں ہر ایک ملک دوسرے کا ساغنی تھا۔ مرناس نے کسی کلیسیا کو اسلام قبول کرنے سے روک رکھا۔ دوسرے بات کو کوشش کرتی تھیں کہ جہاں کلب ہو سکے وہ اپنی مذہبی رسوم کو کرتے ہیں اور اپنی خادمانی زندگی کو سچی حلقہ سے راستہ رکھیں۔ لیکن کتر جنت کے مذہب اقتصاد قیود۔ مذہبی یا مذہب اور حکمرانوں کی جہاں کاریوں اور جہاں جہاں کے آگے تکی کچھ پیش رفت تھی اس کی یہ حشر۔ لیکن تنہائی کی زندگی کو کھنکھار کر رہی تھی۔ جب اس کی لاپرواہی کا یہ عام تھا تو ہم ان کا یہ سب دور کی روحانی تنہائی و روشنت کو جس سے کہتے ہیں جو ان کے غور و اندیشہ کے تحت ملک کے گوشوں میں دیوہ میں رہتی تھیں۔

۱۰ کلیسیاؤں کا ذہنی زوال:

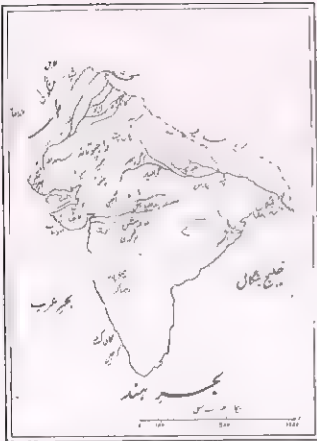
یوں ہوں کلیسیاؤں کی حالت پرانہ اور اتنے ہوتی گئی اور ان کی نسبت بھی اس قدر کتری و روشنت پرستی گئی اور اس حالت میں صدیوں بیٹھی گئیں۔ ان کلیسیاؤں کے تمام فنون، حدت اور شہنہ تجدید پر عملی اصلاح کا اثر پڑا لیکن کلیسیاؤں کے یہ سببوں اور مصلحتی اور مصلحتی

باب اول

شمالی ہندوستان کی قدیم کلیسیائیں

ہم اس سلسلہ کی جلد اول میں بتا چکے ہیں کہ کتاب مقدس توہا کے
مقالہ دوم کی صفحہ ۱۵۳ میں لکھی گئی تھی۔ اس میں یہ روایت موجود ہے کہ
مقدس کورہ چند عسائی کے ہتھوں ہرگز ہمارے ملک میں آئے تھے یہ روایت کتاب
کی تفسیر سے بہت پہلے مکتبہ شامیہ میں مروج تھی جیسا کہ صریحاً
کے اور میں بتا رہا ہوں۔ اس کا زمانہ صوبہ کی بلو تازہ تھی۔ یہ روایت
یہ کہ مقدس کورہ کے عامل کی کتاب میں ہے بلکہ یہ آپس کے مکتبہ میں سے
تھی جس کا مقدس افریخیم۔ مقدس گریگوری آف انطاکیہ۔ مقدس
ہیرقلا کورہ مقدس گریگوری صبیہ۔ سنیان جو مشرق و مغرب میں مشہور
تھے اس روایت کی تائید کرتے ہیں۔

اس روایت کے معنی مقدس نرما "شہنشاہ اعظم گورنر فرس" کے زمانہ میں شمالی ہند کائے تھے۔ اس بادشاہ کے بے شمار بے کابل - قندھار - ایران - سینان - وارسندھ سے مغربی اور جنوبی پنجاب سے پنجوں کوٹ میں طبعی - عدا و فریاد تحت پانی کی یہ لہریں سے درجہ ستارہ سے ہر میل تال مشرق کی



جانب واقع ہے، ایک کتبہ بھی دستیاب ہوا ہے جو آب لاہور کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے۔ ان سب سے اس بادشاہ کی سلطنت کی وسعت معلوم ہو جاتی ہے اور کتبہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سنہ ۱۱۸۱ میں تخت نشین ہوا تھا۔ اس کا دارالسلطنت ٹیکسلا تھا جو راولپنڈی کے قریب ہے۔

اس زمانہ میں وہ علم و فضل کا مرکز تھا۔ مقدس قوماہاں سکھ کے قریب وارہوئے اور آپ نے جابجا مسیحی کلیسیاؤں قائم کر دیں جو دن و گنی اور رات چوکنی ترنی کرتی گئیں۔ جب کشان قوم نے ٹیکسلا اور اس کی نوای کو برباد کر دیا تو وہاں کے بخت مسیحی بھاگ کر پنجاب اور شمالی ہند اور وسط ہند کے شہروں میں پناہ گزیں ہوئے اور جہاں گئے ابتدائی مسیحیوں کی طرح راجاں کے دروازہ پر مسیح کی انجیلی کا پیغام سناتے رہے۔

ٹیکسلا کی سلطنت کے مسیحیوں کی پائنتی کا یہ نتیجہ ہوا کہ نہ صرف ٹیکسلا کی مسنت کے صوبوں میں بلکہ شمالی ہندوستان کے اور وسط ہندوستان کے مختلف صوبوں مثلاً شمال منرنی سرحدی صوبہ۔ پنجاب۔ اتر پردیش۔ مدھیہ پردیش وغیرہ میں جابجا مسیحی کلیسیاؤں کے زبردست مرکز پیدا ہو گئے۔ جتنا چہ ۱۹۲۵ء میں ٹیکسلا سے ایک صلیب دستیاب ہوئی جو شاہ پتھر کی بنی ہوئی ہے اور آب ٹیکسلا کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ یہ صلیب پہلی صدی عیسوی کی ہے۔

(۲)

شمالی اور وسط ہندوستان کی نوژادہ اور نوخیز مسیحی کلیسیاؤں کی پرورش نگہداشت اور استحکام اور ان کی تیز رفتار اشاعت کا سہرا سطور کی کلیسیا کے مبلغوں کے سر پر ہے۔ وہ مقدس پطرس رسول کے ہم نوا ہو کر کہتے

تھے کہ انجیل کا نشان، پیم پر فرض ہے۔ ہم پرافسوس اگر ہم اس کو نہ منٹائیں مٹی
کی بجائے ہم کو اسیا کرتے پوجھ کر رکھتے ہیں۔ ہم منٹائے بغیر وہ نہیں سکتے
(اکر ۹ - دوم ۱ - دس ۱) - سچر جیائی کی طور پر بھی تمام شمالی ہندوستان مسیحیت
کے زبردست مرکزوں کے قریب تھا۔ اور تھوڑی سی دھڑ سے ہندوستان -
سکندریہ اور مصر پر نام بھری درپردہ رستوں سے ایک دوسرے سے
مٹے ہوئے تھے۔ پس شمال مغربی ہند میں بڑی راہ سے اور جنوبی ہند میں
بحری راستہ سے فرنگیوں کی رستوں کی مرکزوں سے جڑا ہے ملک
میں آئے ہیں۔ ہندوستان کی بڑی شاخیں ہندوستان میں مسیحیت کی پیدائش سے
موجود تھیں۔ افغانستان اور بوجسان کے قریب وچوڑ میں مسیحیوں کی پیدائش
بستی تھیں جو کے بستی تھے۔ چنانچہ ایک طرح منگن چھٹیس ہشتوں کے صدر
مقاموں کے نام بتلا رہے ہیں جو ہندوستان کی شاخوں پر ہندوستان کے
قریب وچوڑ میں تھے۔ جہاں کے تھیں اور شمال مغرب کے دروں سے صلیب
کے بیان شمار ملے آتے ہیں۔ مختلف وجوہ کے عٹ مٹی میں صدوں
میں مختلف اور دور دراز مقامات میں مسیحی کلیسیاؤں کی بکثرت پھلتے بھونے آ رہے
تھی کرتے لگ تھیں۔

چنانچہ کافرستان و جنوب افغانستان کا جھٹ ہے۔ قدیم زمانوں میں
مسیحی ملک تھا۔ اس کا ذکر ہم نے انجیل کے صلیب کے علم بردار میں کیا ہے۔
شمال ہندوستان میں بقول ڈاکٹر منگنا مسیحی کلیسیاؤں میں موجود تھیں مٹی کے
شکر ملک ہندوستان کے باشندے تھے کیونکہ اس کے آبا و اجداد نے مسیحیت
کو ان سفیوں کے وسیع اختیار کیا تھا جو ایرانی اور مسیحی نام سے آئے تھے
(انجیل حانہ مائی لکھنؤ پریس پریس)

Z WEMER, ISLAM P. 230.

جب پہلی صدی میں سامانی شہنشاہوں نے مسیحی کلیسیاؤں کی بجائے
پر کرمادھلی تو بہت سے شہریت آ رہے تھے جو ان کے شمال ہندوستان کا رخ کیا
بعض طرح گھومتا جاتا جہاں اس کے ساتھیوں نے جنوبی ہندوستان کا رخ کیا
تھا۔ اس کی ایرانی مہاجرین کی آمد نے شمال ہند اور وسط ہند کی کلیسیاؤں کی
زندگی کو دوبالا کر دیا اور مسیحیت کے افروز و برباد اور ہر جگہ میں چمکے لگے۔

(۲)

چوتھی صدی میں شمال ہندوستان کی کلیسیا میں صوبہ فارس کے ایرانی
مربوط پڑی گئی تھیں جن کا صدر مقام روردر (موجودہ روردر) تھا۔ یہاں کے بپتسمی
اور گھرانے تھے۔ چنانچہ یہاں کا بپتسمی بپتسمی اسقف ایران و ہندوستان
انجیل میں سے تھا کہ کلیسیا کے حاکم کی ہر ایک فصل نیکار
(۱۵۵۵ء) میں شریک تھے۔ یوحنا اور پانچویں صدیوں میں شمال ہندوستان
کی کلیسیا میں اس شہر کے ساتھ چاروں طرف تھی کہ مٹی تھیں جو شریک
اسی ۱۵۹۹ء میں منگنا اور بیٹریک ریکٹ اللہ اور ۱۵۹۹ء
(۱۶۰۰ء) کے زمانہ میں یہاں کا بپتسمی آج کل پیدا ہوا تھا۔ اعمال ماری کا
مستفہ ہم کو بتاتا ہے کہ ۱۵۰۰ء میں شمال مغربی ہندوستان میں مسیحی کلیسیا
رہا افراد تھی کہ مٹی تھیں۔ اس میں کلمہ فصل لکھی تھی کیونکہ روردر کے
بپتسمی مصفا نے ۱۵۰۰ء میں جیسا کہ انجیل کی کتاب اور بپتسمی کے رسالوں کا
ترجمہ یہودی زبان میں کر کے یہاں بھیجا تھا۔ ان کلیسیاؤں کی ترقی کی رفتار کی
سرعت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ بیٹریک بارک بپتسمی۔ بپتسمی دوم
۱۶۰۰ء تا ۱۶۰۰ء کے خاص ہندوستان کے لئے ایک ایک میسٹر اور پادری

مقرر کر دیجس کے ماتحت قریب ایک دو سو بیسپ تھے۔ ان کی ہندوستانی
 کی کلیساؤں کے شمارہ اور اقتدار کا اندازہ اس حقیقت سے سمجھ سکتے ہیں کہ اس
 مشرور لوٹی کی کامیابی پر جس قدر کہ میٹروپولیٹنوں سے ملتا تھا۔ اس میٹروپولیٹن
 کا صدر مقام ایکسٹر کے قریب گندس لہر (جو موجودہ شاہ آباد) تھا۔

[illegible]

وادی گنگا اور گنگا میں پانی کی کیسی سی قدر زمانہ سے ملتی ہو
 تھیں۔ حالانکہ اس کی قدر کرنے والے سے یہ چیزیں چلا کر بیچیں ہیں کہ
 اور کس قدر عام کی ہیں، لیکن، خود اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے قدر کرنے
 والے ہی نے ان کو جو قدرتی اہمیت کے درجہ میں سے کسی حد تک اڑانے کے لئے
 اور تجارت کی خاطر اطراف و اکناف عالم میں بچا کر لئے تھے۔ وہ جہاں بھی
 جاتے تھے اپنے تجارت و چندہ مسیح کی اخیل کر جانتے یا پیغام خدا کے ہر قوم کو
 گواہ بنانے کے قدموں میں اللہ کی سی فوں کو پہنچا کر لئے تھے۔ یہ کلیسیا میں
 موافق ضعیف پروردگار کی تھی اور تھی کی گئی تھی۔

[illegible]

(A)

[illegible]

پہم آگے چل کر گئے ۔ اس کے فلع کا خاکہ ایک سر پر چھلکی قوم ^{سید} کا کس

باب دوم

اولین مسلم حملہ اور مسیحی کلیسیا کی پرانگی

فصل اول

محمد بن قاسم رحمہ اللہ مطابق

بانی اسلام کے زمانہ میں اس سرزمین ہندوستان پر حکومت کرتا تھا لیکن
تو اس نے اس سرزمین کو اس کے حدود کی ایسا طائشور راجہ پیدا نہ کیا جو تمام
ملک پر قبضہ کر کے اس کے مختلف حصوں میں تقسیم کر دے گا۔ جب رسول
عربی نے دولت پات اس زمانہ میں ہندوستان کا ملک مختلف ریاستوں میں تقسیم
تھا اور وہ ریاست کا راجہ ایک خود مختار حاکم تھا جو خود اپنی زمین پر مستقل
ہے اور کسی اور پرستہ تھا اور چاہتا تھا کہ اپنا وارثہ و خاندان پرانے طور پر
کے علاقوں پر قبضہ کرے۔ پس ملک کو مختلف ریاستوں میں نہایت تقسیم
نہ کی تھی کہ اس وقت تک۔

(۲)

پہلی بار اول میں ذکر کیے ہیں کہ اہل عرب مغربی ہند کے ساحلوں سے
بھڑکی واقف تھے کیونکہ زمانہ قدیم سے عربیہ جزیرہ ہندوستان آیا جاتا کرتے

تھے۔ ہن تاجروں سے ملک کی دولت کا حال سن کر سب سے پہلے ایک
قوی حکم خلیفہ عمر کے زمانہ میں ۶۳۵ء میں اہل ہند کی جانب روانہ
کی گئی جو ہندی کے قریب تھا نہ پہنچا بعض ہندو کے تاجروں سے مل کر ہندی کی
کے بعد قلعہ دہلی کے قریب بنے کئی دھرم ساحل ہند پر اپنی فوجیں بھیلا دیں
لیکن یہ صرف فوجی مقاصد ہی تھیں جن کا کام صرف خست و تاراج کرنا تھا
عربوں کا سب سے پہلا باق عہد حملہ ملتان کی طرف سے ہوا اور اس کا
مشرق میں ایک ضلع یہ تھا۔ چونکہ اس طرف سے ہندو مسیحیوں کو
قدرتی روک ٹوک نہ تھی پس ملتان کے گورنر نے متعدد قلعے اپنے ملک میں
کا کوئی مستقل عہدہ بنادیا۔ یہ قلعہ خلیفہ دوم عثمان بن عفان کے زمانہ
میں بنوئے۔

یہ قلعہ کامتہ جبل اور لاہور کی راستہ کی وجہ سے ہندوستان کی
طریقہ بندرگاہ سیلاہنہ میں بھی جو عام طور پر طائفہ کے نام سے مشہور
ہے اپنی کتب فتح البلدان میں ان حملوں کا ذکر کرتے ہیں۔ پہلی بار اول میں
اس کتاب کا اکثر ذکر ہے کہ یہی پہلی بار تھی کہ اہل عرب نے ہندوستان میں
اور اس میں عربوں کی وہ فتوحات درج ہیں جو شام عراق مصر ایران
آرمینیا و آذربائیجان (افغانستان) سیسیلیہ و سیندریل اسلامی قلعہ
نئے ساحل ہیں۔ ان جنگی حصوں کے بعد جب اہل عرب نے جزیرہ ہندوستان میں
سے تھے، عراق کے گورنر نے انھیں بھیجے تو خلیفہ عمر نے ان سے ہندوستان کے
حالات دریافت کئے اور کوئی امید افزا جواب نہ پا کر انھوں نے ان کو
کو ہند کر دیا۔

جب انھوں نے لاہور ملتان اور میرٹھ کے علاقوں پر قبضہ کیا تو

نے داس کے خزانہ پر قبضہ کر لیا اور کئی روز قتل و غارت گری ہوئی رہی۔ قلعہ کے چھ
ہزار آدمی کام آئے۔ جن لوگوں نے اسلام قبول کر لیا وہ غلامی۔ خراج اور
جر سے آزاد ہو گئے۔ حاجاج نے یہ مشعلوں کی نسبت ہدایت بھی کر چکی تھی
لوگوں نے اسلام کی طاقت قبول کر لی ہے وہ چارویں فریضہ اہستہ میں اور
را کا جان و مال محفوظ ہو گا۔ ان کو اپنے معتمدوں کو گونہ جیٹی کی عبارت ہے
خلفائے نبویؐ کی عام پالیسی کے مطابق ہر مفسد کے دشمن کو حسبِ صلیقی
مخطوط رکھا گیا اور ملک کا انتظام ان کے ماتحت کر دیا گیا۔

دولت سے محمد بن قاسم ملان کا تاج بڑا۔ اس کا بڑا شہر تھا۔
سات روز کی شوخیز جنگ کے بعد شہر بھی فتح ہو گیا۔ ہندو سیاحوں کو خوش
کر دیا گیا اور چھ ہزار خزانہ اور پلوں کو غلام بنایا گیا۔ اس نے قسم دیا کہ میرا ملک
کے گریباؤں اور یتیموں کے عہدہ تھانوں اور طرح ہندوؤں کے معتمدوں کی
بھی حکومت کی جائے۔ شہر تک اس نے بہت سادہ مشرقی حقیقت فتح کر لیا۔
ان حملوں میں اسدی افواج نے اس قدر شوخیز کر لی کہ ہر طرف خون کی دہاں
پھیلی تھی۔ چھپ چھوٹس کی فتح کے بعد تیس روزہ شہر کی تباہی ہوئی۔ وہی وہی
داس میں اتنا کشت و خون ہوا کہ مسلمان خود قتل کرنے کو تے مل گئے۔

ہندو دراجد کی بھین نے غور توں کو اکٹھا کیا اور اسے سب آگ میں جل کر مرنے لگا
ان کی عفت محفوظ رہا۔

ابھی محمد قاسم ملان کے آگے نہ بڑھا تھا کہ تاج مر گیا۔ اور اس کے
چھ ماہ بعد حقیقہ ولید بھی مر گیا۔ جب اس کا بھائی ملید بن ۱۱۵
میں تھیں۔ انہوں نے حاجاج کے نام سے ہاتھوں کو پھینک کر مر کر دیا۔ محمد
بن قاسم بھی اس کے حکم کے مطابق قتل کر دیا گیا۔

پرتو عرب اتنے ترسے اور ڈرے کے علاوہ کا خاطر خواہ انتظام نہیں
کر سکتے تھے۔ انہوں نے نہ راجا سرت۔ حیدریوں۔ ذاموں۔ اور لونڈوں
پر ہی اتنا فکر کے ملک کا انتظام راجہ داس کے بیٹے کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جو
مسلمان ہو گیا۔ انھوں نے عربوں کا تسلط قائم نہ رہے گا کیونکہ جو اصل مسلمان ہو
گئے تھے وہ عربوں کو نہ تو شکست دے سکتے تھے۔ بعض عرب سیاح بھی ملتا تھا۔
علاقہ میں آباد رہے اور انھوں نے ہندوستان غور توں سے تدارک کریں
اور ملتان کے گورنر آریا۔ بسا کہ انھوں نے دیگر ممالک کے ساتھ بری
اور بحری تجارت شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ انہوں نے ہندوؤں کی وسیع
اور طرفہ پائش اختیار کر لی۔ چن چن ہو کر رخس جتنی فدا دی جن میں سے چوتھی
سادی بھری کے شروع میں ہیں سفر کیا تھا۔ انہوں نے کی نسبت کا حکمت
ہے کہ یہ بیان مسلمانوں اور کافروں کی ایک ہی وضع ہے۔ دونوں ایک سا
لیاں چیتے ہیں اور بڑے بڑے مال رکھتے ہیں۔ یہی ہو کر ہندو اور
منصورہ کی نو قیادوں کی نسبت کا حکم ہے کہ یہ مسلمانوں کا اس علاقہ
کا حساب ہے لیکن یہی ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں کے قریب قریب
ہندو (مقالہ پیشی صلا اول)۔

اول اول دس۔ بیروں اور آریا میں ہندو سار کے گئے تھے اور
اس کی جگہ مسیحیوں نے لٹی لٹیں۔ محمد بن قاسم نے ملتان کے مشورہ و نوتا
کے مسد کے خزانہ کو لوٹ لیا اور مردوں کو قتل کر کے غور توں اور پلوں کو
غلام بن لیا تھا۔ لیکن راجہ داس کی طاقت کی وجہ سے غلبہ وقت کے لئے
ان علاقوں کا خاطر خواہ انتظام کرنا ممکن نہ تھا۔ یہی رفتہ رفتہ غیر مسلموں کے

ہمزسلوک ہونے لگا۔ اسلامی سلطنت کے استحکام کو شمالی اورو جنوب کے
 اور جنوبیوں کی وجہ سے ہمیشہ مضبوط رہا تھا۔ میں محمدی قسطنطنیہ کی فتوحات کا
 کوئی مستقل نتیجہ نہ نکلا عرب کی اسلامی افواج نے تباہی و تاراج کے بعد
 سے سرشار ہو کر سندھ اور بلقان کے علاقوں کو فتح کر لیا لیکن ان کی ملک گیری کا
 خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا۔ یہ ضرور ہوا کہ یہاں بھی انہیں کے نئے عقیدہ اور ان
 کی حبس زان کے قدم ملک میں جم گئے۔ سیدھے میں اسلامی قانون رائج ہو گیا
 اور ہر طرف تقاضا مقرر ہو گئے۔ جب ہلاکو نے عباسی خاندان کا تختہ الٹ دیا تو سندھ
 بکثرت گورنروں پر مشتمل ہو گیا۔ ان قدیم دلوں میں بر اسلامی حکومت و بزرگ نظام نہ
 رہی۔ جو بزرگ مسلم جن کے خوف کے مارے اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے تھے
 ان میں سے بعض اپنے مذاہب کی طرف لوٹ گئے اور ان میں جذبہ ہو گئے۔

(۴)

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ محمدی قسطنطنیہ اور بلوچستان کی راہ سے آیا
 تھا۔ یہ وہ راستہ تھا جس سے مسلمانوں نے صلیبیوں کو شکست دے کر
 رہے تھے جس کی نتیجہ یہ تھا کہ کلیسیا میں ہر طرف آدھ دھنیں۔ جن بھٹیوں میں
 محمدی قسطنطنیہ کے لئے تھے وہاں مسلمانوں نے تبلیغی مساعی ضرور کی ہوگی
 اندھا دلی بھی کلیسیا میں قائم ہو کر اور ان حملوں کی وجہ سے پر گندہ ہو گئی ہوگی
 کلیسیا نے ہند کے مستعقل مؤرخوں کے لئے یہاں کوں چکر کے لئے وسیع
 میدان ہے۔

کلیسیا کے اندر تاریخ میں یہ وہ زمانہ تھا جب جیسا کہ چند دم میں
 لکھا آئے ہیں مسلمانوں کی کلیسیا کے پیڑ پڑا کر ان کے پیڑوں کی ٹہنی کی
 حفاظت کے باوجود ہندوستان کی کلیسیا کے لئے ایک پیڑوں کی حقارت کر دیا

تھا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کی کلیسیا میں ایسی بھڑک اٹھی کہ قسطنطنیہ میں
 کھینک گئے تھے کہ محمدی قسطنطنیہ کے حلقہ میں ہیں اور چار پیڑ پڑا کر
 کوئی واسطہ نہیں۔ اور وہ پیڑ پڑا کر سے کشتی کے لئے ہو کر خود مختار بننا
 چاہتے تھے۔ اس ہوس اقتدار سے کلیسیا کو کمر و بیا دیا۔ علاوہ ان حلیفہ
 مسلمانوں کے زمانہ میں اسلام کی سر پرستی کے لئے اور اسلامی شریعت کی پاسداریوں
 نے لغزہ کے چیلر ایک اور ملک استیلا کے لئے دلوں میں قاصد اور بگڑے
 کی وجہ سے ایسی دوری پیدا کر دی تھی کہ پیڑ پڑا کر کلیسیا میں اس کے کونسل
 کے اس قاعدہ کو کریم بنایا جس ملک دو چیلر ایک کی جڑ میں ہوا
 کوس۔ اس لئے کہ پیڑ پڑا کر دور دور ملک کے مسلمانوں میں سر چھنے سالانی
 تہذیب کا نظریہ کا کوس۔ اس سے کہ کلیسیا کے مذہبی قوت و استحکام پر اثر
 پڑا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی آمد کے دلوں میں بھی کلیسیا کے باوجود
 کی کسرت کا مدعا قائم رہتی تھا اور جو موزوں و مروجہ تھیں۔ بعض لوگ
 دلی سے کہ مژدوں کی بدولت کسرت سے بیز رہے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔
 ہی وجہ سے کہ کسرت کا مدعا قائم رہا اور انہوں نے مسلمانوں سے سیدھا اس
 نے لیا یہ مسلم سندھ میں قائم رہا۔ بلکہ اس کی حفاظت سندھ کے باہری ہولی رہا۔
 اس حقیقت سے ظاہر ہے کہ جو مسلمان کلیسیا میں سیدھے میں موجود تھے ان کا
 کردار تھا اور ان کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں سیدھے میں سیدھے میں
 پھر بھی اسلام کی حقیقت میں خیر و شر اور کئی کئی تھی۔ بعض ہندو بھی مختلف
 وجوہ کے باعث مسلمان ہو گئے تھے اور انہوں نے اسلامی نام اختیار کر لئے تھے۔

مملکت اور سندھ روک اسلامی ملامتوں میں غریبی اور شہی دلوں نے انہیں بول جلی نہیں
 اور چند دور مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ اسلاط اور میں چل رہے تھے۔ سلام

کی انتہا عت کے ذریعہ ترسیا یہ تھے :- (۱) اسلامی وحدت کے عقیدہ کی وجہ سے متعلق لوگوں نے اسلام کو کافی مذہب پر ترجیح دی۔ (۲) اسلامی اخوت کی نفیس سے چند لوگ نے وہ سیاست کی قبول سے نجات پائی۔ یا مخصوص نتیجہ نہ کے چند لوگوں کے لئے یہ تنظیم نہایت فائدہ مند ثابت ہوئی۔ (۳) شخص جو وہ اثر اسلام میں آتا ہے وہ کسی چاہت تھا کہ اس کے دیگر دشمنوں کی نجات کی تلاشی سے ہوں خاص کر اس کے لئے اسلام قبول کر لیں۔ (۴) یہ لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہو جاتے تھے جو حکومت کی طرف سے شہر بھر کے لئے ملامت و تحریک کی اصل چوبائی تھی۔ (۵) یہ لوگ اسلام کو پس جانے اور دیگر کی مخالفت کا فیصلہ تو جاتا تھا۔ (۶) عربی مسلمانوں نے چند دھڑوں سے ازاد و اجتماعی عقیدے پیدا کر لئے اور ان مسلمانوں کا اندازہ یہ تھا کہ وہ اسلام اور واقعہ دونوں ہیں اور کہ مسیحی تھے۔ وہ ہر شخص مسلمان موصوفہ تھے ان کی یہ مخلوق کا تکلیف ہو رہا تھا جو باق مسلمانوں کے تھے اور ان کی شخص اس کو اور محفوظ سے محروم نہیں کر سکتا تھا۔ (۷) جب کوئی مسلمان ہوتا تھا تو وہ مسلمانوں کے لئے بھی تیار ہوا اور بہت کچھ قبول کی باجمعی حکومت دونوں سیاست سے بچنے کا راستہ حاصل کرنا تھا۔ (۸) مسلمانوں کا تسلیم اور توفیق تھا کہ اسلام کو اس سے بڑی چیز ہے جس سے سیاست نہ۔ یہ اعتقاد رہا کہ اسلام بڑا دین ہے کہ جب اسلام کے واسطے میں نہ کرے اور ان سے بچنے کے لئے مسلمانوں سے اور دوسرے حملہ آوروں سے جو تھے بڑھ گئے۔

مندر در اسلام میں سے تو سرسبز ہو کر کلیب میں تعلقوں میں قائم نہیں ہو کر وہ نہیں۔ اس کے انھوں نے عند دوسروں کی پرکھی مستحق اثر میں کیا تھا ان میں سے جو خوش تھا اور وہ بھی تھا اس میں کو سست یعنی نفیس۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی آہستہ آہستہ کی مسطرتوں کے قیام میں نہ کر کے سبھی کو بہاد کر رہا ہے۔

فصل دوم

محمود غزنوی کے حملے از ۱۰۰۰ تا ۱۰۲۶ء

ہم اس چند کے حصہ آؤں کے باب بحث کرتے ہیں کہ اس آج میں نے کون دیکھیں کا صحیحہ حال کیا چکے ہیں۔ جب دسویں صدی کے آخر میں خلافت بغداد کے مرکز پر چڑھی (سیرجیوں نے اس میں نہ کی بھوکا دی۔ سنانی حکمرانوں میں ترک حملوں کو رٹا موروں کو بڑا شوق حاصل ہوا اور یہ کہیدہ کے عہد کے ان میں کے ہاتھیں تھے۔ اس میں سے ایک پیشکش تھا جو مسلمان کے حکمرانوں کو قاج کا کاہنہ تھا۔ اس نے غزنی میں پہنچ کر نام کر کے میل غزنوی حکومت کا دس۔ ابانی الیقین کا دوسرا حملہ ہو گیا جس کا نتیجہ تھا جو اس کا دسویں تھا۔ یہ سیکسٹین محمود غزنوی کا باب تھا۔

محمود غزنوی نے اپنی کثرت و تہذیب مسلمان تھا۔ وہ بہت و بہت ہستی کو سلطان عبد صالح کو بھیجا تا کہ اس کی طرف سے حکومت تھی۔ وہ ترک تھا اور وہ اس تمام سے بھی استعانت تھا۔ اس نے خلافت قائم بقدر سے مسیحی حکومت کی درخواست کی۔ جلیقہ نے اس کو مسیحی حکومت اور دعوت اور عیسائی اور اسلام کا لقب خط لکھا، اور حکم دیا کہ عسکریوں میں حلیت کے اور کام اور دوسرے اور سبیلے سنت کرے۔ چنانچہ اس نے نہایت جلدی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ (۱) اس نے ہر ملکہ و صفہ (۲) وہ علم حدیث کا بڑا دلدار تھا (۳) اس کا حکم علم ۲ صفحہ ۴۰۰۔ یہی وہ ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے سب سے قابل ترین اسلام میں شمار ہوتا ہے۔ اس نے مسلمانوں اور مسلمانوں کے درمیان ہمدردی و مہمان پرستی کی تھی

کئے۔ اُس کا بیڑی، کُن شکر مارا، فغان کو جہنم میں داخل ہوتا
 تھا۔ بالی غنیمت کی خزانہ کی وجہ سے محمود کو فائز واپ اور جہاد میں کسی بھی محسوس
 نہ ہو سکتا اور وسط ایشیاء، ایران، افغانستان وغیرہ کو سرحد کے سر پہ پہنچنے والے
 مسدود محل اشکبار پر حملہ کے وقت اُس کے جہنم سے نکلے جمع ہوئے تھے۔
 بالی غنیمت کے راج، جہاد کے جہز اور فوجی ہشت کی جہنم سے اسلامی افواج
 میں ترقی تیار ہو رہی تھی۔ ایرانی وغیرہ سپہ سالاروں کو ایک جہت جمع کر دیا تو چنانچہ
 آئندہ اپنی جنگ بڑھ چکے تھے۔ اسلام میں ہمت کے لئے دیکھو لوگوں کی تعداد جو
 خالص دینی اور نہ ہی مصلحتوں کی خاطر اسلام میں آئے تھے بہت کم تھی۔
 لیکن ایسے مسلمانوں کی تعداد نہایت کثرت میں تھی جو کسی دسی وادی یا فتنہ و
 غارتہ اور بالی غنیمت کے راج کی وجہ سے اسلام کے خلاف گوتیں مارتے تھے عرب
 کی مصلحت کی درستگی اصل وجہ تھی اور مسلمانوں کا یہی جو شہ نہ تھا بلکہ ہمالیہ
 مالک کی نہ جہیز زینو اور بے شمار دولت تھی جو ان کو کس کس لشکر اسلام میں
 آتی تھی۔ ہر بار محمود ہندوستان سے بھاگ کر دولت بے شمار ہندوؤں کے خزانے
 اور ہزار ہا خزانوں، غارتوں اور بچوں کو ملک، آریغی میں لے جاتا تھا۔ خلیفہ خلافت
 کا طرف سے اُس کو قسمت اور خطاب دیا تو اُس نے جس نے اُس کے اور اُس کی
 انوار کے شوق جہاد کو دلا کر دیا۔ ہم بار غنیمت کا اس سے امداد کر سکتے ہیں
 کہ فقط کا گڑھ سے (جہاد) جس میں تیرہ نفلو شہا کیا جاتا تھا، بے انتہا جہاد
 اور ہم دزد کے خزانے اور لوگوں پر لادے گئے اور غزنی میں دھکے کھائے گئے۔ جس
 قیمت پر دھنی، لعل اور سیریس جو نادوں کے برابر بڑے کھے گئے کہ اتھ
 آئے۔ ان کے عہد وہی ہزاروں دہائی، سونے درجہ بندی کی تھی۔ پائے وغیرہ
 بالی غنیمت میں آئے۔ ہر حملہ کے بعد اس قدر مال ہاتھ آتا کہ محمود کو مجبور ہو کر

تو طعن مٹا کر دوسرے کوٹ کو غزنی پہنچا سکے۔ راجہ جے پال کے کھے کا بار کیلا
 ایک لاکھ تھی ہزار و شاہ کی مالیت کا تھا۔ اس جنگ میں اُس کو بے اندازہ
 مال غنیمت اور سچی میں ہزار ہا مال اور نو فوجیں ہاتھ آئیں۔ ہندو کے ہندو سے
 محمود کو فرمایا ایک لاکھ سونے کے متعلق۔ چاندی کے و صد قیمت۔ پانچ ہزار
 دینار کے دواں۔ چاندی میں مندر کا ایک نیل اور بے شمار زر و جواہرات
 ملے۔ شہنشاہ میں عمر نے آخری حملہ سوسا تھ کر لیا اس نے ہندو کے متعلق
 جن کو تار سے لکڑی سے کر دیا اور یہ ٹکڑے چھین سکے۔ فاتح کے محل میں
 لے چلے گئے۔ اس ہندو کی بے قیاس دولت کا اندازہ اس سے ہو سکتا
 ہے کہ جس سونے کی زنجیر سے بھاریوں کو بھلایا جاتا تھا وہ دوسروں کی
 تھی۔ اس کے چھین سونے کے جو فتنے ہندوؤں سے جڑے ہوئے تھے۔
 شہر کی تصویر سے محمود کے ہاتھ پر لکھ کر دے رو پر کیا بالی غنیمت آیا۔ سک
 زمانہ میں ہندوؤں کے تمام منہ پر عیال بے دوزخ ہوتے تھے اور محمود
 ان کو دیکھ کر سیکھنے کے عالم میں آ جاتا تھا۔ عرب سے آئیں والی ہندوؤں کو
 مسلمان تھا اس ہندو کی من تصویر اور عمارت سازی کی کھو کی دانی سے
 بغیر نہ سکا۔ وہ کہتا ہے کہ جب ہم ان کو دیکھتے ہیں تو ہماری عین
 دنگ رہ جاتی ہے۔ اگر کسی عمارت بنانا تو دنگ ہم ن کی عمارت ناہر
 تفصیر کی جو ہندو کی کو بھی الفاظ میں انہیں کر سکتے۔ ان ہندوؤں کے
 ہندو پرست، بڑھ چھوڑ کر اپنی دولت بچھا کر کیا کرتے تھے ہندوؤں کے
 کے ہندو کے دروازے ایسے شہنشاہ اور خولصوت تھے کہ عمارتوں کو
 غزنی لے گیا جہاں اُس کے واسطے ملک کی منت ہے۔ ہندو تھ کی فتح
 کے بعد قلیو، اقلہ و بالہ اس کو اور اس کے بیٹوں کو خلعت عطا کئے اور

سار نہ دھانک دیتا تھا۔

تندیس فرشتہ میں ہے کہ اس نے مسجد کے قریب ایک دروازہ بنا کیا
وہ بہترین کتابوں اور نادر نسخوں سے اس کو آراستہ کیا۔ مسجد اور دروازے
لئے اس نے بہت سے گاؤں وقف کر دیئے (۱)۔ وہ اپنے دربار کے خاص
فقیر و محدث وغیرہ کے مسائل دریافت کرتا رہتا تھا اور اپنے سامنے علماء کے
مباہنے کرتا تھا تاکہ اس کو مسئلہ کے ہر پہلو پر چمک جائے۔ فقیر میں وہ
پہلے مسنی تھا لیکن بعد میں وہ شافعی ہو گیا۔

محمد کے دربار میں اپنے پیارے کے ساتھ تھے اور وہ خود بھی شعر کہتا تھا۔
پشانیچہ جب وہ مرض الموت میں گرفتار ہوا تو اپنی گزشتہ زندگی و شوکت اور
جلاں کے احوال و موجودہ اچاری اور موت کے خیال سے اکثر افات و دہشتوں اس
نے تب توہین کے اشعار کے جو وقت لکیز میں۔

پشانیچہ میں لکیز کے اشعار
گئے پشانیچہ میں لکیز کے اشعار
بے نقادوں کو کہن کے ہستم
اگر وہ بکھرے پر کشی زد کو
بہر زلزلہ کشم و بکارت و بکارت
چو مرثیہ شہنشاہی و بکارت و بکارت

(باب الاطاب بدوا - صفحہ ۴۵۷)

محمد کی محفلت بحر مال سے فزات کے کنارے تک اور رہائے اور کس
سے لگا لگا کماںوں کی تھی۔ وہ تادم مرگ اپنی افواج کو مشرق و مغرب و جنوب
کی طرف بھیج کر دیگر ملک کو برا کر غریبوں کو اسلام کا ساتھ دینا شروع کرتا رہا

ہندوستان میں اس کے حملوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ جہاں اس کی فوج ظفر صوبہ تھی
وہاں اور انصاف و صلح و محبت اور صلح و صلح و صلح و صلح۔ در سندھ میں حکم
ہو گیا۔ محمد کے پے در پے فتوحات سے لوگوں کو جو تذبذب کی حالت میں تھے یہ
یقین ہو گیا کہ فقط اسلام ہی خدا کا سچا دین ہے جو اپنے پیادوں کو فتح پر فتح
عزت و اور پیادوں کی کچھ حقیقت نہیں کیونکہ وہ ہر جگہ توڑے پھوٹے
جاتے ہیں۔

(۲)

محمد کے حملوں سے کلیسیا نے ہندو اس کی ہمسایہ کلیسیاؤں کی تاریخ
میں ایک نئے اور حسرتناک باب کا اضافہ ہوتا ہے۔ جس راہ سے اس نے ہندو
پر ایک بیع صدی میں پے در پے سترہ حملے کئے، یہ وہ راستہ تھا جس
سے اس سے پہلے کے مشہور حملہ آور آئے تھے۔ بلکہ یہ نیا راستہ وہ تھا
جو ہندوستان کی حد کے شمال میں واقع تھا۔ ہم باب اول میں بتا چکے
ہیں کہ غزنی اور ہندوستان کے درمیان جو مالک تھے ان میں جی کلیسیا میں بکارت
صحت تھیں اور مسطور کی مسیحی مبلغین اس راہ سے ہندوستان میں انجیل کی شہادت
کرتے تھے۔ یہ کہ بہت سی راستہ تھا جس کے ہر طرف رجسٹریاں قائم کر کے آئے ہیں
کلیسیا میں موجود تھیں۔ محمد کے ہڈیوں ان لشکروں کے پے در پے سترہ حملوں
تھے ان کلیسیاؤں کو پر گندہ کر دیا۔ کلیسیا کے بے شمار افراد اپنے ایمان کا
انکار کر کے ملت اسلام میں داخل ہو گئے۔ ان میں بہت سے مس کے ہڈیوں
ذی لشکروں میں شامل ہو گئے اور ان کیفیت حاصل کر کے گشتوں تک
مالا مال ہو گئے۔ اس لای میں اگر بہت سے قبضوں اور شہروں کے دیگر
مسیحیوں نے بھی اپنے نجات دہندہ سے انکار کر دیا اور ہر حملہ کے ساتھ

مسیحی اسلام قبول کر کے اس کے گھر میں لوہے کا طوق پہنایا جائے۔
ایسے سخت گیر حکام کی حکومت میں مسیحی کلیسیا میں ہر جگہ کیے قید و غلامی
ختم ہوئی شروع ہو گئیں۔ جیسا ہم حصہ اول میں بتلا چکے ہیں وسط ایشیا
میں نسطوری کلیسیاؤں کے پیشاپیش اور سیریلون کے بعد دیگر بگڑے ہوئے
ملک۔ چوتھوں میں کلیسیا میں اسلام کی حلقہ پوش تہذیبیں ان کی صنعت
یہاں ہمیشہ کی دولت تھی اور وہیں اسلامی حکام میں ذلیل اقلیتیں ہو کر
سب سے سبک کر اپنے دین گذارنے لگیں۔

غزنی کی سلطنت دو سو سال کے بعد ختم ہو گئی۔ محمود نے دریائے سندھ
کے میدان سے دریائے گنگا تک حملے کئے تھے اور جیسا ہم پہلی فصل میں لکھ
چکے ہیں انھوں نے غلام اور لڑکے اور لڑکیاں کا ان گنت مال۔ بے شمار جواہرات
ادب و ہنر کے ٹکڑے اور دیگر بیش بہا اشیائے غنیمت کے بوجھ سے اس کے
لشکروں کے ادا ہوئے اور گھوڑوں کی بیسیوں بڑھل ہو جاتی تھیں۔ ان علاقوں
میں ہمیشہ عشرت کی زندگی تار پیر ہو گئی تھی جس نے سلطنت کی جڑوں کو کھوکھلا
کر دیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے منافقوں جن کی حکومت کے قابل نہ رہے
لوگوں نے غزنوی سلطنت کے تختوں پر قبضہ کر لیا۔ پورے سرحدوں میں
محمد غوری صوبے سے ذرہ و ست مروا تھا جس سے کہنے لگے یہی سبکدوش کے
خاندان کا خاتمہ کر دیا۔

غور اور اس کے قریب وجہ میں اسلام سے پہلے مہادیان پھر ہمت
تھا۔ جن سماجی طبقوں نے ان علاقوں میں سماج کی اشاعت کی تھی ان
کا یہ اہل حق تھا کہ انھیں کہتا ہے آدھ ہزار سال پہلے پر ہی تھا ہے۔ ہمیں
فرنگیوں کا حصہ اول کے باب میں بھی لکھ چکے ہیں۔ یہاں علاقوں کے لوگوں کو

کے لئے مذہب کی تہذیب کا صرف یہ مطلب ہوا کہ جہاں وہ پہلے پہنچتے تھے کہ
یہاں کنول پر پھٹا ہے۔ بے ڈوبیہ نے کہ گئے گا اسلام کو مٹا دے گا۔ آسٹریا
پر پھٹا ہے۔ تشہید و غنیمت کے خیالات دونوں مذہب میں موجود تھے۔ ان
عنیت کی حرص۔ جہاد کے شوق، دونوں نے بہشت کے وعدوں نے ان کے
مذہب کی تبدیلی میں کامیابیاں پیدا کر دیں اور یہ بڑے بڑے مسلم حکمرانوں کو
مسلمان ہو گئے۔ شاہاب الدین محمد غوری بھی اسلام کے اسی قسم کے عقائدات کا
پہلے قابل تھا لیکن بعد میں وہ منجلی الذہب ہو گیا۔

دسویں صدی کے لوگوں کا سب سے بڑا مقصد اسلام کی اشاعت
تھا۔ مذہبی تعصب۔ شوق جہاد، عدالت غنیمت کی حرص نے اس کی شجاعت
کے لئے زیادہ کام دیا۔ ان شجاعتوں کے سامنے محمود کے کارنامے تھے جس
کی وجہ سے غور کو ہر جگہ اسلام کی اشاعت کی وجہ سے زور و جواہرات
کے خزانے بنتے رہے۔ اس لئے کہ یہ یہودی ہوا کہ یہ مہادیان اور شجاع نور محمد
ہندوستان پر پیش قدمی جوہر مند ہو کر حملے کی تیاریاں کرنے لگے۔

دھرم ہندوستان کے راجاؤں کو ابھی نقابت اور عزت کی لعنت
نے متوجہ نہ ہوئے تھے۔ اس خصوصیت، دولت پرستی نے ان کی ذرہ و ست طاقت کو
مسترد اور نازل کر رکھا تھا۔ اس افتراق کے مقابل میں اسلام نے اسلامی حکمرانوں
کے مفلس غریبوں کو ان میں یکے جتنی پیدا کر رکھی تھی۔ ہندوستان کی دولت
نے ان کے مذہبی جوش جہاد کو جو دے رکھی تھی۔ محمد غوری کی فتوحات نے محمود
غزنوی کو دو سو سال پیشتر کی فتوحات کی یاد تازہ کر دی۔ محمود نے قریباً پچیس
سال تک ہندوستان کو متحدہ سے لڑ لڑا تک یہ مال کر دیا تھا۔ محمد غوری
وغیرہ نے بھی تیس سال تک ملک کو پیشانی اور تباہ کر دیں۔

جب محمد غوری نے دہلی کے راجہ پر تھوڑی راج چڑھ کر کیا تو قنوج کے راجہ جے چند نے غفلت شعار ہی انتظار کیا اور پر تھوڑی راج کے ساتھ مختصر ہو کر نہ رلا۔ کیونکہ یہاں تھا تاکہ اس کے رفیق کا سر بیجا ہو جائے۔ پر تھوڑی راج کو شکست ہو کر محمد غوری نے راجہ پر قنوج فتح کیا۔ اس وقت اس کے خواب و غیب میں بھی نہ آیا ہو گا کہ وہ تاریخ میں ایک نئے اور مستقبل باب کا مدد فرما رہا ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ اس کی فتح نے ہندوؤں کے ملک کی کاپی پیٹ ہوئی۔ ہندو راج کو کسی مسلمان کا احساس نہ آیا ہو گا کہ اس نئے باب کا ہندوستان کے ملک اور ملک کے مختلف مذاہب پر کیا اثر پڑے گا۔

محمد غوری نے لاہور کے شہر عزیزی محلہ سے حکومت چھیننے کے لئے جھوں کے ہندو راجہ کو اپنے ساتھ طلب کیا۔ اس سے راجہ کے ہندوؤں کو سہل کر کے ان کے ملک میں بھیج کر کہہ دیا۔ جس سے جس علاقہ کو بھی فتح کیا وہاں قرآنی احکام اور اسلامی شریعت کو نافذ کیا۔ ہندو شہر یا دیہاتوں میں اس کی مدد سے قائم ہو گئے۔ محمد غوری نے قنوج کے ساتھ دیا دھارمنا سا ہو کر محمد کے مقصد ہندوستان پر مستقبل اور چکومت کر رہا تھا۔ اس کے حملے عربوں کی مخالفت اور جنگی مصیبتوں نے نصیر جو، اسلام کی شاعت، مسیحیت اور کفر کو مٹانے اور دہلی کی تخت کو اس کے لئے گریز سے کی گئی تھی۔ ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کہ ترک ہندوستان میں پہلے پڑوہاں کا خلیفہ بھی کرتے لیکن محمد غوری نے نصیر جو علاقہ کو فتح کیا کہ وہ بھی اسلام کے باغیوں سے نہ نکلا۔ اس کی حکومت اسلامی اور ملک کی حکومت تھی۔ اس میں اسلام کا نہ بھی جو ش تھا۔ چنانچہ فرشتہ لکھتا ہے کہ شمال پنجاب کے پہاڑی علاقہ کے گھوڑوں کا سردار

غوری نے ایک مسلمان ہو گیا۔ محمد غوری نے اس کی سروری کو بدل رکھا۔ اور اس کو کھانا اپنی قوم کو دھارم اسلام میں لے آئے۔ چنانچہ سب گھوڑوں کی تلوار کے زور سے مسلمان ہو گئے۔ اس کی سلامتی حکومت کو اس کے بعد سے حکمرانان استوار اور درستی چلنے لگے۔ محمد غوری کے زمانہ سے ۵۵۵ھ تک دہلی کے باہر تخت پر کوئی نہ کوئی مسلمان بادشاہ سرکار نہ سلطنت کیا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جوں جوں دہلی کی مسطنت کی حد کو وسعت پاتی گئی تو اس اسلام کی شاعت ہوتی گئی۔ قرآنی احکام و شریعت اسلام نے غیر مسلم مذاہب کے اصول، رسوم اور رواج پر ایسی سخت پابندیاں رکھیں کہ ان مذاہب کو خود سجدہ و عبادت میں تسلیت آرام میں تھے۔ دیکھ کر دیکھ کر لگنے شروع ہوئے۔ محمد کے اصول کے بعد شمال ہندوستان کی کلیسیاؤں کو زور سے چینی غلبہ بڑھ گیا اور مسیحی کلیسیا میں اس کے منور تر اصولوں کی آفتوں سے مرہر جی گئی تھیں۔ اگرچہ وہ پہلے سے کمزور ہو گئی تھیں لیکن ان کو قوت دے کر زور حاصل ہو گیا تھا۔ ان کی کمزوری کا سبب کچھ تو یہ تھا کہ وہ ان حملوں سے پریشان اور منتشر ہو کر پراگندہ ہو گئی تھیں اور ان کے ہست سے شرکار اسلام کے مقصد کو بکوش ہو گئے تھے۔ ان کی کمزوری کا سبب یہ تھا کہ ان کے راجہ ہر جگہ اور مس بٹا چکے ہیں، مغربی اور وسط ایشیا کی کلیسیاؤں کی حالت روز بروز متزلزل ہو رہی تھی۔ اور یہی کلیسیا میں شمال ہند کی کلیسیاؤں کی ماں تھیں۔ اسلام کے غلبہ نے غوری کی کلیسیا کے مشاہدوں اور مبلغوں کو

[illegible][illegible]

اور مسکن کے پتہ طوں دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ تو اسی ہے جس نے میری دعا مانگو اور سلامتی لیں۔
 اچانک اس نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ میں نے تم کو اس کے لئے اس دعا سے علم کرم
 کیلئے بھیجا ہے کہ اس ایسا لڑکے کو دے دو جس کی بنا پر حرج و مانع ہو گیا ہے یہ وہ لڑکا
 جو اس کے پاس ہے لکھنے پر اس کو دے دو جس کے ایک فیصد کو اس کے صاحب کو دے دے۔ یہ
 یہ صاحب ایک خاص شخص کی شرف حاصل کرے۔ دن سترہ کی کار و مہربانی
 ملا اس شخص کو سزا دینی۔ غور سے کہہ رہا تھا کہ یہ معاملہ میری دعا سے

418

[illegible][illegible]

قاصع الکفر کا واقعہ دیکھو والدہ کیس۔ ناصر اسلام کا نام احمد نام
 وغیرہ۔ سب سے پہلے کوہ ہند دھڑ اور بیس بیوں کا بیٹی دشمن قلعہ مذکورہ
 پر شہر سے بھی کھڑے رہے کہ سب سے مسیحی کلیسیا ڈن کو سر درخت و
 برید کر دیا تھا کہ اس کا یہ کارنامہ اس کے شوخ و فحش و زکریہ ہے۔

نخست فشیوں جوتے ہیں اس کے مسلمانوں کی زندگی کو سرخی منگیں دی۔
 شہر بیس کو سلطان عثمانیہ دیا اور تمام طہ شرعی ختم کر دیے۔
 مصطفیٰ علیہ السلام کے شہر اور شہر کی زندگی میں ایک کام بھی کیا
 خاص اس کا کہ یہاں تھا۔ یہاں اس کی حکومت پر غلامی اور غلامی
 اسلامی حکومت تھی۔ اس کی غلامی اس طریقہ سے کی گئی کہ اس کے ہر غلام
 سے، اسلام کی اہمیت ہو گئی۔ حکومت کی اہمیت اسلام کے لئے
 پختہ تھی۔ ہنگام کے غلامی کی اہمیت کے لئے دیکھا کہ اس اسلام
 میں جو جو دوجی مسائل ہو گئے، وہ تو مسلمانوں کی اکثریت پر یہی رو کی تھی
 تاکہ وہ اپنی زمینوں کے مالک بنیں، اور جو زمیندار نہیں تھے وہ بھی مسلمان
 ہو کر زمین کے مالک بن گئے۔ قطب الدین کی فوج کے سپہ سالاروں نے
 غلاموں سے کھجور لے کر دے دیں، جو غلاموں میں ان کو جبر سے لایا جاتا اور
 وہ مسلمانوں کی باتیں ہی جانیں۔

جب ان کے ہاں چھوٹی چھوٹی قوم تھی، ریاستیں ہندوستان
 کے مختلف علاقوں میں قائم ہوئیں تو ان کے قیام کے ساتھ ساتھ اسلام کی
 شہر بھی ہوئی تھی۔ رفتہ رفتہ ملک کے مختلف طبقوں میں اسلام گھر
 گزرا گیا اور تسلیم کیا۔ لاکھوں کے دلوں کو حکومت کے دُشمن بننے لگے جس سے
 ان کا رد و افسانہ لفظ پڑا تھا، اور ملزموں کی آمد اور شہر ہی مذہب کے

اسقاط کے اسلام کی طرف مائل کر دیا۔ ان خصوصاً عرب طبقہ کے لوگوں کے لئے
 اسلام، حبش رحمت ثابت ہو گیا، ورنہ اسلام قبول کرنے میں ان کو قائلہ ہی
 خاصہ نظر آتا تھا۔

سندھ سنوں کی موجودہ عیسوی صدی کا حقراختہ بھی اس حقیقت کی
 تصدیق کرتا ہے کہ جس جہاں اسلامی سلطنت قائم ہوئی وہاں کے باشندوں سے
 مختلف طبقوں کے، عرب، اسلام اختیار کرنے چلے گئے۔ چنانچہ شمال مغربی
 ہندوستان میں، گجرات میں، گجرات میں حکومت ملام کے قیام کے ساتھ
 دین کے باشندوں نے، اسلام قبول کر لیا، اور جنوبی ہند کی اکثریت
 اب بھی مسلمان ہے۔ یہی سب اس کے لئے ہوئے۔ اس سے پہلے مشرق اور غیر
 مشرق میں، عرب یا عرب کے مشرقی ہند میں، جو رہے پہلے باشندوں کی
 دولتوں سے زیادہ دین اور شہر میں، مالدار کے ساتھ ساتھ مسلمانوں
 سے بہتے ہیں جو مسلمانوں کی دین میں جو عرب اور مسیحی فارس کے دین سے
 وہاں تجارت کر رہے تھے۔

دوسرے شمس الدین تکیہ دار شمس الدین تکیہ دار شمس الدین تکیہ دار

شمس الدین سلطان قطب الدین ایک کا نام تھا۔ وہ خدا کی خدمت میں
 سب سے عظیم بادشاہ تھے۔ وہ مذہب اسلام کا انبیاء و اولہ تھا کہ
 اس کا شمار ادیان اور ملت میں کیا جاتا ہے۔ گو اس کی زندگی کا ایک بڑا حصہ
 جنگ و حرب میں گذر گیا، لیکن ان جنگی مہموں میں بھی سزا کا اس انتقام لیا گیا کہ
 وہ یا بچوں کو قتل نماز لایا گیا، اور ہر مہم میں امام اور دینداروں کے ساتھ
 ہوتے تھے۔ وہ ہر جگہ کے روز مسجد جاتا تھا اور وہیں قرآن اور فرائض

اداکار کرتے تھے۔ انہیں باوقات دہ نام رات ڈھکا اور شبات میں گیارہ دین
تھا۔ اس کے رہنے میں ٹھکانے اور وسطی اکثر ہوتے تھے اور پنج واسلام
اور دیگر ہمارے صلح و صل کیوں تھا جو اس کو فوجی احکام اور شرفیہ اسلام
بزرگ کر لے کر لکھ کر سنے۔ پتہ تھے وہ اولیاء اور علمائے اس قدر احترام کرتے تھے
کہ اولیائے مذکورہ میں ان کے ناموں کے پیلو پہلو اولیاء نام بھی
مسن عقیدت کے ساتھ لکھ گبر ہے۔ اس لئے ان کا خطہ اولیاء بن سکتا
ہوگا کہ انہیں مرتبہ کی تھی۔ نہ در علماء الدین نہ اس کا ذکر شرف جزم
حلف اور سزا سے کہہ سکتے تھے۔

[illegible]

ایک تفتیش پسند دستاویز کا ہر دہائی ساٹھ سی تھو اچس نے بغداد کے خلیفہ

المستصر بالحد کا افتراء دئے، انہیں قتل کیا اور اپنے لئے اس سے مستور حاصل کیا۔
 خلفہ نے اس کو "ناصر امیر المومنین" کا خطاب بھی عطا کیا جب باغی و منافق
 کے مقبرے سے تو اس نے ۱۲۶۶ء کے دزدان کا شام نہ سناقتال کیا
 اور اس وقت کی یاد کو اس کے سینے ہی پر جاری کیا مگر یہ کسی میں حقیقہ کا نام
 گنہگار ہے۔ اس نے اپنے فرزند قتب الدین کو تختہ کے واپس لے کر لے کر
 میں قتب الدین کا جو بے عیانت و مذکور میں شمار ہو کر ہے۔ اس میں
 مصلحت کے انتفاعات واسطے جو المومنین کے لئے مودت و المائدہ
 محبت و انس و صلہ کے لئے ہے۔

[illegible]

مستحقین نے اس بار کو شمشک کی کرتیڑ میں گواہی دے کر حلقہ بطوری

نیا ہے۔ جو غیر مسلم منہ مذہب اسلام قبول کر لیتے تھے وہ اس نئے سرے میں اعلیٰ ذات
کے ہندوؤں سے بہتر تھا کہ جسے تھے اگرچہ ان قوموں سے قرانی حُسن
مساوات اور حُسن کا سلوک نہیں کیا جاتا تھا مگر ان لوگوں کے لئے ہی غنیمت
تھا کہ وہ ان خبیث کے شر سے مذہب میں شامل ہو کر نیک و عزت کی زندگی بسر
کر سکتے تھے اور جو کچھ کھاتے اور فرات پر تکی سترتوں سے آزاد ہو
سکتے تھے۔

سُلتان یحییٰ نے جہاں جہاں فتورہ - - - - - پہل گئی اور جہاں کی
کلیسیاؤں پر قبضہ کر لیا اور یہ ہو گا۔ اس کے آثار میں نہ سُلطان غلام
ایک کام تھا۔ اس کے پاس سے نہ جس سے سب سے زیادہ مر گیا۔ البتہ
صلیب میں کوئی کسٹری نہ لکھی تھی۔ اگرچہ اس کی حکم پر مسجدیں تعمیر کر دی
تھیں۔ یحییٰ نے شاعرانہ انداز میں دینہ کے ایک عہد سے جس کی
کلیسیاؤں کے وجود اور ان کے اختتام کی خبر شاعر یا جانا پہ چاہی۔

دین صلیب ملک کا شرف نہ لے رہا

نورمان صلیب کا شرف لے رہا

اب یحییٰ کے ہندو کا ایک نفع مند دین غیر ملکی اس کے ساتھ
خلوت و صیوت میں رہتا تھا۔ اس نے دینہ کے سامنے ایک ہتھیار کا دان
میں کما سُلتان کے لئے لایا تھا کہ وہ اپنے ملک میں غلبہ اور حُقوق
نفس کے معتمدوں کو تسلیم روا رکھے اور فلسفہ چاہنے اور پڑھنے کی بات
کسی حال میں بھی نہ سمجھے۔ یہ مذہب کے گمراہوں - مذہب اور سنت کے
دشمنوں اور بدعتوں کی تائید اور توہین میں برابر کوشش رہی۔ بدعتی

یہ اتحادی درمیان کی مطلقاً جو رہا تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسے علماء و گھروا
اس مسجد کے حصار میں کسی کلیسیاؤں کی تعداد و شمار میں روز بروز فرق نہ کیا
ہو گا اور اس کے گزرو میں وہ بے گھر ہو کر رہ گئے۔ ان کے اندر کے اندر
ہو گئے ہونگے۔ ملتانی عہد کے اکثر جوتیلے یا دینہ کے عہد کی آمد کی جا سکی
تھا کہ مذہب میں ان کو مستحکم سمجھا گیا۔ ان سے بھی کسراہد لیتے تھے البتہ
کی جہاز میں رہا گیا تھا کہ وہ کسی کلیسیا میں پتہ نہ لگتا ہو
رہا تھا اور اس کے لئے کہ وہ رہا تھا اس ایسی نصیحت کے اور شاہ کی
مکومت میں ان کی دولت میں۔ پیش پڑی طرف تھی ہوگی۔ ہندو
چراغ نہ لگا رہا تھا۔ یہاں تک کہ ان کے عہد میں شیل کی جہاز میں
تعمیرات نہ تھا اور عہد میں کی نہ تھی۔ یہ کلیسیا میں نصیحت کے اور شاہ کی
کی تھا اس عہد کی عہد میں شیل کی تھی۔ ان کے عہد میں
میں رہا تھا کی جہاز کو ان کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا
کی بروہائی لاف اور توہین۔ اس کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا
میں صلیب کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا
ہندو۔ اس کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا
میں صلیب کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا
کوئی پڑی نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا
کا صدر۔ جاتا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا
خانہ۔ اس کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا
کی گئی تھی۔ اس کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا
وغیرہ کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا۔ اس کے لئے نہ رہا تھا

تھیں۔ اہل تشیع خود یا دھجھو اسلامی جوش کے دینی مسلمانوں میں شریف
مذہب کے ترک اور غیر ترک کے دنیاوی کا بھٹسہ لگا رکھتا تھا۔

اس سلطان کے زمانہ میں بیست برس نے ۱۲۳۰ء میں ہندوستان میں
طوفان قتل و غارت پھریا۔ ہم جیتہ اول کے مابقیہ میں بستا چکے ہیں
کہ اس نے مغربی ایشیا کے ملک کے شہروں کو برباد کر دیا تھا جہاں سے
گلیلیہ، یمن، کنڑت، آفدیس، سیر، دند، بخار، مرو، ہرات، حیدرآباد وغیرہ
معدات ہیں۔ اس نے تہی نام کو برباد کیا تھا جس میں گلیلیہ کے فضلاء
کثرت مارے گئے۔ گلیلیہ کے انہا ورماد کو گئی شخص دیکھ سیکے۔ یہ قدم در
ایران ۱۲۴۰ء۔ اس کے بعد پانچ سو کرستوری بستی تھیں۔ درجہ
ہندوستان میں سستہ ہو گئے تھے۔ دس خداؤں، زبانہ، اے ہندوستانی
برجہ کی اور طوفان کی طرح بڑھتا چلا آیا۔ اس کے راستے میں تہی سیکے گلیلیہ
تھیں ان کو قتل و غارت کر دیا۔ اس کے چھوٹے ہندوستانی گلیلیہ
کی زندگی اور بقاء پر برا بھلا کہا۔ اس کے چھوٹے ہندوستانی کی
سچی اور کوئے اس کو اور اس کے سپہ سالار کو مارے پاؤں داپ اور شہر
مجبور کر دیا۔

جین گئے تھوں کی دہ سے اسلامی ملکوں کے غنائم اور غنائم ہندوستان
کا رخ کیا۔ اس نے اسلامی حکومت قائم ہو گئی تھی۔ دران کا خیر مقدم
ہے نہ شک سے کیا گیا۔ جب جین تہریزی دہی پہنچے تو اہل تشیع نے
غلامان کے ساتھ شہر کے باہر جہاں اس کا استقبال کیا اور اس کے گھر کے خود
اس کے پیچھے شہر کو گیا۔ اس کے عہد میں اہل تشیع دہلی میں اسلامی حکومت
پڑاں سے بڑھ کر اٹھا جس کا شہر دہلی طور پر دہلی کے گلیلیہ

پڑا ہو گیا۔

۱۲۵۰ء غیاث الدین بلبن (۱۲۵۰ء تا ۱۲۸۶ء) سلطان

الغیاث بلبن سلطان اہل تشیع کا غلام تھا اور شہر رفتہ رفتہ ترقی کر کے شہر
برہمن، وزیر اعظم اور پھر سلطان ہو گیا۔ اس نے اپنا لقب عیث الدین
رکھا۔ اگرچہ وہ غلام تھا لیکن وہ نسل ہونے کے وجہ سے وہ ان
مختلف درجوں سے گذر کر بادشاہ بن گیا۔ سخت شہرت کے بعد اس نے
سب سے پہلے خراج کو نئے برس سے ختم کیا اور یہی حکومت کی داخلی
الہی میں بھی نمایاں ترقی کی۔ اس کی حکومت کے سات سال پہلے ۱۲۵۵ء میں
جین گئے کے پوتے ملا کوئے پیدا ہوئے۔ خلیفہ المسلمین کو حنفیہ
طور پر قبول کر دیا تھا۔ نام و نیاں اسلام میں تہا کی مصیبت میں گیا۔
تھی اور یہی طوفان کی طرح مغربی ایشیا کی جانب بڑھتا چلا گیا اور
اسلامی حکومتوں کے لیے شدید تباہی کر دیا۔ ۱۲۵۵ء میں منگولوں نے
تک آگئے تھے اور اس کو برباد کر دیا تھا اس ملک نے جو اس کے ماب
ہوئے بے جا ہوئے۔ اور وہ ملک تہا یونہی اور حملے کرتے رہے۔ جین گئے بلبن نے
۱۲۵۵ء میں ملک کو اس کے حملہ سے بچا لیا۔ بادشاہوں نے اس کو جو اقوم نے تہم
ایشیا میں تہم چلا تھا۔ مگر ہندوستان کی مضبوط سلطنت کو دیکھ کر ہندو
نے بلبن کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور اس کے ساتھ ۱۲۵۵ء میں ہندوستان
آئے۔ بلبن نے یہی سختی کر دی کہ وہاں کا شانہ و شہرت نہ کیا۔ دولا کو بے
اور یہی اس نے بڑا ہتھیار نہ سوار کر کے لے گئے۔ دوسرا اس کی تہی شہر تھے
تاکہ منگولوں کو بڑا ہو جس سلطنت دہلی کی ترک۔ تہم دیکھ کر ان کی

اختیار رکھتے۔ بائیس کی برائی رسم ایلٹش کے زمانہ ہی سے بری ہو گئی تھی۔
 بلین، ہلانی، تھو، اور۔ ڈکوٹی شنان سے متاثر تھا۔ زلف کے پردوں، نقش و
 نگار و اسے فشر اور چندی سونے کے پتھر سے دیار کا رنگی لباس کئی تھی
 درباری مہبوں کا آؤ نہیں دُور ہی مثلاً بوجی تھیں اور جب شاہی ہوا کی بستی
 تو لوگوں کے دل سمجھ جاتے تھے۔ اپنی غلامی کے انعام کا یا کو بھلانے اور منسلک
 کی کڑ کا کو بھپانے کی خاطر وہ اپنے آپ کو افسوس کی سسل سے تینا تھا جیسا
 چند وستان کے راجپوت راجا اپنا نسب چاند اور سورج تک پہنچتے تھے،
 بلین چنانسی تعلق سے تھا۔ فریب سے قائم کرنا تھا اور کسی کم مرتبہ شخص یا کم اصل
 اند لو سے ہمکلام نہ ہوتا تھا اور نہ کسی جیسے شخص کو اعلیٰ عہدہ دیتا تھا جو
 عالی نسب نہ ہوتا۔

یہ مسلمانوں نے زکوٰۃ کی علیٰ نسب کے نہ تھے بلکہ پھر بھی وہ غیر مسلموں کے
 سے بھی زیادہ اہم کا واسطہ نہ رکھتے تھے۔ گویا سند و دس کی چھ فاقوں کا طرح نہ
 کی بھی۔ ایک ایک راجہ تھی جو ہندوستان میں لوگوں کا ماتر تھا کئی جیب کوئی مہر و
 مہمیں ہوتا تو وہ مسلمان قوم میں شمار کیا جاتا اور اپنی ذلت سے خارج
 کیا جاتا تھا۔ جب کوئی جیبی غیر مسلمان کا حلقہ گوش ہوتا تو وہ بھی
 اس اعلیٰ ذات اور قوم کا فرد نہ جانا اور نہ کسی کے سامنے رستے جو اس پر اسے تک
 بند نہ تھے کھل جاتے۔ وہ جس کے ساتھ چاہتا شادی بیاہ کر سکتا تھا اور نہ
 صرف ختم کا کام کر سکتا تھا بلکہ غیر ملکہ پر سر فرزداد تھا۔ مسلمان یا ہندو
 ہو کر رہتے تھے اور ان قوم شریکے جاتے تھے پس گو وہ غیر مسلموں کے مقابلہ میں
 تقدیر میں ٹھوڑے تھے لیکن وہ سب پر غالب تھے کیونکہ ان کی طاقت فوجی
 طاقت تھی۔ مسلمان فوج میں سب سما ہی ایک ہی مقصد کی خاطر ایک دوسرے

کا ساتھ دیتے تھے اور سب بھائی بھائی دربار کے شریک تھے۔ ان کا مذہب
 ان کی خود مختار طبی کاسب سے بلا ذریعہ تھا میسند غیر شمسوں کو حلقہ
 میں لانے کے لیے حد کو شش کرتے تھے تو وہ تلوہ کے زور سے ہی کو لاٹیر یا
 جلیج کے وسیلے سے لائیں۔ یہ لوگ مسیحیوں کا اقلیت ہیں۔ روز بروز وہ قریح ہوتی
 جا رہی تھی اور کئی کلیسیا کی اقلیت روز بروز ہوتی جا رہی تھی۔ ہر قوم کے
 سے مسلمانوں کا خوش پیش اور پیش ہو جاتا تھا۔ دائرہ اسلام میں آتے تھے
 ان قوم کے لوگ حقوق و رجحان سے تھے اور وہ اپنے ساتھ اپنی اپنی قوم کی روایات
 کو اسلام کے حق میں لاد رہے تھے اور مسلمانوں کو اور ثقافت میں دلت بنانے نہ
 ہو رہا تھا۔ دیگر اسلامی ممالک کے مسلمان جواب تہہ حال و رنگ دست
 چکر ہندوستان میں آگئے تھے وہ یہاں پر مسلمانوں کی تقویت کا سبب
 بن گئے اور اسلام روز بروز ترن کر رہا تھا۔ اس کے مقابلہ میں کلبیسوں کا
 دولت خستہ و زبنا ہو گئی تھی جس میں انہوں نے ہلاکت کا جائزہ لے کر اپنی سلامتی
 راسی میں دیکھ کر خود مختار طبی کی خاطر وہ اپنی رسوم و شعائر کا پیچھے سے زیادہ
 پابند رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کلیسیاؤں پر جو دلی حالت طاری ہو گئی وہ
 وہ قدیمت پسند ہو گئے۔ اسلامی شریعت کے احکام کے خلاف مسیحی مسلمانوں
 میں انجیل کا پیغام متنازعہ ان کو بھیجیا ان کے ذہن میں لانا نہیں سکتے تھے
 کا نہ ہی جو شریعہ سرور پر کیا کہ انہوں نے چند ذریعوں کی تبلیغ کرنا نہ
 کر دیا۔ یہی کے عزم دار رہے جاتے رہے اور کلیسیا میں ہمیشہ اپنے آپ کو
 اور اپنی مستی کو بچانے پر ہی تعلق کرتے ہیں۔ ان کے برعکس اسلام میں
 کار نامہ کر کے دئے جاتے تھے آؤ گے تھے جن کو اپنے مذہب کی شہادت
 کا جتن تھا اور اعلیٰ تعلیمت اور غیر مسلموں کی دولت نے ان کو لانا کر دیا تھا

ابن حلاوت میں اسلام کو رذہ روزِ مسیحیت پر نصیحت اور فوقیت حاصل
ہوئی گئی ہوگی۔

[illegible]

میں بھی کسی مرقعہ مبارک ہی تھی۔ چند دستخط کاغذ پر ایک کاغذ خاص اہدہ ان کی یادگار
 بھی پر رسیدوں کے ساتھ میں تھی۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ کتبچہ بیاد روز بروز
 کمزور ہوتی گئی۔

علاوہ ان سائنس، طب کے سائنس خفا سے بغیر اولیٰ جے حد قدر کر کے
 کرتے تھے۔ پس حوالہ کہ خلف مشہور و اپنے اقتدار کے زمانہ میں سائنس
 کے ساتھ در رکھتے تھے وہ خود ان حد میں کے میں ملتا تھا۔ وہ بھی سائنس
 بغداد کا ساہلو کہ اپنی صنعتیں، کتب، دس کے سب سے کہے تھے۔ اس کے ساتھ
 کہ وہ سب سے کہے تھے۔

[illegible]

کس غیر ترک کو اعلانِ عہد دی پر خاطر ہونا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ہر ترک اس پر اپنی ہی طاقت کے استحکام کے لئے کوشش کرتا رہتا تا کہ وہ مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو شاہِ فخر بدکارستان سے اپنی حیثیت کو دہریوں سے بہتر بنوا سکے۔ پس ہر ترک، مسیحیوں پر ہونا، امام مقرر کرنا، قرآن پڑھنا کو لازم رکھتا تا کہ اس طرح جو اسم اس کے ہر دربار میں جائیں۔ بادشاہ بھی ایسے اسم کو اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا کیونکہ وہ اس کی ہر جائز و ناجائز بات میں ہاں میں ہاں ملانے کے لئے تیار ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں جیسا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں ملوک کا کسی ایک ایسا طبقہ تھا جس نے دیں کو دنیا کے بدلے بچہ دیا تھا اور بادشاہوں کے ہر عمل کو جائز قرار دے کر اپنے مرنے والوں کو دلت کر رکھتا تھا۔ لیکن ملوک و شاہدار و رہبر و طبیعہ دونوں ہی کلیساؤں کے اعدا کیسا محو کسے بانی دشمن تھے اور اس حالت پر نظر ہونے لگے کہ جو کسی اپنے ایمان پر قائم ہیں وہ ضرور دلت کی زندگی بسر کریں جیسا آئندہ مسطور میں روشن ہو جائیگا۔

فصل دوم۔ غلامیِ مسلمانین

۱) جلال الدین فیروز شاہ از ۶۸۹ تا ۶۹۵ھ مطابق ۱۲۹۰ء تا ۱۲۹۵ء

جلال الدین فیروز شاہ غلامی خانہ کا پہلا سلطان تھا جو تختِ دہلی پر بیٹھا۔ ہر ترک قوم کے تھے۔ پروردہ نسل کے جس ترک نے تھے اور خاندانِ نشتان کے علاوہ خلیج سے قسمت آفرینی کی خاطر آئے تھے۔ جلال الدین بے حد ہشی

آدمی تھا۔ وہ خود کتنا تھے منی اور کے ایک سپاہِ قرآن بخوانم و بیچ وقت نماز گذارم۔ یعنی جس ہر روز قرآن کا ایک سپاہِ آسمانی جسد، پڑھتا ہو اور پانچوں وقت نماز پڑھتا ہوں۔ وہ شریعت اسلام پر سختی سے عمل کرتا تھا۔ اور اگر کسی کو شرعی احکام کی خلاف ورزی کرنا دیکھ لیتا تو اس کا بھی مختیار نہ کرتا تھا۔ وہ فاسوس کر کے کتا تھا کہ عموماً ہر نوئی کے دلوں میں ایک بے بدین نہ رہا تھا اور شعاہ اسلام آسمانی تک پہنچے ہوئے تھے اُمت پرستی کا خانہ ہو گیا تھا۔ لیکن اب یہ حال ہے کہ ہر روز چند و چند اور رسول کے بدترین دشمن ہیں اپنے منہ کے بجائے میرے عمل کے بیچ سے گذرتے ہیں اور منہ کے کنارے بت پرستی کرتے ہیں اور احکامِ شریک دگر رعایا میں حرقہ ہیں لیکن ہم میں اتنی طاقت بھی نہیں کہ ہر روک سکیں۔ اس کی سخت نشانی کے دو سال بعد ملاؤ کا پوتا عبد اللہ و بیچہ لاکھ کی فوج جر کے ساتھ ہندوستان پہنچا آیا لیکن اس نے شکست کھائی۔ چنگیز خاں کے پوتے آلفو ULGHU نے دہلی میں رہائش اختیار کر لی اور سلطان کے اپنی لڑکی سے اس کی شادی کر دی۔ مونگو لوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کو طبیعہ اور اخلاعات بکثرت دیئے گئے۔ ان کے لئے مکانات تعمیر کئے گئے اور ان کی آبیاریوں کا کام مرقعہ لیا پڑ گیا۔ انہوں نے مقامی مسلمانوں سے بیادہ دیں کر لیں اور اسلام پر مرسوم طرح اور قرآنی احکام و شریعت پر چلنے کا وعدہ کیا۔ اور وہ تو مسلم کہلانے لگے۔

اس شخص کے عہد سلطنت میں مہولی کلیسیا کا پادری جان آں ناشی کو دوموہ JOHN OF MONTE CORVINO کہلاتا تھا۔ اس کا سیاح نامہ کہ ۱۲۹۳ء میں ہندوستان آئے۔

[illegible]

چلائی۔ اُس نے اگلے روز غسل کیا، صدمہ تو منتہیہ کیا اور اہل خاد کو اودار کر کے
گھر دیا میں حاضر ہوا۔ علاء الدین نے اُس کو پس ملایا اور دھکے دکر مہر سے
پیش آیا اور بڑا صنعت خاص اُنار کو اُس علا کیا درہکب سے نہ نکلیا، اگر کے
سہا تو غصہ صحت۔ میں جس بات میں ملک کی پیدائی دیکھتا ہوں اُس کی اور
کو حکم کرنا ہوں۔ اگر لوگ تعمیز میں کرتے تو صحت اس کام نافذ نہ ہا ہوں۔
مجھے اس بات کی روا نہیں کہ وہ اس کام پر اُتر چہ یا ناجہ نہ میں نہ تاراج
فیروز شاہ ہی صدمہ ۲۹۰-۲۹۶ء

[illegible]

مالی حالت اس قدر گرستی تھی کہ ہندو سرکاری ملازموں کی بیویوں اپنا ادا اپنے بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے مشاہدوں کے گھر دلوں میں نوکرائیں ہو کر کام کرتی تھیں اس ہندو حکومت کی ملازمت کو موجب عار سمجھتے تھے اور سلطنت کے ہندو دیگر گروہ کو کوئی شخص اپنی بیٹی اور بیوہ یا مندر نہ بیٹھا تھا۔

[illegible]

ہندوستان کی قزاقوں کی وسطی میں علاؤ الدین کی انحصاری اصلاحات
ہندوستان میں - قزاق کی قوم - قزاق کی قوم کو کم ہونے کے لئے اس نے اشیا
کی گرفتار کر کے ہونے کا خرچہ مقرر کر دیا - چنانچہ برقی کہتا ہے
کہ اس نے ٹوپی پہننے کی - جوتی - سونے کی - سونے کی - سونے کی - سونے کی
کھانے کی چھوٹی سے چھوٹی چیزوں کی قیمت مقرر کر دی - لوہوں - سونوں
اور خادوں کی قیمت خرید مقرر کر دی - کسی کو قیمت نہ ملتی تھی کہ دین میں
کم ترے کیونکہ سلطان سخت سزا میں دیتا تھا اور ایسا سخت تھا کہ کپڑے کے
خادان کو قتل کروا دیتا تھا -

مہاجر ختمیہ بنائے بتدریج صوبہ کو فتح کر لیا۔ ان میں سے بہادر کی ہنگامہ
افسانہ گوئی تھی جس میں یہ مدت زبردستی کا کیوں کہ یہاں کچھ ایسا زمانہ کے
راجہ متقی صاحب اور کٹر نہ تھے۔ فتح کے بعد ہنیرے کیسے قتل کر دیے
گئے۔ اس کے وہاں سے ہنیرہ پر دیے گئے۔ ان کے حکم القادس کتب خانے
اور محرماتیں یاد کرو گئے۔ یہ ہنگامہ فتح سے بعد مدت کا ایسی طور پر شمالی ہند
میں فاتحہ ہو گیا۔

[illegible]

مکہ روز سلطان ملاؤ، اندرون لے اپنے اُمر سے ٹوچیا کہ یہ ہے منشا
 دولت و سرسبز کوہِ برے قبضہ میں جس امن اُن سے کیا کروں اس کے
 کوئل نے ہما کہ اگر چہ خطاب کی مسطرت وسیع ہے مکن، لھی ہمد و ستار
 کا شہنشاہ جہتہ نسخہ ہونے کی نظر کہ دم ہے چیتور - زینبکور - جہتہ بری -
 مادہ - حبیب وغیرہ فتح ہونے والے ہیں۔ - ملاؤ، اندرون لے - جواب - خوش ہوگا۔

کر ایک درمکھار کی فوجوں نے محو غری کے کام کو مکمل کر کے
 منہ نہ کیا۔ اس کے بعد کے شہنشاہ کی جانب کے مہم ہندوستان کو ترک کر لیا۔
 علاؤ الدین سے پہلے کسی مشن فرزند کا۔ جو صدر بنو تھا کہ دریا
 تیرا کچھ پار درخت پر کی بیارہوں کے بار جو کہ وہی چند میں ہمارا شہر کے
 نامک میں جسے مور جھٹوں بجا وطن جو فرزند وڑن کی ریا سنیں تھیں۔ بسک
 علاؤ الدین نے اسے شہر خوار گدار دوس میں تہہ کہ کہ تھما مل کے کو چھوڑا
 درہنکو کو یا کر گیا اور اس سے مرہن کی راجہ تھانی دو گئے رحمد کے اس
 کو کہ کہیدہ پور مسلما افواج سے ملے بار دکن میں قدم رکھا۔ علاؤ الدین
 وہاں سے کے شہر زرا در خزانے حاصل کر کے وہیں بٹھا۔ اس سے ملک کا دور
 کو جو چہ ہندو دھما، مشرقی گناہ کی طرف متکا کہ کو سر کر کے کے شہر
 گیا۔ جب وہ واحد صانی در محل کو فتح کر کے وہیں آیا تو پہلے سے وہ ایک
 صوبہ تھی۔ صاف ہزار گھوڑے اور بیس ہزار خزانہ ملا۔ ۱۲۰۰ میں کاغذ
 ساجل بالا بار کی جانب گیا۔ وہ جنوب میں منگور تک چلا گیا۔ دوسرے
 مندر میں جو جس کے کاغذ اور بھارتیوں والا شہر دکن نے شاہی کا کاغذ
 قبول کیا۔ در کا کاغذ اپنے ساتھ ۱۲۱۲ تھی۔ بیس ہزار گھوڑے۔ فوجی

طرف سے اس کو خلعت و سونے کے گنگی انعام میں دیئے جاتے تھے۔ ہم انارڈ
کر سکتے ہیں کہ جب اس قسم کے فاسق و فاجر شخص کی سلطنت میں بھی فوجیوں کا
ایسے تباہ کن فیض یہ مقدم کیا جا رہا تھا اور ان کے تالیفِ قلوب کے لئے ان کو انعام
و اکرام دیئے جاتے تھے تو کتنے مسیحیوں نے ان آیات میں جو درجہ ۱ اور ۲
کے لالچ میں آکر سلام قبول کر لیا ہوگا جب تختہ دہلی پر کٹر مسلمانین
منتکین ہوں گے۔

مبارک شاہ علی گڑھ کے آپ کو خلیفہ اللہ امام اعظم نے عزت میں لایا۔
کہتے ہیں کہ آپ کا نام "بیت الخلافت" اور پوری خلافت میں گیا۔ اس کے بعد
میں حضرت تمام مسلمانوں میں خلافت ہوئی اور پوری امت میں ہوئی اور
کلیب جاسی میں اپنے اور شاہ کا خلافت میں ہوئی اور شاہ کا شمار ہو کر
سپاہ ہوئی گئی ہوئی۔

مفسر وہاں مجھ کو قتل کرنے غصہ پر مٹیہ لگا۔ مڑتے مڑتے میری سر کو
"برور مجھ پر میں" کہنا ہے۔ امیر خسرو اس کو "برود" کہتا ہے جو غالباً
ہندوؤں کی کوئی تہیذ ذات تھی اور مسلمان ہونے سے پہلے وہ اس ذات کا تھا۔
باقاعدہ ہونے سے ہی "میں" نے اسلام کی جڑوں پر کاما مارنا شروع کر دیا۔ مرنے تک
یہ کہہ کر ایسا سلوک ہوتا تھا کہ "میں" کو ہندوؤں نے جو عیسائی دھرم کا ختم اور
کمزور چڑھا دیا۔ "میں" کے قبیلہ کے ہندوؤں میں شہمان عورتوں اور بچوں کو
پنے قبیلہ میں لے آتے تھے۔ ہندوؤں کے عیسائی باب جو گئے کہ "میں" نے مسلمان
کا گھر میں بہت رکھ دیا ہے میں کو "میں" کی بہن تھی۔ "میں" نے ہندوؤں کو بتایا کہ
میں نے ہندوؤں کو بڑے دور سے عہدوں پر مقرر کر دیا۔ دیکھو کہ وہ کیا کہتا ہے
سلطنت میں مجھے بڑی جگہ ملے گی۔ مگر کوئی پکارا جاتا تو میں کو اس کی تعریف کی

اور اپنے قریب درستی سے سمجھتے رہیں ماحند و مستن قیسوں کی تعلیم و تربیت ہی کر سکیں۔ پس ہندوستان کی کلیسیا روز بروز رہن ازمین کمزور ہوئی چلی گئی اور بہت سی مسیحی سلام کے حلقہ بگوش ہونے لگے محمود غزنوی نے یہاں لاکھ لاکھ میں کپتھ اور رب بہن صومل کے متواتر ہندو مٹلوں اور گھوملوں اور گھونگیوں کی پے در پے ہندو کا بدوں نے شتانی اور دھما ہند اور رب بہنوں ہند کے بعض حصوں میں کلیسیاؤں کو اس قدر کمزور کر دیا کہ ان کا بہت اور رما قریب برابر ہو گیا۔ وہ مسیحی بادشاہ نہیں جہاں کا کہ بود کر کہ اسے ہندو صوبوں کے حلوکان کی ہندو حکومت پر گھاس۔ ہاں۔ ان کو گھاس ڈاک میں پکڑ لی جسے حاکم ہندو جس کے دم سے حکومت کو سام و شہن بہرہ و دران کا منہ ہی خوش تھا کہ شتر کے تودوں میں ہی چنگاروں کی شرح جلتا تھا۔

نص سوم۔ خاندانِ تحقیق و لودی

مُبَارَك خَلِجِي بھروسہ و دُئیات ایدیشق :-

خطوط و حدود کے لئے اس کی بڑی قصبہ لکھنؤ میں رکھی
 تھیں۔ شہر میں ہوا۔ اس کے سلطان کو تین تین سالہ اور طرب و رملہ اور پستی کے
 سو کوٹ یا پندرہ لاکھ اسی گزہ دریا میں۔ اس کے لئے یہ تین سالہ اور طرب و رملہ
 میرزا کا کتبہ ہے۔ لیکن یہ فیصلہ کے ناخو، جی خطوط کے مطابق
 اس کے عہد میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی پندرہ سالہ میرزا کا تاجدارشاہ کی

معمول بات میں یہی احکام شریعت کو نگاہ میں رکھتا تھا۔ لیکن ساتھ ہی وہ ظالم منکر ل اور شقاق بیٹے اور شخص تھا جو اس کے خیالات سے اتفاق رکھتا وہ اس کو بے دریغ قتل کر دیتا تھا۔ اس کی بے رحمی کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگوں کو یہ بتا دیتا تھا کہ میں نے بھیدک دین تھا جس کے دانتوں میں خنجر گئے ہوتے تھے۔ یہ بھی ان کو بڑا اس میں اچھا لگتا تھا کہ یہاں تلے روند دیتے تھے۔ پھر وہ ان کے گھر کے ٹکڑے کر دیتا تھا۔ اس نے اپنے بھینسے کی کھال تروا دی وہ اس کو زندہ آگ میں کب بٹا کر اس کے گوشت کو اس کے فٹوں کے ساتھ بطور عہد بھیج دیا!

مسیحین سلاطین و حاکم ایک مذہبی فتنہ سمجھتے تھے۔ پس جہاں جہاں وہ مسیحوں کو آ رہی ہوئی یا مسیحوں کی نوآبادیوں میں ہوئی وہاں تاحیوں اور عیسویوں کو سرحدوں پر مقرر کیا کرتے تھے۔ محمد بن قحطان کے زمانہ میں ایک عہدہ قاضی القضاۃ کا تخت اہل اسلام کا تھا۔ پچیس کا کام تھا کہ اس سماعت کرنے اور ان کا دوسرے طبقہ دین تھا لیکن دوسرا صوبہ صی ہوتا تھا جو شہر کے بلدی مسائل حل کیا کرتا تھا۔ ایک عہدہ مختص کا بھی تھا۔ اہل عہدہ داروں کو قیاضی سے پہلے اس اور ہزاروں فتنے دیئے جاتے تھے۔ صرف دہلی میں دو ہزار مسیحوں کی اور ایک ہزار عیسوی تھے۔ وہ اسی وقت و مسدودت کو اس قدر بڑھاتا کہ ہر شہر و دیہات میں اس کا مین ہے کہ اس نے خود دیکھا کہ مسند بیک عہدہ کے جنازے کو دیکھا دیتے ہوئے تھا اس کے زمانہ میں اس کے تین بیٹے گھر سے باہر نہیں آتے تھے۔ ہر ایک کے مذہبی شہل سلاطین سے مختلف تھے جس کو وہ سب کی تباہی و تباہی سمجھتے ہوئے ہیں۔ چنانچہ برقی سترہ سال سے زیادہ اس کا عہد رہا۔ لیکن سلاطین عقیدت پسند

تھا اور سب سے اعلیٰ مذہبی رکھتا تھا۔ اسلامی مساوات کے اصول کی بنیاد پر اس سے حسب و نسب کے تمام امتیازات مٹا دیئے اور ہر شخص کو سرکاری ملازمت میں بے برابر کیا۔ یہاں سے بیکس بیکس بیکس سے بیکس بیکس بن گئے۔ ہر طبقہ و ہر طبقہ کا فاضل تھا لیکن وہ سب برابر دہلی سے بیکس بیکس جہاں اس نے اپنی جگہ جلال امین کی سال سے بنا کر لیا۔ مہر مورخ عصامی تھا جو سلطان سے عہد رکھتا تھا۔ سلطان کے یہی صورت میں عہد خلافت کو ایک مرکزی بیکس میں بھی لکھ کر اس کا عہدہ تھا کہ خلافت سے رابطہ رکھتے بغیر دینی و سیاسی زندگی کو عظیم نہیں ہو سکتی پس جب ۱۲۴۴ء میں اس کو شیخ کا مشورہ حاصل ہوا تو اس نے قرآن و رشاد رقی الامور سلطنت رکھ کر لوگوں سے سماعت لی۔ وہ نماز باجماعت پر اس قدر زور دیتا تھا کہ جو شخص جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا تھا اس کو سماعت سے روک دیتا تھا۔ ایک زمانہ میں اس نے نو سو ہی قاضی مقرر کر دئے تھے۔ اس نے مسعود اس خاص مقرر کر دیئے تھے جو لیے شہر انور کو پکارتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ بڑا دوسرے میں چلتے پھرتے نہ پڑا دیکھتے تھے۔ حتیٰ کہ چیتے دوسرے مذہبی نماز کی پابند ہو گئیں! دہلی کے سلاطین میں وہ پسند شخص تھا جس نے قسار کے سلسلہ میں اختراعی کارروائی کی۔ شاہی خاندان کی بیک عورت زنا کی مرتکب ہوئی تو سلطان نے اس کو چیتے ڈال دیا۔

مذہبی رجحان آپس میں ٹکرائے جو تفریق کے چار بیکسوں یعنی حوت - ذکوة - یزید اور جس کے علاوہ تھے۔ اس نے ہندوؤں میں سنی کی تفریق رسم کو ٹکرائے دیا جو چودھویں صدی میں ہندوؤں کے طور و

فرانسیسکی اور دوہائی کے عقول کے یہ دیوں کو سوا ایران میں مقیم تھے بلکہ اور
کہا کہ ہندوستان میں بھی مسیحی کے لئے ایک مگر اور زرخیز گھست ہے اور
ن کو یہ صدمہ دیتا ہے کہ وہ سب اس وقت رو کو تین برس تک نہیں
دوسرے خط میں جو اس نے جنوری ۱۶۰۷ء کو لکھا اس میں لکھا ہے کہ
وہ اپنے پیڑھائی فرانسیسکی بابوں کے ساتھ بادشاہ کی وجہ سے تھوڑے
میں پہنچے تھے جس میں دوسرے ہندوستان کی ساری جہت تھی۔ انہوں نے
پوری تھوڑے عرصے کا اسے تباہ سے خبر دے دی تھی۔ اور وہ کاشکے کیا کہ
کو کسی مسیحی پر دیکھا کاشکے دیکھا تعجب ہو۔ ان جہوں سے اس کو معلوم ہوا
کہ سوتیلہ اور بڑی بی بی زری تھوڑے عرصے میں۔ اس پر وہ اپنے مبادوں
ہمارے میں کوئی نہ میں تھوڑے بڑی کی حساب سے لیا۔ لیکن وہ انہی صورت
ایک ہی گئے تھا کہ اس نے اس کے سب سے انہیوں کو یہ کہ لیا ہے جس پر وہ
فی الفور اس کی مدد کو اس جھوٹا۔ لیکن اس سے اس تھا کہ پہنچنے سے
پہلے ہی اس کے ساتھ شہرہ کو دے گئے تھے۔ تھوڑے عرصے میں اس کو معلوم
ہو کہ اس شہر میں ایک شخص کو سب سے زیادہ متعلقہ تھا جو اس
سے آیا ہوا تھا۔ اس نے اس کو اطلاع دی کہ میں یہاں پہنچے ہوں۔ انہی
کا تباہی کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ گورنر نے ان کو طلب کیا اور وہ انہیں دیکھا
ہوئے جیب اس سے پوچھ گیا کہ تم کوں ملو۔ یہاں کیوں آئے ہو تو انہوں نے
جواب دیا کہ ہم یورپ کے رہنے والے ہیں اور درویش ہیں۔ ہم تقدس تو
کے لئے رہا۔ مگر نہ بہت کرنے پر رہے تھے۔ لیکن بادشاہ نے ہمارے
جو دکانیں بدلیں تو ہمیں اس کی پوری دی ہے۔ جب اس کے بدن کی نسبت
اس سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم خدا کے فضل سے مسیحی

میں اور انہوں نے بڑے جوش سے مسیحی نجات کا پرہیز کیا۔ اس پر گورنر نے
کہا کہ وہ اسے کوئی خراب قانون حرکت سرزد نہیں ہوں اور ان کو چھوڑ دیا۔
لیکن اس وقت کے کہنے سننے سے وہ یہ فیہرہ کر لئے گئے اور پھر گورنر کے
حضور پیش کیے گئے۔ اس مرتبہ اس کا قاضی بھی موجود تھا اور گورنر کے
باس میں بیٹھا تھا۔ تھا کہ بہت سے مسلمان اور بہت پرست ہیں تھوڑے
دیکھنے کے لئے وہیں پہنچ گئے۔ قاضی نے ان سے منادوں کو چاہا اور سوال
کیا چاہا کہ جب حضرت مسیح کو ابن مریم تسلیم کرتے ہو تو پھر وہ ابن اللہ کیسے
ہوا اب جیب اس سوال کا جواب مندرجہ ذیل قاضی نے چاہا کہ ان کو
باؤں میں بٹھائے۔ پس اس نے سوال کیا کہ تم حضرت محمد کی نسبت کیا
کہتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم محمد کی باتیں نہیں سناتے بلکہ خداوند مسیح
کی تعلیم سناتے ہیں۔ لیکن یہ جواب قاضی کے مشتاک کے مطابق نہ تھا۔ پس
اس نے ان سے سیدھا سوال کیا کہ تم پیغمبر اسلام کی بات کہتے ہو تو
جواب دیا کہ ہم نے تم کو صاف تو۔ یا رب ان کا عقیدہ خدا دیا ہے جو
ہم خداوند مسیح کو بھی جہاں کی نسبت کرتے ہیں۔ اس سے تم خود ہی محمد کی
نسبت پیغمبروں کہتے ہو۔ لیکن قاضی کے ردوں کے لئے یہ جواب ناکافی
تھا۔ اس نے باقی اسلام کی رسالت کے سوال پر صاف صاف جواب دینے
پر بہت اصرار کیا۔ تب اس میں سے ایک کے منہ سے یہ لفظ نکلا کہ اللہ
تعالیٰ جو مسلمانوں کو گمراہ کرے۔ اس کا ہوتا تھا کہ یہ دونوں طرف سے غوغا
بلند ہو گیا۔ چاروں پر موت کا فتنہ دیا گیا اور مکہ پر ان کو شہر ہمارے
نزدہ آگ میں ملادیا جائے۔ آگ کی پیش اس قدر تھی کہ اس کے پس بھی
کھڑا ہونا ممکن نہ تھا۔ اس کو وہاں لے جایا گیا اور قاضی نے کہا کہ تم نے

کہا ہے کہ مسیحیت برحق مذہب ہے اور اسلام من جانی اللہ نہیں ہے۔
 مگر اس بات پر غور دل سے کرنا رکھتے ہو تو آگ میں سے آگ نہ آئے گا۔ اگر تم
 سچے ہو گے تو آگ تم پر سرد طر جائیگی۔ اور تمہاری بات میں جو جاسے گی۔
 انہوں نے جواب دیا کہ جو مسیح کی طرح اس مٹھان کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں
 وہ خدا کی اور مسیح کی حمد و ستائش کے گیت بجانے بچوتے آگ میں کود پڑے۔ یہاں
 صلف و جس بات کو دیکھ کر وہ وحشت میں پڑ گئی کہ آگ نے ان کو کوئی اثر نہ
 کیا۔ پس تک کہ نہ ان کے سر کے اس سے حرارت ان کے جھپٹے جسے ہر طرف
 سے آدیں بلند ہوئیں کہ یہ لوگ آگ سے گئے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ لیکن بعض نے
 بچو تو مخاطب کر کے کہا "آگ نے ان کو اس سے اس سے شرمیں کر کیونکہ
 ان کے شعور کا کہ خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ملک ہے۔ کہہ کر انہوں نے حضرت
 ابراہیم کو بھی آگ میں گھسیٹا یا خدا میں آگ کے شعلے جلاں ہو گئے تھے۔
 ان کے پیروں کی وجہ سے آگ نے ان کو کوئی گناہ نہیں سمجھا۔ اس پر ان
 کے گھٹاؤں پر گئے۔ اٹھے گئے اور ان کو مادر زائنتا کر کے چلتی آگ میں
 چھید کر ڈالیا لیکن آگ نے پھر بھی ان کو کوئی اثر نہ کیا۔ ان کے یہ تک نہ سمجھے
 اس پر گور نے ان کو پھر چھوڑ دیا اور کہا کہ جس تم چاہتے ہو چلے جاؤ۔ جب وہ
 عوام میں ہر جگہ اس ٹوٹے کا چرچا کر لے ملک گئے اور لوگوں کے دلوں میں
 اسلام کی نسبت شہادت پیدا ہونے لگے۔ قاضی پرندہ نے ہیر کر کے گور
 کے پاس لے کر اور اس کو درویشوں کے خلاف آگسایا۔ اس نے جواب دیا
 کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ میں ان کو کس طرح سرے موت نہ دے سکتا
 ہوں۔ قاضی نے کہا اگر چند دن اور آزاد رہتے تو یہاں کے دگ مسیحی ہو
 رہے ہوتے اور اسلام کو ترک پہنچنے لگے۔ گور نے جواب دیا کہ میں ان کو کس

پر اب نئے برس سے مقلد ہو ملاؤں۔ قاضی نے کہا کہ مقدمہ کرنے کی ضرورت
 نہیں کیا آپ یہ نہیں سمجھتے کہ اگر کوئی شخص حج نہ کر سکے وہ ایک عید سال
 کو جاتا ہے۔ وہ تو اس کو حج کے بار نہ ہو۔ ملتا ہے وہ اس کے آگے بھٹکے
 تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جب وہ اپنی زندگی کے سب سے بھیجے ہیں۔ ان
 کے خدا کے باران کو اس کے پاس گھسٹ کر آگشت کے نیچے شہید کر دیتا ہے
 اور سترہ سالہ اس کو اس سفر کی عمر دیتا ہے۔ ان کے یہ چوہ رویش ہی نہ پڑا
 یہ اور مبارک جگہ کے روئے اس کو شہید کر دیتا ہے۔

یہ رویش نے دامن نجات میں اگر شہیدوں کی باتوں کو یہ سہارا
 دے گا کہ گرجا میں اسے سترہ برس کی عمر دے گی۔ اب وہ کیلا رہ گیا تھا۔ ہمیشہ
 معذور رہتا تھا۔ اس کو وہ کبھی نہ سمجھ سکتا اور اس کی دلیل میں نہ جھٹکتا۔ پھر
 وہ حضوری کے لئے اس میں گھسٹا ہے معذور رہا۔ اس پر درویشوں کو گناہ کیا ہے
 تمام ہندوستان میں میر کوئی ساتھی نہیں رہا۔ پچھلے ہزاروں کی تعداد کے
 بعد دس ہون کے اندر بھی نہ تھے تھے انھوں کو سمجھنا دیتا ہے۔ نہیں اب ملک میں
 اسی طرح ہے۔ اس کو سترہ برس سنو دے چکا ہوں۔ اس کے سرے
 مسیح نے انہ کو گناہ نہیں کیا تھا۔ اور اس کے گرد و فورت میں اٹھتی سیل
 سے گناہ کر رہا تھا۔ لیکن اب تک ہر ملحق نہیں خیال کیا گیا۔ اسے شہادت
 سے کہہ کر اس طرح ان شہادت کا حق کر دیا تو اس نے نہ اندازہ لگایا۔ اس
 جیسے میں بھری ڈاکوؤں کے ہاتھوں میں پڑا ہوں۔ مسلمانوں کے حیدروں میں
 صرف ایک شخص ہی ان ان کا ہے ہیں۔ ان کے لئے شہادت اور اس کے لئے
 شہادت بنا رہا ہوں۔ میں نے بھوک، پیاس، سردی، گرمی، اظہار و غشور کی سب
 کچھ خوشی سے برداشت کیا ہے۔ میں تو مسیح کی خاطر ان سے بھی زیادہ ملکہ موت بھی

کلیڈا کو سسوں کے حلقہ کے قریب حاضر رہا۔ جون تو ڈیوڈ کو دیکھ کر ہنسنے لگا۔
 "نہ تو کوئی حد ہے جس پر مل جاسکے۔" کچھ دیر بعد وہ صاف کے ساتھ پلٹ کر
 واپس لوٹا۔ "میں نے یہ دیکھا کہ انہوں نے کون سا کام کر رہے ہیں۔" ہاتھ
 ڈھکیے ہوئے اس نے کہا۔ "میں نے یہ دیکھا کہ انہوں نے کون سا کام کر رہے ہیں۔"
 "پتہ چل گیا ہے۔" اس نے کہا۔ "میں نے یہ دیکھا کہ انہوں نے کون سا کام کر رہے ہیں۔"
 "نہ تو کوئی حد ہے جس پر مل جاسکے۔" کچھ دیر بعد وہ صاف کے ساتھ پلٹ کر
 واپس لوٹا۔ "میں نے یہ دیکھا کہ انہوں نے کون سا کام کر رہے ہیں۔" ہاتھ
 ڈھکیے ہوئے اس نے کہا۔ "میں نے یہ دیکھا کہ انہوں نے کون سا کام کر رہے ہیں۔"
 "پتہ چل گیا ہے۔" اس نے کہا۔ "میں نے یہ دیکھا کہ انہوں نے کون سا کام کر رہے ہیں۔"
 "نہ تو کوئی حد ہے جس پر مل جاسکے۔" کچھ دیر بعد وہ صاف کے ساتھ پلٹ کر
 واپس لوٹا۔ "میں نے یہ دیکھا کہ انہوں نے کون سا کام کر رہے ہیں۔" ہاتھ
 ڈھکیے ہوئے اس نے کہا۔ "میں نے یہ دیکھا کہ انہوں نے کون سا کام کر رہے ہیں۔"

۱۔ حسب درخواستی وکیل کے پیش کردہ فیصلہ طلب ہے۔
 ۲۔ فیصلہ طلب ہے۔
 ۳۔ فیصلہ طلب ہے۔
 ۴۔ فیصلہ طلب ہے۔
 ۵۔ فیصلہ طلب ہے۔
 ۶۔ فیصلہ طلب ہے۔
 ۷۔ فیصلہ طلب ہے۔
 ۸۔ فیصلہ طلب ہے۔
 ۹۔ فیصلہ طلب ہے۔
 ۱۰۔ فیصلہ طلب ہے۔

دکتر صاحب کے ترجمے میں یہ کتاب اس کے لئے ایک نیا سائنس دان اور ایک سائنس دان کے لئے ایک نیا فلسفہ ہے۔
 اس کے لئے، اس نے اس کے فلسفے کے لئے ایک نیا فلسفہ ہے۔
 اس کے لئے، اس نے اس کے فلسفے کے لئے ایک نیا فلسفہ ہے۔
 اس کے لئے، اس نے اس کے فلسفے کے لئے ایک نیا فلسفہ ہے۔

[illegible]

لہم کہہ دے سب کچھ مجھے اور پہلے ان کے ساتھ جو کہو۔ غرض کہ ان کے پاس
میں تھے اور بعض اوقات وہ ان کے پیشے اختیار کرتے تھے۔

اس وقت یہ سب کچھ لہجہ کی وجہ سے سننے والے کے لئے مشکل تھا۔

ان کے ساتھ رہا ان کے ساتھ رہا اور ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا
ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔ ان کے ساتھ رہا۔

میں دو گنا، اس وقت کے صدر سارنگ دھرم داس نے ترقی پھر شرما جی کوئی نہیں
نام لکھ کر کے تمام میں ۱۹۵۵ء کی سندھت جھڑکا۔

مسند کی خدمت کے لئے وہیں حکومت ہائی کے افسران سے ملنے کے
مکانز متعدد کے اندر ہر جگہ اس سال میں رہنے کے لئے کوئی اختلاف
نہیں تھا۔ اس سال میں جوئے، شراب، اور دیگر چیزیں سے بچنے کے لئے
کہ وہاں سب کو بھیجی جاتی تھی۔ وہاں سے میں نے اپنے دوستوں کے ساتھ
ہائز میں رہا۔ میں نے اپنی طبیعت و خصوصیت کے لئے اس سال ایک گھر
سے چھوڑا کہ جس کی طبیعت میں خاص طور پر افسانہ اور شاعری
کے ساتھ ساتھ بھی جو شاعری جو ہے اس میں شاعری کے نام پر مشورہ
اس کے ساتھ ساتھ حکومت سے سخت ایذا نہیں لی کہ وہاں سے
رک کر گیا۔ پھر چھوٹا ایک مقام ملا، ۱۰۰ روپے فی ماہ کی
موجودہ حکومت کی خدمت میں اکثر خدمات اس میں کی گئیں
نہایت سے اس کے لئے دینی تعلیم اور اس کی طبیعت کے ساتھ
حکومت میں گیا۔

فصل چہارم

سلطنتِ دہلی کے آیام اور مسلمانوں کے مذہبی رجحان

حکومت نے اپنی کئی کامیابیوں اور انکسپشنوں کو، اس کے خاصہ دائرہ کار میں
جس کے عام طور پر کسی شہر کے لیے محدود ہوتا ہے، کو اپنی کئی کامیابیوں سے خاص
مکرم اور پکڑی ہے۔ یہ یوں لگتی ہے کہ اس نے اس کے لیے ایک خاصہ دائرہ کار
تاکہ اس کے لیے ایک خاصہ دائرہ کار ہے۔ اس کے لیے ایک خاصہ دائرہ کار ہے
کہ جو اس کے لیے ایک خاصہ دائرہ کار ہے۔ اس کے لیے ایک خاصہ دائرہ کار ہے
کہ جو اس کے لیے ایک خاصہ دائرہ کار ہے۔ اس کے لیے ایک خاصہ دائرہ کار ہے

شہریت مانو۔ جس بخود قرار دیا، مگر جو اس کی طرف سے کسی اور کو
 سماجی و مذہبی زندگی سے روکا ہو۔ اور جس کی حد سے کسی اور کو
 دواستمالی و مذہبی کاغذی پیدا ہو۔ جس سے ہم جتنے اور میں جتنے
 ہیں کہ جب اسلامی مذہب و دین کو ان کی اسلام کاغذی رسم و رسم
 ملک کے مذہبی و دین سے ملے۔ مسلمانوں کو اسلام کے مذہبی و دین
 اس کے اس مسئلہ کے پیش آئے جس کا گذران دینی عرب کے اسلامی
 رہا۔ یہیں اسلامی قانون کے چار اصول اور مذہبی تھے۔ ان کے مذہبی و دین
 قہمیں اور امام۔ ان انجمنوں میں جو مذہبی و دین سے پیش آئے کہ
 ملک کے اس کے مذہبی و دین۔ اس کے مذہبی و دین کے مذہبی و دین

باب چہارم

تمالی بندہ شدن کے مذہب و فلسفہ پر بحیثیت کا اثر

وحمل ول مسیحیت او میڈو حنف

[illegible][illegible]

[illegible][illegible][illegible][illegible]

خدا سحر کے وقت میں کھڑا رہا۔ سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 جس کی سحر ہو گا وہ سحر ہو گا۔ سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 آفریں ہو گا۔ سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے

یہ سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے

یہ سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے

جس کا سحر ہو گا وہ سحر ہو گا۔ سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے

یہ سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے

یہ سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے

یہ سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے
 سحر میں ہر ایک نے کہا کہ مجھے

[illegible][illegible][illegible][illegible][illegible]

دراگ۔ چھوڑا اور چھوڑ دی اس پر چودھویں صدی میں تھا کہ تصنیفات
 میں بہرہ کو دھاک آگئی بہت کچھ حکایت نکلائی تھی جو بعد ازاں محققین کے پیش
 میں مروج ہوئی۔ چینی تہذیب کے عیال کا حصہ اسی حصہ میں پڑا۔ پیشتر
 نشان حاصل ہوا ہے کہ وہ میں ہندو کو ساکتین سال کی عمر میں لے کر
 سندس اہلیہ اور گھر اور تمام مکان میں جو کچھ تھا سب ہندو ہر گز کو نہ
 دیکھ سکے تھے۔ ہندو اس سے کہیں گھر پر ہی آگیا اس کا چاچا دیکھ گئے
 حق باسور میں لایے۔

عقیدہ۔ رشتہ دوست کو بھی کہل دی۔ قوراب پاس کا حب مخالف
 تھا۔ وہ خوب اندر دیکھتا تھا۔ چچا چچا کے حلقہ میں لیے آویں تھے
 کچھ جو پہلے سے تھے۔ شاید جی۔ ان میں سے تو ہیں جیوں میں سے خواجہ
 پیرے کہ شہزادہ تھے۔ تھیں پیرہو خدشہ کے لئے لہذا مشتہد ہے کہ
 وہ دشمنوں کے ایک بڑے گروہ میں تھے۔ اس کے چھوٹے تپ اور ستانی
 پہلے شعلہ برقی تھے۔ وہ شہزادہ کے ساتھ تھے کہ انکی چھتیاں
 ان کو اپنے حلقہ میں شامل کر لیا کسی پہلے بھی کہ بعد ازاں چچا محفل کے بغیر
 جواب دہن کر کے چلا۔ وہ بھی کچھ کچھ کہنے لگی پڑا۔ بولی ہے۔
 حروف ہری۔ چھوٹے سے بڑا کہ خود لکھنے لکھنے سے بھی بھلا متی ہے
 سری کشمیری و سادہ بگڑتیرا لکھتے۔ کہ کہ وہ لکھتے ہوئے ہری لکھی
 ایک ہی نصیب ہے۔ ہر لکھنا کہ لکھتے کے بعد اور لکھنے کے لیے بھی
 حاصل کر لکھتے۔ اسی لکھنے کی غلطی میں سب سے بڑا کہ وہ لکھ کر اپنے
 مالک سے بھی حلقہ میں لے کر جس طرح ایک عاشق اپنے معشوق میں لگے رہتا ہے
 لکھا ہر شے کے روح میں چھوٹنے کے حق و سرمد میں غرق ہو جاتی ہے۔

حقائق حیات پر نہیں کہ جنم کے بعد کے چھ لکھنے بلکہ انسان کا حقیقی مقصد
 یہ ہے کہ پہلے پرش کی خدمت کی جائے، پھر اس سے محبت کی جائے۔ پھر
 اس کا شکر کی رضائی ملے۔ اس کے بعد اس کی آخری منزل یہ ہے
 کہ وہ کائنات کا روشن مسافر ہو کر رہے۔ چھ لکھنے کو روح و عقل کے درمیان
 حاصل ہیں اس کے لئے جلیقہ کے واسطے ہی حاصل کر سکے ہیں۔ انکس
 ہوتا ہے کہ اس کے لہذا۔ خیالات کی انہیں تشریح کر کے ہے جس طرح شعلہ
 لکھی شہد ہیں چونکہ اس کے درمیان تھوڑی سی ہے۔ وجہ ہے کہ شہد کہ
 لکھی ہیں۔ وہ شہد سے اس درمیان حال ہے کہ وہ کو یا شہد ہی ہو جاتی ہے
 اس طرح شعلہ کے ساتھ رہنا ہے۔ ہر وہی طور پر چلے جاتی ہے اور شعلہ
 پر اتنا کہ شعلہ ہی رہتی ہے۔ پھر وہ شعلہ کے درمیان رہنا ہے۔ وہ
 جاتی ہے وہاں رہنے کی کوئی اور شعلہ کے گرا پا یا تیس صفت ہو جاتی
 ہے کہ وہ شعلہ ہی رہتی ہے۔

چیت نے شعلہ میں رہنے سے کہ وہ شعلہ ڈال دی۔ جس نے
 اپنے دو چوں کو شعلہ میں لگا دیا اس وقت کا اس دھام میں صفت کہ
 ہفتادوں شعلہ لگوں کو وہ چوں کو کہی میں اور ہر ایک کو لکھی اور
 حلقہ کے شعلہ کے بغیر۔ اس کا حلقہ کا اعلیٰ اور شعلہ ہی ہے وہ دھام
 شعلہ لکھتے ہیں وہی ہے۔ اس صفت کے دھام میں دھام کی لکھی شعلہ
 ہے۔ اس صفت میں ہر قسم کی لکھی لکھی ہے۔ حلقہ اس کی شعلہ کا شعلہ ہے
 لکھا ہا کہ ہر شعلہ پر لکھتے ہے کہ وہ اپنے آپ کو شعلہ روح حقیقت شعلہ کو
 وہ دیکھے۔ اور یہی وہی لکھی شعلہ کو لکھی شعلہ کہ ہر لکھی کو لکھی
 کہ وہ حلقہ ہے۔ شعلہ کی شعلہ ہے لکھی اس دھام میں لکھی شعلہ ہے

حضرت مولانا صاحب دہلی نے فرمایا کہ دیکھو میں نے یہ خط
 حضرت مولانا صاحب دہلی کے پاس بھیج دیا ہے اور میں نے
 یہ خط ان کے پاس بھیج دیا ہے۔ مولانا صاحب دہلی نے
 فرمایا کہ میں نے یہ خط ان کے پاس بھیج دیا ہے۔
 مولانا صاحب دہلی نے فرمایا کہ میں نے یہ خط
 ان کے پاس بھیج دیا ہے۔ مولانا صاحب دہلی نے
 فرمایا کہ میں نے یہ خط ان کے پاس بھیج دیا ہے۔
 مولانا صاحب دہلی نے فرمایا کہ میں نے یہ خط
 ان کے پاس بھیج دیا ہے۔ مولانا صاحب دہلی نے
 فرمایا کہ میں نے یہ خط ان کے پاس بھیج دیا ہے۔

[illegible]

۱۔ کہ ایک سائنس دان ہے۔
 اس نے ایک نئے طریقہ کار کا اعلان کیا ہے جس سے
 ماحول کے آلودگی سے نمٹنے میں مدد ملے گی۔
 اس کے ذریعے ماحول کو بہتر بنایا جاسکے گا۔
 اس کے ذریعے ماحول کو بہتر بنایا جاسکے گا۔

[illegible]

۱۔ "منا" کے لفظ سے مراد ہے جو کہ اس میں "م" کے ساتھ "ن" کے ساتھ
 ۲۔ "منا" کے لفظ سے مراد ہے جو کہ اس میں "م" کے ساتھ "ن" کے ساتھ
 ۳۔ "منا" کے لفظ سے مراد ہے جو کہ اس میں "م" کے ساتھ "ن" کے ساتھ
 ۴۔ "منا" کے لفظ سے مراد ہے جو کہ اس میں "م" کے ساتھ "ن" کے ساتھ
 ۵۔ "منا" کے لفظ سے مراد ہے جو کہ اس میں "م" کے ساتھ "ن" کے ساتھ
 ۶۔ "منا" کے لفظ سے مراد ہے جو کہ اس میں "م" کے ساتھ "ن" کے ساتھ
 ۷۔ "منا" کے لفظ سے مراد ہے جو کہ اس میں "م" کے ساتھ "ن" کے ساتھ
 ۸۔ "منا" کے لفظ سے مراد ہے جو کہ اس میں "م" کے ساتھ "ن" کے ساتھ
 ۹۔ "منا" کے لفظ سے مراد ہے جو کہ اس میں "م" کے ساتھ "ن" کے ساتھ
 ۱۰۔ "منا" کے لفظ سے مراد ہے جو کہ اس میں "م" کے ساتھ "ن" کے ساتھ

وہ خواہ بہت کچھ ہی تصور سیدھے جسے میں شہر میں ہی کے لئے دیا
ہو چھا تھا اور جا کے اسے جس کے لئے کہ میں نے کیا تھا اس کے لئے
میں نے کیا تھا۔ ۱۰۴

[illegible][illegible][illegible]

تہ چھ سائیکلوپڈس انٹرنیٹ خاص ہے۔

[illegible][illegible]

۱۔ جو کہ ایک ہی جگہ پر رہتا ہو۔
 ۲۔ جو کہ ایک ہی جگہ پر رہتا ہو۔
 ۳۔ جو کہ ایک ہی جگہ پر رہتا ہو۔
 ۴۔ جو کہ ایک ہی جگہ پر رہتا ہو۔
 ۵۔ جو کہ ایک ہی جگہ پر رہتا ہو۔
 ۶۔ جو کہ ایک ہی جگہ پر رہتا ہو۔
 ۷۔ جو کہ ایک ہی جگہ پر رہتا ہو۔
 ۸۔ جو کہ ایک ہی جگہ پر رہتا ہو۔
 ۹۔ جو کہ ایک ہی جگہ پر رہتا ہو۔
 ۱۰۔ جو کہ ایک ہی جگہ پر رہتا ہو۔

[illegible][illegible]

[illegible][illegible]

۱۔ شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ میں نے اس مسئلہ سے پہلے
کبھی نہ سمجھا تھا کہ جو شخص کسی اور کو دیکھ کر کہے کہ
میرے پاس ایک کتاب ہے جس میں ایک حدیث ہے کہ

حسن کے اس کوہ کو جس سے سفار و دشمنی ملے گی۔ سلطان محمد اعظمی اپنے حاکم
حاکم کے لئے ۱۵۰۰۔ ۱۵۰۱ء میں ایک نو حکمران کو حکومت کے حوالے کر دیا جس کے
مکمل چارج ۱۵۰۱۔ ۱۵۰۲ء میں ایک نو حکمران کو حکومت کے حوالے کر دیا جس کے
تحتیماً ۱۵۰۲ء میں ایک نو حکمران کو حکومت کے حوالے کر دیا جس کے
حوالہ سے ۱۵۰۲ء میں ایک نو حکمران کو حکومت کے حوالے کر دیا جس کے

[illegible]

۱۔ سید محمد حیدر علی خان جو جرنیلوں کا ایک بڑا لشکر تھا۔
 دہلی کے قریب ہوگا انگریزوں کے ہاتھ لگا کر مارا گیا۔
 ۲۔ سید محمد علی خان جو دہلی کے قریب ہوگا انگریزوں کے ہاتھ لگا کر مارا گیا۔
 ۳۔ سید محمد علی خان جو دہلی کے قریب ہوگا انگریزوں کے ہاتھ لگا کر مارا گیا۔
 ۴۔ سید محمد علی خان جو دہلی کے قریب ہوگا انگریزوں کے ہاتھ لگا کر مارا گیا۔
 ۵۔ سید محمد علی خان جو دہلی کے قریب ہوگا انگریزوں کے ہاتھ لگا کر مارا گیا۔
 ۶۔ سید محمد علی خان جو دہلی کے قریب ہوگا انگریزوں کے ہاتھ لگا کر مارا گیا۔
 ۷۔ سید محمد علی خان جو دہلی کے قریب ہوگا انگریزوں کے ہاتھ لگا کر مارا گیا۔
 ۸۔ سید محمد علی خان جو دہلی کے قریب ہوگا انگریزوں کے ہاتھ لگا کر مارا گیا۔
 ۹۔ سید محمد علی خان جو دہلی کے قریب ہوگا انگریزوں کے ہاتھ لگا کر مارا گیا۔
 ۱۰۔ سید محمد علی خان جو دہلی کے قریب ہوگا انگریزوں کے ہاتھ لگا کر مارا گیا۔

یہ بھی مہتمم کو یک نادر عناصر ترقیوں کا گہرا ہے۔

”جہاں سے آکر میرے کمرہ میں آکر بیٹھیں۔“

[illegible]

میں نے کہا: "جی، یہاں ہی علم حاصل کیا ہے۔" کیا تم کو علم ہے؟

خیر مسدومی کے دور، سمجھ کے، ماسچر میں کہنے میں کہ وہ عجیب اس شخص کی قرب ہے

حرفہ سہولت کے لیے جسے وہاں پر لکھا ہے کہ "طریقہ" ہے۔

وہ جو غفلتوں سے ہمارے دل سے دور ہو جائے گا، ہم اسے اپنے دل سے دور کر دیں گے۔

عقیدہ کا سرگرمیاء : ۶۔ "خزائن" نام شطب کے مصنفات پر مشتمل ہے، وہ داکا، مسقط

میرا ہے اور "عبد" خدا کی طرف سے ہے اور "میرا" اصل میں ہے، جہاں حل ہو گا

یہ ہے کہ علم و محبت علم ہے۔ یہ طریقہ فعل ہے اور حبیب اس عمل پر عمل کرتا ہے۔

فصل اکادم کے ساتھ سے کھیل کے - نال - اک مہم ہو جاے ۔ س کے ہے

میں نے اس دور میں بے حد کیا محنت کی ہے جس سے یہ کتاب آج تک ۱۰ لاکھ ۲۵ ہزار سے زائد

کو لٹا رہا ہے۔ مرعوب اور حسیب کا تعلق نہیں ہے۔ ہے جو عساکر و عیاش

وہی ہے جو ہمیں اللہ کے ساتھ لے کر جائے گا۔

چکنا اور دوا آج کا سہ ہوا سہ لکھ ہے: یہی صفت ہے کہ وہ نہیں

گوشتیوں سے مہذب و معاظریہ ہے، مثلاً اعلیٰ صفا، افسانہ کی باتوں کو دھت کر کے

مُوج میں نہتی جہاں کہ تھکتے ہے ۔۔۔ مگر وہ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ شوق

مفتقد جس جگہ ٹوکس ہو۔ اگر مسموم فرد یا بچوں کے لیے جو سمیت کسی فرد یا مسموم

اسلامی جہاد کے مفہوم سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے معنی کے

ماغی ہیں ایکس ایم بیو کے ساتھ جو حقائق سے جس سے اس کو ان مالیاتی علم پر مبنی

میں نے اس پر غور کیا اور فیصلہ کر لیا کہ میں اپنے آپ کو وقف کروں گا۔

عالمی نظریاتی میں جن کو اسلامیات کا نام دیا گیا ہے وہ کچھ سنگین اور کچھ سہل و سہوکار ہیں۔

۱۲۔ صبح و شام دعا پڑھو۔ امام غزالی اس کو ایک سال سے نو، واضح کرنا ہے۔

مکہ مکرمہ میں حج کرنے والے لوگوں کی بے شمار تعداد ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ بھیجے جاتے ہیں۔

میں بھی ایک سو فی صد ہرگز نہیں چھوڑتا۔

میری ہے ہی میری میں ہے جس کو ہم دہر . عظیم حسن اور گشتہ کہا جاتا ہے

امروز روڈ پر جس لمحہ لوگوں کو گھبراہٹ ہوئی

عس می سون انا جیو

پیشہ میں بہت جلد ترقی ہوئی۔

مجلس در صدد تأسیس مدرسه و احداث کتابخانه

سہ جہاں ہو کر جو تیرہ بے غل
تسکلی تو تسکلی میں بے غل

تاریخ حال غیبی ۱۰۰

سیدنا خالد اس بحر سے انجمن کے جہاز صفا کرنا ہی کے خواہے دیکھتے ہیں۔

مجلس کے لئے جو اس وقت کے لئے تھا، وہ اس کی تعمیر میں اضافہ اور توسیع کے لئے تھا۔

میں نے یہ سب کچھ دیکھ کر ہنس کر کہا کہ یہ تو میری ہی بات ہے۔

میں نے اس شخص کو بھی قید کر دیا۔ یہ شخص بھی ایک اور شخص کے ساتھ مل کر میری دکان پر چوریاں کرتا تھا۔

بہارِ نبویؐ کی ساری باتیں

بجے رہے تھے۔ جس کا جواب دیا کہ: "جس نے اسے چھوڑ دیا، اس نے اسے چھوڑ دیا۔"

اور ان کے بطنوں میں تو مسمومہ جگہ کیے ہیں جو حق سے ۷ ہزار فی فیوٹو سے ملے نظر آتے

حضرت امام رضاؑ کے بارے میں یہ روایت ہے کہ جبکہ آپ کو مسجد حجاز کے قیام

۱۔ روم : ۲۷ و ۲۸ میں ہے کہ جس نے اللہ کی حمد و ثناء کی تو اس کو عذاب نہیں ملے گا۔

(۱۰) کو عملی زندگی میں آپ کی کونسی مثال آتی ہے اور اس سے کیا سبق حاصل کریں گے؟

اس سوال کا جواب دینے کے لیے پڑھنے والوں کو درج ذیل باتیں یاد رکھنی ہوتی ہیں۔

۱۔ حضرت علیؓ نے اپنے تمام مال و دولت کو مسکینوں کو بخش دیا۔

۲۔ انہوں نے اپنا دل بیکار لوگوں پر ڈال دیا۔

۳۔ انہوں نے اپنی زبان کو مسکینوں کی خدمت میں لٹا کر رکھا۔

۴۔ انہوں نے اپنی آنکھیں بھی مسکینوں کی خدمت میں لٹا کر رکھی تھیں۔

۵۔ انہوں نے اپنی ساری عمر اللہ کی رضا و رغبت کے لیے بسر کر دی۔

۶۔ انہوں نے اپنی ساری عمر اللہ کی رضا و رغبت کے لیے بسر کر دی۔

۷۔ انہوں نے اپنی ساری عمر اللہ کی رضا و رغبت کے لیے بسر کر دی۔

۸۔ انہوں نے اپنی ساری عمر اللہ کی رضا و رغبت کے لیے بسر کر دی۔

۹۔ انہوں نے اپنی ساری عمر اللہ کی رضا و رغبت کے لیے بسر کر دی۔

۱۰۔ انہوں نے اپنی ساری عمر اللہ کی رضا و رغبت کے لیے بسر کر دی۔

وَبُكَتَابُ وَصِيَّةِ نَبِيِّهِ

۴۱. اگر تم اس مضمون سے متعلق کچھ سوچو، تو مجھے اس سے متعلق بتاؤ۔
حسن علی، ۲۰ اگست، ۱۹۴۰ء، صفحہ ۲۴-۲۵، طریقہ ۱۲۰۔

۴۱۔ حیوان و نباتی برانوں کے طبابت کے لئے جس دوا پر حاکم نے الہی مداخلت نہیں کرتے۔ (مجموعہ ۳۰ باب اخیر)۔

۲۷۱۔ اس ٹیڈ میں کسی کے دشمن سزا دینے والے تھیں۔ ان کے خلاف کام کرنا
 دشمن کے خلاف، مخالف، برعکس سے ملے گا۔ (ملفوظ ص ۹۰)

۱۳۲ محبت نافع ہے۔ مکی ایمان کے بعد محبت نافع نہیں۔ عشقِ صادق

۲۴۳۔ حقیقی ہے جس میں انگریزی ہو کرتا ہے، (آخری ۵-۶) اور
 ۲۴۴۔ جب علیؑ نے علم پڑھ کر کے دیکھا، یہ فرمودہ نکلتے کہ "وہ پیش سے"

[illegible]

میں نے انگریزوں سے اس کا اظہار کیا کہ یہ ہیں جو قوم پرستوں کو! مرنے والے کو

(۲۷) دشمنی کی فتح مالوں سے متعلق ہے جو روشیہ ۵۰۰۰ روپے و دیگر (۱۰۰۰۰) روپے مالوں سے شیعہ نظام قہری اور دوسرے کو ہمارے اخص لوگ آئے۔ کچھ مال بھی

کہتے ہیں اس سے جواب دیا جو کہ بڑے کڑے کہنے میں تھی وہ ان کو متعلق کیا۔

ایک شخص جسک اہلئیں کو جس کے شہر پر گلاں دی ۱۰۰ اس سے چک

میرے پاس چھ لگا رہے ہیں۔ یہ شخص کو کبھی آجایا ہے جو مجھ کو پتہ

۱. اعمال : ہر وغیرہ ، اللہ کسی کے لئے جس میں مغرب میں کالیا جیسے دشمنی

[illegible]

۱۰۰

وہ اپنا ایک اہل علمت، انیس و ہجرا
صدر قسطنطنیہ استغنی عن الخدم

۱۳۳۴ + ۹۹ = ۱۴۳۳

چاہا کہ اس سے پہلے وہ ایک کمرہ حاصل کرے، مگر وہی سبائی چیرپو نے

[illegible]

ہے جب اللہ ان صابیکوں کو کھڑے کرتا ہے تو یہ اس کے لئے اچھے چلتا ہے

فر کھڑا ملاقات کر کے اُن سے سنی آمیز باتیں کر کے تھے اسلامی تصوف نے اس
چیز کو مسیحی قبیسوں و دیگر مشرکوں سے لیا۔ گنجائز جب باب فرید کے
باس لوگ بخون دروغ آتے درجہاں دوجہاں تھا، اُس پرچہ دون طرف سے
گرتے تھے ناکہ اُس سے ہنر شکست ہیل کر کے سلی حاصل کر بن توڑا اُن سے
کتنا اچھا کہیر ہے باس ایک ایک کر کے کھڑا کر میں سے ہر ایک کی سزا
مذہب سے معلوم کر کے تھناری مدر سکوں۔ دوں کے دنگوں کو کھن کر اُس کا
پتہ چکر پش پاش ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے اُس کی ملاں میں تہ شرفی وار
لوگ آکر مقرب حاصل کرنے تھے۔ وہ ایک اسے خدایا یل نہیں رکھنا
تھا جو مجھ پر جو محض جاہو بد وہ خدایا حضور کی توسر دم محسوس کرتا
تھا دیر احسان اُس کی رہائی کا خوشی دیتا تھا جس سے اُس کی زندگی کو دوسرا
کی طرف میں قابل تقدیر بنا دیا۔ وہ خدایا حضور کی کتب خفہ سے لیا کرتا تھا
در ہفتہ غور کے لئے دیکھ کر کہتا تھا کہ غور کو دروغ عنایت کرے جس سے اس کا
مطلب ہو جاتا تھا کہ اُس کی آنکھوں میں نو بیک کے قصور در ٹھہرتے دل
میں تھیں عشق کا جذبہ پتہ کرے۔ برو جیسٹریٹر کی (TODD)
دوسرے کتاب سے کہہ۔ اقتدار وہ لوگ جن کو عام لکھے ہوئے شخص مدعی مسیحیت
سے بے حسنی رکھنے والے سمجھے ہیں در حقیقت سماج کی ضروریات کو جسن پر
پر پڑا کرتے ہیں۔ شتا۔ جو گورسین مقدس اینٹونی (ANTHONY)
صحر میں باسحق شعور (SYMEA) نے بنایا۔ الگرچہ یہ
عرب یا یونانیوں کی الکرچہ اُنھوں نے سماج سے بے تعلق قطعی
بے تعلق تھے انھوں نے سماج کے دور و درمیک کے لوگوں پر اس قدر اثر و سیم
شریکہ ساز گروہ میں ہو کر اُس کے توڑا اسے نہ کر سکے۔ گناہے شہر غرت

میں نے دیکھا کہ جہدِ صبر پانچویں منزل پر پہنچے تھے۔ وہاں میں رہنے والوں کے درمیان یہ تباہ
وقت سے نیا دور حکومت کرتے تھے۔ میں نے جہدِ صبر کی کئی مثالیں دیکھی تھیں۔
میں انہی میں سے ایک رہ گیا تھا۔ اس حقیقت نے دُعا کی حقیقت کے جذبہ سے
سرشار کر رکھا تھا۔ اُس کی حقیقت کو اس کی مثال کے قریب لانے تھے
بائیں حصہ میں یہاں سے اور دیگر مثالوں کو بائیں حصہ میں لائے تھے۔
تب وہ اطمینان سے حاصل کرنے کے لئے ان مقدس مہینوں کی طرف متوجہ
کرتے تھے۔ (صفحہ ۱۰۱)۔

ہندوستان کی صفیہ کی خاتون ہوں کے گرد جو چھٹیکے جمع ہو رہے تھے وہ
جو کربا بچہ دس تو چھٹیکوں کا یہ دلائے میں جو چھٹیکوں کی صفیہ میں ہندو کی
کلبیہ کے فخر اور بدنامی اور گھٹیاہٹ میں رہا ہوں کے گرد جمع ہو کر رہے
تھے۔ یہ مقدس خاتون کا نام اُس عبادت میں سے سب سے زیادہ مشہور ہے
اسی گھٹیاہٹ میں سے بعض عورتوں میں چھٹیکوں کے ہندوؤں کے ساتھ بدنامی
کرتے تھے۔ وہ سب گرمی اور غصہ کے سبب لڑیں میں بھی عمارتوں سے رہتے
تھے۔ ان دونوں میں سے بعض کی خودک صوفیوں میں ہوتی تھی۔ اس میں خود
بھی تھے جو یہ بھی تھیں۔ چھٹیکہ ایک عورت تھیں جس کا ایک ہی غار
میں رہی اور ایک میں کی خودک تھی۔ سکندر کا میکسیٹیس اس میں صرف
آدھ پاؤں دلی گمارا کرتا تھا اور اپنا مردوں میں سوائے تو رکھ کے
گھٹنیں کھاتا تھا۔ ایک اور درویش کو قتی قضاخص نے چودہ سال تک
شستم کے این کے سوا کوئی دوسرا نام نہ دیا۔ یہی چھٹیکہ کا صاحب ہندو
اور امتداد عبادت الہی میں شہک رہتے تھے۔ جب عیش کا صاحب غلام
چوتانو نقطہ ایک لمحہ سو لیتے تھے۔ باوجود ایسی بریاہتوں کے ان کا شکر

لمیں ہوتی تھی چنانچہ سیکسٹینس کی نظر اسی سال اور انیسویں کی عمر میں۔ سالانہ کوئی
 عرب مسیحی رہنما شمعون، ایک مینارہ کی جوتی پر ہی رجت تھا جس سے وہ
 پچاس سال تک زندہ ہوا اور سر سال کی عمر یا کہ سنہ میں فوت ہو، اس مقدس
 ہستی کے پیروہ کے نیچے حاجت مندوں کا جھگڑا لگا جتنا تھا اور وہ منارہ پر
 سے ہر ایک کو، نظروں کی طرح پراس کی روحانی اور جسمانی بیماری سے اچھا کرالیا تھا۔
 لوگ بھی شہر کو اس طے کر کے دور دروازے کے مقامات سے اس کے پاس گئے تھے
 اور دل کی تسلی اور روحانی پاکیزگی حاصل کر کے خوشی خوشی اپنے وطن کو واپس جاتے
 تھے۔ ان درویشوں اور راجہوں نے اپنے آپ کو دنیا کی لذتوں کو حرام کر رکھا تھا
 تاکہ وہ مجاہدیت و عہد کی مدد کریں اور لاچار بیگسوں کے چارہ گر ہوں۔ وہ
 اپنی رعایوں سے نصیم اور زندگی سے ہرزوں کو حرام کے پاس کا باہم تلب حاصل
 کرنے کی خاطر جتنی درجہ جاتے تھے انہیں کا جائزہ اور عہد کو پروردہ پیغام دیتے تھے۔
 تاکہ علوم انسانی کو ترقی دینے اور نص کے منجھ سے آزاد کرکریں زندگیاں بہر کریں
 جن میں حیوانی خواہش کا مصلوب ہوگئی ہوں اور حیثیت۔ خوشی و تلبی اطمینان کو
 کو بند کر دیا ہو۔

(۷۲۷)

اسلامی عہد کے درمیں، اطراف سے ہندوستان میں داخل ہوئے۔ (۱)
 ہندوئی اور ہندو، تہذیبی اور مذہبی ایران میں سے ہو کر وہ صدہ آئے تھے۔ یہ راستہ
 مسعودی، تہذیب اور تہذیبی تہذیب۔ یونانیوں سے کر کے ہزاروں کے جوگ سے ہندو
 میں آتا ہے۔ (۲) ہندو تہذیب کا راستہ، تہذیب اور دو میں بھی انہی تہذیبوں سے
 ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔
 ہم مسطور یا لایں ذکر کرتے ہیں کہ جہاں جگہ اور ہندو تہذیب اسلام پھیلاتے

تھے وہاں تہذیب کا گرد و تبلیغ و امتاعت اسلام کا کام نہاں اور تہذیب سے کرانیتا۔
 خواجہ عین، الہی ہستی نے محمود غزنوی اور غوری کے حملوں کے ساتھ ساتھ متعدد
 تہذیب کو غلبہ، ہذا مختلف اطراف و جوب کو اسلام کی تہذیب کے لئے بھیجا۔
 انہوں نے ہرگز و ناگس کو درپردہ حبیب و ملت کے پیروؤں کو اسلام کا پیغام
 دیا۔ جہاں مسلمانوں اور جہاد اسلام کو دینے تھے وہاں تہذیب و تہذیب زندگی بسر
 کرنے اور ایک ہی جہاد میں غمگین رہنے لگے۔ وہ کر پر اور سلوک کے خوب در
 گز سے اپنا بیٹ باں کر یا دہی میں ضرور رہتے تھے تاکہ انہیں انہیں ہر
 اور باطنی کی تربیت ہوگی تھیں۔ ان کے مربی اور تہذیب کا انہوں سے
 دخل کر اور اطراف جاکر تبلیغ اسلام کرتے تھے۔ انہوں نے ملک کی فضا کو مسو
 اسلامی حملوں کی وجہ سے کدہ، سوری تھی تھے، متعدد درپردہ ہر سے کی کوشش کی
 ان کی کوشش بار آور ہوئیں۔ سیکڑوں سجدوں اور شرف نے موجود ہوئے۔ ہر
 طرف تہذیب کی تہذیبوں نے گیس۔ ہر تہذیب کے ساتھ شرف و تہذیب ہماں ہوگیا
 کو کھانا تہذیب، بلاتھا۔ تہذیب ہر تہذیب وقت والوں سے شندہ، پیشانی۔
 خوش اخلاق اور محبت سے پیش آئے تھے۔ ان کے سلوک کو دیکر کہ ان کے
 دوس لوہہ غماض کر نہزاروں اسلام کے صلہ کو شہر جاتے تھے۔

سلطنت دہلی کے سلاطین، یا شہنشاہ ہند اگر وہ تہذیب کے مربی
 ہوتے تھے۔ یہ حکم، سلاطین، جو مسو کھ، لوگ باو شاہ کے دوس کو انہیں
 کر لیتے ہیں، جب سلطان ظاہر یا باطن میں کسی تہذیب کو تہذیب تو اہم اور
 عوام بھی اس کی پیروی کرنے لگے۔ ہندوؤں میں پہلے ہی ہوئی اور تہذیب ہی تھے
 جن کے وہ مغفد تھے۔ عیسائی بھی مسیحی ہندو مسیحی گوتہ تہذیبوں سے ملے
 کیونکہ ایسے لوگ جن کی تہذیبوں میں ہر جگہ پائے جاتے تھے۔ یہی تہذیب کیسیا اور

[illegible]

مصر فیکہ کے سرور کی جالیوں میں دجسیا چم سٹھو رہا میں لکھتے تھے ہیں
غیر مسلم سرور ہیں اور عربوں کی جگہ کا بہت خفا ہے میں سے ہنر سے اپنے دل
کی کھڑا میں مانتے تھے نئے آئے تھے۔ ہنر ہی ہنر دو نو میں مزاروں پر سر
منہ مانتی تھیں کہ اگر اس کے ہاں کوڑا اڑا ہوں تو اس نے بیٹے کو کشتیاں
دیں گے۔ چنانچہ کچھ روز بعد صدقیاں میں ہفت سے شادی کے لیے ہیں جس کے لئے
انہر دہنہ وہیں دروازے مسلمان میں کوئی نہ کہ سلسلہ دے آئے آیا واحد نے
میں قسم کی منت کسی مزار یا قبر پر مانی تھی۔ اس نے نہ تو چاہے۔ حال کل بھی ہفتہ ستان
میں چھوٹے صدی ہنر و دروازہ میں مسلمان پہنوں کی خبریں اور مزاروں پر
کڑواں مانتی ہیں اس میں طرف سے ہنر دہنہ میں سلام کی جنت اشاعت
میں۔ اور اس کا امر بھی کھسب توں اور عربوں کی دروازے کو دربار میں گیا۔
مصر فیکہ میں چھوٹے مسلمان کا۔ مانتی میں عربوں کی دروازے۔ دے
حضرت عبدالغفار حبیل کی ذی ولاد میں سے تھے۔ اس کو خواب میں حکم ہوا کہ

لغذاؤ سے چند وستن جھاڑ اور اہل ہند کھاسا م کے درختوں میں بڑا۔ وہ
ستہ میں بیٹھا کہ درختوں کے غرض میں سات ستہوں
کو حلقہ اسد ام بدخل کر لیا۔ سیدھک گزرا وہم شیخ سیاہو عی کے
درخت اسد کے لئے ہیں۔

مجلس کا خصوصی مسلم مبلغوں کے لئے منسبور ہے۔ منہ ہوا اور ملتان
محمد بن قاسم کے زمانہ ہی سے سماجی جہد میں اسلام کے گڑھ ہو گئے تھے۔ میں
تجدیدوں کی صدیقی مسکن کی وجہ سے سلطنت دہلی کے زمانہ سے ہی پہلے
پس کے بہت سے مسلم شہس ہو گئے تھے۔ علحدہ عمر بن علی اور مسعود
سیدھی جہد و اجاد کو اسلام کی جھونک دی وہ ۱۵ سالہ کے چاندہ گلوں ہو
گئے۔ فاحش کی بد میں جو وہ یاد کا خدا وقت میں جیسے تھے اس ماں کی ماہ
میں کو غرض مسلموں کی ملک بڑی تعداد اس زمانہ میں صلیقہ اسلام میں داخل ہوئی
گئی تھی۔ چنانچہ ملواری قریب ایک سو سال کے بعد ان کا یہ کہہ کہ مسلمان
سل و پس چپے آ رہے ہیں۔ ان اہم میں غرض مسلموں کو جہد مرات بھی دی
گئیں۔ وہ اپنے معدود کی قیادت کر سکتے تھے وہ نہی و نہی کو بھی سیکھتے تھے
حب فوہیں صدیقی جہد میں خلافت کو نصف ہوا تو اس زمانہ میں عیسائی جو کہ کر کے
میں انھوں نے کھولی سلطنتوں میں شہر ہوئے۔ ان میں حبیب سے زیادہ کی صورت
ملتان کو منسبور ہے اس میں۔ یہ مسکن جو دھماکا نہیں۔ ان کے غیر
مسلموں کو کھانہ دے دے۔ اگر وہ دھماکا کر کے ان کے عید روزانے ہائے
روں کی موت تباہ تو ان سماج کی چونکہ میں کے مندروں کی مر کے لئے ہیں
منسبور وہ در مقامات میں آیا کرتے تھے۔ دھکی جہد کا گڑھ ہوئے۔
جو دھوس صدیقی کے دوسرے نصف میں شیخ جہاں الدین ملی اسامہ

ہیں گیا۔ اُس نے مکتبہ میں ہفت روزہ اخبار کی۔ اور وہاں اشاعت اسلام کی خدمت انجام دیتا رہا۔

مسلمان مسلمانوں نے جنگوں میں سب سے زیادہ کامیابی حاصل کی تھی۔ مسلمانوں نے احباب ہم کو ذکر کیجئے ہیں، ہزاروں صدیوں کے آخر میں جہاد نے جنگوں کو فروغ کر کے دہلیں ایک اسلامی سیاست قلم کی اور جنگوں کے شہر کو اپنا دار الحکومت بنایا۔ اس حکومت کے زمانہ میں بے شمار غیر مسلم مسلمان ہو گئے۔ جلال الدین محمد بادشاہ نے (جو پہلے منہ و گھڑا) بے شمار لوگوں کو تلوار کے زور سے مسلمان کیا۔ اس نے بابا غفر شمس کو اپنا ہم دے دے کے حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ شہنشاہ میں پانچ صدیوں کی اسلامی حکومت میں لاکھوں غیر مسلم دار الحکومت اسلام میں آ گئے۔ رشوقہ کے مسلمانوں میں سے شیخ جلال الدین تبریزی (تاریخ و کتاب ۱۷۷۲ء) جنگوں آیا۔ دوشہ الدین شہر دہلی کا حلقہ بنایا۔ اس کے دہلیہ بے شمار لوگ اسلام لے گئے۔ مسلمانوں کے نظام الدین آریہ کے خلیفہ سراج الدین کے خلیفہ علاؤ الدین کے ہاتھ پر سید اشرف جہانگیر سمجھائی سے بیعت کی اور اس نے ہزاروں مسلمانوں کو داخل اسلام کیا۔ جنگوں میں احباب ہم جیسا کہ جیسا کہ مسلمانوں میں ایک بکثرت موجود تھیں لیکن اسلامی حکومت کے زمانہ میں بے شمار مسلمان ہو گئے۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ مکتوبہ بہار میں اس کثرت سے مسیحی کلیسیاں ملتی ہیں کہ ایک مہرہ و پورٹن کا صدر مقام تمام خاص جس کے تحت نصف دہجن سے ایک دہجن شہید اور بیسویں میں ہزار شہاس تھے۔ بہار کی فتح کے بعد ان کلیسیاؤں پر بھی فتنوں کا پہلو ڈھونڈا گیا۔

کے خلیفہ سراج الدین نے جنگال - بہار اور آسام میں اسلام کی شاعنت کی اور ان کو تبلیغ اسلام کے مرکز بنادیا ۔

سلطان محمد غزنوی کے زمانہ میں شیخ شرف الدین احمد رسالہ پیدائش
۱۱۴۱ھ میں لکھیے میں تھا۔ اس کا خاندان بیت المقدس میں شہسوار آقا تھا۔
اس نے چندر اور اس کے اس پاس کے شہروں میں تبلیغ و اشاعت اسلام
کی۔ ناگپور۔ چندری۔ مالوہ۔ اجمین تبلیغ اسلام کے مرکز بن گئے پھر اس
جقتہ کے باب سوم کی فصل سوم میں بتلایا کہ میں کہ سلطان محمد غزنوی نے
تبلیغ اسلام کی خاطر اپنا دار السلطنت دہلی سے دکن جنوبی ہند میں تبدیل
کر لیا تھا۔ اس میں مقدمہ کی خاطر اس نے غلامی ۱۱۴۱ھ میں جوہنوں نے ہزار
کو اسلام کا حلقہ بگوش کیا تھا جس میں غلامی کے سلطان بادشاہ دار شہسوار
۱۱۴۱ھ میں اور پھر چندر کے بادشاہ راز شہسوار ۱۱۴۱ھ میں دکن کے دہلی
عربوں کی ایک بڑی تعداد میں گئی تھی جن کے ساتھ مسلمان تاجدار سپاہی اور
تبلیغ بھی گئے تھے شیخ غلام الدین اولیا نے شیخ برہن الدین غریب راز
۱۱۴۱ھ میں دکن میں مسلمانوں کو دکن بھیجا تاکہ وہ بھی دکن اسلام کی
تبلیغ و اشاعت کرے۔ درحکم دیکھتے وقت کہا کہ یہ سات سو دہشتی جو
سپاہ اس وقت بیٹھے ہیں ان کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس سات سو
انخاص میں امیر حسن سحری۔ کمال مجندی۔ شیخ جاکم۔ اور شیخ نور الدین
سیدہ بدست صوفیہ تھے۔ یہ گویا سات سو سپاہیوں کی روحانی قیادت
تھی۔ اس گروہ کے خدیوہ بنے شہزادہ غیر مصمم، درغیب الدین اسلام کے حلقہ
بگوش ہو گئے۔

راجپوتانہ میں خواجہ عیسیٰ القہر بن حشمتی نے اجیر میں رہائش اختیار کیا اور

وہیں تک پہنچا جس وقت ہو گیا۔ اس کے پہلے کوٹھم شریف میں ایک جنگ
 تھا جو راجہ کا گرد تھا۔ اس نے ہزاروں کو مسلمان بنایا۔ ایک دفعہ جب
 وہ اجیر سے دہلی گیا اور ست سو فیصلوں نے اس کے ہاتھ پر اسلام لے لیا
 ہندوستان میں اسلام کی تاریخ میں سید صاحب الدین کی آمد تاریخی ہوتی ہے
 وہ بھار میں ۱۹۹۹ء میں پیدا ہوا تھا اور ۲۲۲۱ء میں دہلی کے اچھڑ کے
 علاقہ میں چلا گیا جس نے دہر کے گرد و نواح کے لوگوں کو اسلام میں داخل کیا
 اس کا دارالحدیث کٹرہم جہانیاں کہنے میں مشہور ہے جس کی وساطت سے
 پنجاب کے بہت سے قریبی دہلی، خیل اسلام ہو گئے۔ جس بھی وہ آتے تھے وہی نہ تو
 راہ میں مینا قرعہ مسلمان اس کے ہاتھ پر اسلام لاتے تھے۔ پچھلے سے کہ میں کے
 مقام پر یہ تین تین کسب و کاروں کی سید صاحب الدین دہشت تھے۔ ان کی نسبت پیشتر
 ہے کہ حسن فیض مسلمان کا پڑا بیٹا تھا۔ وہ اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ وہی صدی
 آج وہیں کوئی نذر نہ رہی تھی ہند میں سکھ یا پرت میں رہ کر فتنہ انگیز
 سوس کے کئی عمر بھر تک وہیں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد وہ پھر دہلی میں مسلمان
 ہو گئے۔ یہ وہی ہے کہ مسلمانوں میں اسلام کی تبلیغ و امتعت کی کوشش کا پہلا
 مسلمان بادشاہ ایک دربار میں شاہ کے زور و جود وہیں صدی میں مسلمان
 ہوا۔ جب ۱۲۹۹ء میں سید علی ہمدانی نے سب سرحدوں کی جمعیت کے ساتھ
 ہندوستان میں آکر شاہی قور مسلمانوں کی کوششوں سے چاروں طرف غیر مسلم مسلمان
 ہو گئے۔ گجرات کے مسلمان شاہی خاندان کے نامور بادشاہ محمد سیکرہ کے زہر نہ
 میں در ۱۳۵۹ء (۱۵۱۱ء) میں شاہ فیض مسلمان ہندوستان میں رونق ہو گئے۔ اسی
 طرح آج کل احمد آباد، جو پورہ کی تبلیغ اسلام کے مرکز تھے۔

انگریز مورخ ڈیویڈ ملو ہنٹ کا کہنا ہے کہ آج وہیں میں بابا فرید

اس کے عاشقوں کی لقیل جھولتی پنجاب کے غیر مسلم دارالسلام میں داخل ہو گئے اور
 گیا رہا جسوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان میں سب سے مشہور سیال جے جے جے
 میں تھے۔ کونوٹر۔ و خودی اور وہی ہے۔ محبوبت تھی جو وہی ہے جسے مسلمان در
 جنت ب کی دہلیوں میں اور جھنگ اور ضلع پور کے علاقوں میں رہتے تھے۔
 قریب و دور کے جہاد رہا تھی ہے۔ ان کے ساتھ کھول۔ لو نہ صاحب غفر و اتوا
 کے رنگ تھے مسلمان ہو گئے غلام جوئی در جوئی بابا فرید کے پاس آکر اسلام قبول کرتے
 تھے۔ چنانچہ سلیہ میں STBDMAN اس کا ہے کہ ان دنوں میں گویا
 رہائش میں ہو گیا تھا کہ لوگ باک ٹن جاکر بابا فرید کے دہلی اور دہلی میں اور
 جوئی در جوئی مسلمان قبول کر لیں۔ "ہام الدین اولیا کے حبیبوں میں صاحب الدین
 چلائے دیئے دہلی سادہ۔" صاحب اور جرات میں اسلام کی امتعت کی۔
 بابا فرید نے اپنے خلیفہ نظام الدین، دہلی کا حکم دیا تھا کہ ہندو اور سکھ
 اور اس سے ہر ممکن کوتاہی کر کے اس حکم پر عمل کیا۔ وہ پچاس برس کا پہلی
 میں نیم ہوا۔ اس کے بار میں تبلیغ اسلام کی وجہ سے سلسلہ مستفہ اپنے
 کمال کے عروج تک پہنچا۔ اس کے خلیفوں نے ہندوستان کے گوشے گوشے
 میں ہر رشتہ سہر میں حبیب سید کے مزاروں کو قائم کر کے لاکھوں کو اسلام
 کا صدف بنو کر دیا۔

باب پنجم

شمالی ہندوستان کے عوام اور مذہبِ وحدتِ یلین

گلاشتہ باب کے مطالعہ سے ناظرین پر ظاہر ہو گیا ہو گا کہ سلطنتِ ہندی کے ایام میں شمالی ہند میں مسلمانوں کی تعداد ہر سال کثرت سے بڑھ رہی تھی۔ ان میں سے بعض ہندو شمشیر کشوں نے بعض گھٹے بعض نے جبر و اکراہ سے اسلام قبول کیا۔ لیکن نو مسلموں میں سے بہت ایسے بھی تھے جو نہ تو لوہار کے خوف سے اور نہ جبر کی وجہ سے حلقہ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ یہ ہندی ہند سے آنے والے تین قسم کے لوگ تھے۔ پہلے وہ جو شمال مغربی سرحد پار کر کے شمالی ہند میں آجسے۔ یہ لوگ زیادہ تر سندھ۔ شمال مغربی سرحد اور پنجاب میں مقیم تھے۔ دوسرے وہ جو بادشاہوں کے فرائض اور لشکروں کی امداد تھے۔ یہ لوگ شمالی ہند میں مقیم تھے لیکن ان کی کچھ تعداد کن میں بھی بسنی تھی۔ تیسرے وہ جو مغربی ساحل کے علاقوں اور شہروں میں بسے تھے۔ یہ لوگ غالباً قریب تر شاہی حرن کے آباد و اجلاہ مسند رکے راستہ جنگلی ہند میں وجیب، ہر جلاہ اکل میں لکھائے میں داخل ہوئے تھے۔ لیکن بالعموم غیر ملکی مسلمانوں کی اولاد زیادہ تر پنجاب، صوبہ سرحد و چلی اور گرد و نواح میں پھیل چکی تھی۔ نو مسلموں نے اپنے لئے ایسے خطاب اور لقب جو دیگر کے لئے جو غیر ملکی لوگوں کے تھے۔ مثلاً شیخ، بیگ، خان، سید وغیرہ

اور بعض نو گھر بنائے ہی سہی بن گئے۔ بعض نے ان لوگوں کے نام اور لقب اختیار کر لئے جنہوں نے ان کو مسلمان بنایا تھا اور جو غیر ملکی امراء کے ملازم اور حکام تھے۔

ابتدائی مسلمان حلقہ اور کفارہ کو پہلا اسلام کی دعوت دیتے تھے اور اگر وہ قبول نہ کرتے تو قتل کئے جاتے یا غلام بنائے جاتے تھے پس یہ شمار لوگوں کے خوف کے واسطے حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ لیکن جب یہ حلقہ اور واپس اپنے ملک کو لوٹ جاتے تو ذات، بات اور عقیدہ وغیرہ کی پابندیوں کی وجہ سے نو مسلم واپس اپنے مذہب میں رجوع کر سکتے تھے۔ جمہوری کے بعد جب اسلامی قتل ملک میں قائم ہوئی اور لوگوں نے دیکھ کر اب اطاعت کئے بغیر عوام نہیں تو قتل کی طر پر بہت غیر مسلم مسلمان ہو گئے۔ سلطنت کے قیام سے اسلام نے ہندومت پر اور ہندومت نے اسلام پر اثر کرنا شروع کر دیا اور نو مسلم ہندومت اپنے عقائد و رسوم اپنے ساتھ اسلامی سماج میں لے آئے اور اسلام بچیت اور ہندومت میں نئی تحکیکیں شروع ہو گئیں۔

مسلمان تاجروں نے بھی اسلام کی اشاعت میں بڑے حصہ لیا۔ ان کا قیام میں مسلمان تاجر سندھ اور ہریانہ کی استان فرشتل کا ایک بڑا درجہ تھے اگرچہ وہ واحد درجہ تھے کیونکہ مسیحی تاجر بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ مسلمان اور عیسائی تاجر تین درجہ کا و غیرہ ملک کی چیزیں بنگال کے راستہ حراسان اور بنگال لے جایا کرتے تھے۔ ان مسلمان سودا گروں کی بدولت ہندو طریقہ مسیحی حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔

اچھوت و اڈوں کے لئے اسلام ایک غیر متقدیمت ثابت ہوئی۔ وہ ذات پرست اور ہندو سماج کی دیگر پابندیوں سے آزاد ہو کر کلرے کو جید

پڑھنے کے بعد اعلیٰ ذات کے چند لوگوں سے بہتر شمار ہونے لگے پس وہ جو حق
 در جو حق اسلام میں داخل ہو گئے۔ بعض چند مسلمان غورنوں کے عشق میں
 متلا ہو کر اسلامی کلمہ پڑھ لینے تھے۔ جو غیر مسلم عورتوں یا لڑکیوں مسلمانوں
 کے گھروں میں جوتیں ڈھکی مسلمان ہوجاتیں۔ ان کا اولاد بھی خدا کے مسلمان
 ہوتی۔ تمام بھی اکثر اپنے مالکوں کا مذہب اختیار کر کے مسلمان ہوجاتے اور
 بہتر سے غیر مسلم غریب اور فاقوں کے بارے میں اپنے سچ کے حالات سے تنگ
 اگر اسلام اختیار کر لیتے تھے۔ دیگر مسلمانوں کی کرب میں
 اضافہ ہوتا جاتا تھا۔

توفیق کے ساتھ وہ نے دھیسام گزشتہ باب میں بتل چکے ہیں (ہر ارد
 غیر مسلموں کو اسلام کے حلقہ میں داخل کر دیا۔ اس کا اثر خدا کو جس میں ہند
 کی کلیسیاؤں پر پڑا، ہوگا کیونکہ مسلمان عورتیں بھی راجہ کی بیوی کے لئے
 شب بیداری ذکر۔ توکل۔ ریاضت اور فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے۔
 مسیحی۔ یہوں کی نفاق ہوں کی طرح مسلمان درویشوں کی بھی خانقاہوں وغیرہ
 تھیں۔ وہ بھی سبوں کی طرح محاسنات سے پرے نکلتے تھے کہ تحقیق کی
 طرف جاتے تھے، وہ معرفت۔ پس اور توفیق کا سبق کرتے تھے۔
 اس کا مکر رہتا ہوگا کہ وہ بھی مسیحیوں کے نہانے کے لئے ہزاروں مسیحی
 اسلام کے حلقہ میں شرفیک تعلیم کی تعلیم داخل ہو گئے ہوئے۔

۲۴۶
 راجہ متل چکے ہیں کہ باب فرید نے نظام الدین وہ دکانچہ حیدرنگر
 اس کو حکم دیا تھا کہ ہند گئے۔ اس نے ہر ممکن کوشش کر کے اس حکم
 چل کر کیا۔ چنانچہ انھوں نے کئی کیری میں لکھتا ہے کہ ہندی میں سچ بھلائی
 چراغ ابھی۔ بہت سارے۔ تیغ علاء الحق۔ اور نیگال میں شیخ رحمہ اللہ

یوسف اور جہت بری میں شیخ یعقوب۔ و سچ کہ۔ اور مالہ میں عیسیٰ الدین اور
 دہلوی میں مولانا مقرب۔ اور جیس میں شیخ حسام۔ اور جگات میں شیخ رباب الدین
 غریب و شیخ منتجب وغیرہ مسلمانوں اور دکن میں عورتیں ہی دھکم دیں اولیاد
 کے تھے۔ یہاں کی کدوچ پروردگار آفرین شاعر نے یہ ہندوستان بھر میں
 روشنی پھیلا دی۔

۲۴۷

نہ کو رہا کو مستند کا سچو یہ تھا کہ جو مسلمانوں اسلامی حکومت شری
 ہندوستان میں دھمت پکڑ کر غیر مسلم حاصل کرتی تھی مسلمان کی انعامت بظرف
 ہوتی تھی۔ اور شاہد کہ ہند کے کثرت سے جو حق و حقوق کے مذہب
 میں شامل ہوتے گئے۔ اب ہندوستان میں پودھ دھمت۔ جن میں مت چند دھمت
 مسیحیت و اسلام تھے جو کے عقائد در دھوم ایک دوسرے سے مختلف
 تھے۔ اس اختلاف کی وجہ سے نہایت مختلف مذاہب میں راجا اور مصاوم کا
 تہوں ایک لڑائی درنگ رہا رہی۔ تمام مذاہب کے اختلاف۔ ان کے علاوہ نسرو
 دھوم وغیرہ کے اختلافات بھی تھے۔ انہیں کے دلوں میں جہاں اسلام کا جذبہ
 جو اس زمانہ میں ان کی فطرت کی وجہ سے فروغ ہو رہی تھی۔ مسلمانوں میں سما
 ہو رہا اور۔ اس پر نگہ اور افغان ہندوستان کے ہندوؤں کو خوار کر کے
 نظر سے دیکھتے تھے۔ بہرحین دیکھ رہی تھی کہ وہ ایک اور سچہ سمجھتے تھے پس یہ تمام
 مذاہب اسلام کے ہر دھرموں تک ایک دوسرے کے مقابل عرف آزار سے
 مسخیت دہلی کے نام میں شہس جہد و ستوں کے میدان نہ صرف ہندو اور اسلامی
 اوج کے میدان جنگ تھے بلکہ ہند دھمت مسیحیت اور اسلام کے مذہبی عقائد
 کے بھی میدان جنگ بنے ہوئے تھے۔ کیونکہ جب مختلف مذاہب در سما ہوا

کے ایک دوسرے سے ٹکڑے ہوئی تھے تو سر مذہب اور سماج کی ہی کوٹ شرمی ہوئی
 ہے کہ وہ غالب ہو اور دوسروں کو نیچے دھکے۔ لیکن یہ جنگ دیر پا نہیں ہوتی
 اور نہ صدیوں تک جاری رہتی ہے۔ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب مذہبی
 تصورات کی جنگ میں کسی ایک مذہب کی ہار حریف نہیں ہوتی تب ان میں
 مصالحت شروع ہو جاتی ہے۔ ایک سخت کے عقائد دوسروں کے عقائد سے
 سماج کے عقائد کے متواتر کر دیتے ہیں۔ ہم گزشتہ باب میں بتلا چکے ہیں کہ
 مسیحیت نے اسلام اور ہندو مت کے عقائد کو اندر منظر پر کس قدر اثر کر لیا۔
 ہندو مت کی جین مت سے کہ وہ برہمن کے مذہبی عقائد اور دھرم کو اپنے
 اندر ایسا جذب کر لیتا ہے کہ دوسرے مذاہب یا بے جان ہو کر رہ جاتے ہیں
 کیونکہ وہ ان کی زندگی کے اڑل کو اپنے اندر کھینچ لیتا ہے۔ چنانچہ مسیحیت اور اسلام
 میں وحدت کا عنصر بہت زیادہ تھا اور عدم وحدانی۔ دونوں کا اعتقادی نشان
 تھا پس اس تھماؤ میں کم از کم یہ تو یوں کہ دونوں کی انفرادیت زائل نہ ہوئی۔
 اور جب وہ نماز آیا کہ سب مذاہب میں وحدت ہو تو ان دونوں مذہبوں نے
 اپنے عقائد اور دنیاویات میں مصالحت کر لیا اور ہندو مت کے عقائد سے
 وحدت اختیار کی کہ سب مذاہب ایک دوسرے سے روا داری اور صلح کے
 ساتھ ہیں اور ہم پوری اختیار کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام اور مسیحیت
 کے مخصوص عقائد اور دنیاویات انھوں پر ہندو مت کا بہت اثر نہ پڑا۔ زیادہ
 سے زیادہ ہندو مت ان کے بیرونی پہلوؤں اور رسوم کو ہی چھوڑ کر اور ہندو
 سماج کی رسوم اور توہم پرستی وغیرہ میں تسلیم اور ہم کو متاثر کر سکی۔ ان کی
 مجلس اور عوامی زندگی پر اور مختلف طبقوں کے یا جمعی تعلقات اور شریعت اور
 دیہاتی لوگوں کی سماجی اور اقتصاد دی زندگی پر ہی ہندو مت کا اثر پڑا۔

پھر ایک زمانہ آگیا جب غیر ملکی حملہ آوروں کی نسلیں اپنے آپ کو
 ہندو مت پر سمجھنے لگیں کیونکہ ان کے آباؤ اجداد حملہ آوروں کا ہندو مت ان
 کے سوا کوئی دھن نہ تھا اور انہوں نے پس منظر پر باطنی اختیار کر لی تھی۔
 وہ غیر ملکیوں سے مخصوص ہندوؤں کی مقدس کثرت سے (میں چون اور
 دوستانہ تعلقات رکھنے لگے اور ان کے اعتقادات۔ رسومات اور
 رسومات سے واقف ہو کر ان میں سے بعض کو انہوں نے اپنا لیا۔

(۳۱)

ہم گزشتہ باب میں ذکر کر چکے ہیں کہ بھگتی مت کی اصلاحی تحریک نے
 مسیحیت کی تعلیم سے متاثر ہو کر ہندو مت میں نئے صوبے سے جہاں واپس
 دی۔ وشنو مت۔ شہو مت۔ رام مت اور دیگر اصلاحی تحریکات نے کئی
 ہندوستان کے ہندوؤں کو یک جا کر دیا۔ شمالی ہند کے لوگ جو بلی ہند
 کے پورے متوں کا دشمن کہتے اور جو بلی ہند کے لوگ شمال ہند کے امتحانوں
 کی تازگی کرنے کے لئے ہر طرف جاتے تھے۔ ہندو شاعر پنڈت اور فلاسفر
 ویاچوں کے دربار کی خدمت ہوتے تھے اور ایک راجہ کے دربار سے دوسرے
 راجہ کے دربار جا کر اپنے خیالات کا پروردگار کے دربار سے مناظرے
 کر کے انعام و اکرام حاصل کرتے تھے بعض راجے سے صفحہ تلمود دست ہوتے
 تھے بلکہ وسیع انجیل بھی تھے اور یہی رواج رہا کہ سامی ہوتے تھے چنانچہ
 پروفیسر اقبال علی شاہ کہتے ہیں کہ ایک ہزار سال پہلے ہیں یعنی سلطنت
 دہلی کے قیام میں کہ جو کثرت کے ایک ہندو راجہ نے پہلے ہیں قرآن کا ترجمہ قدیم
 بھارتی زبان میں کر دیا اور وہ باقاعدہ اس ترجمہ قرآن کو سنا کر بے انتہا ہندو
 فلسفہ ۲۷ مئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۰۳

ہیں۔ یہ تو صد کی رکت ہے۔ ن باقر سے ہم سمجھ سکتے کہ گرد و خاک فیہ کا حکوم
پر کس قدر اثر تھی۔

۱۔ نفوف کے آرام دار اس بھی ہونے لگے۔ خاصہ یہی مرقہ لوہا منی
کے گرد و خفسہ حبیب لکھے ہیں اور خفسہ صوفیہ و صراحت کے حاصل ہوتے تھے۔
اُس کی صفت میں کہ کوئی چل کر نظر بند نہ رہے۔ صلیح طلب لبور غبار کا پنے
ظلمہ ماب فرم دیا کہ کہنے لگے۔ ماب غباری شطائی کا نہایت آسانی سے مکار
ہو جاتا ہے۔ ۲۔ عابدین سے علم کے دور سے ترس رہے تھے بلکہ وہ
اور بقیہ عابدین بھی۔ سست ہونے لگے۔ ۳۔ عابدین سے زنی اور عجب
نے عسارت لے لی۔ ۴۔ سے عجم عادات اور عجت کا سلوک کرتے تھے
جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی رفاقت میں اور جماعت میں تمام
خاندان کے۔ ۵۔ اور ان کا چھٹا لگا رہتا تھا۔ ملائے سرعیت تو اس بات کا
تقصو کھو بس کہ ان کے لئے کہ دو جہاد اور عسکی عوام کی کوئی کس نے اپنے
علم و عقل اور کے خواہے بلکہ شسم عوام سے بھی عسکر اور سلوک کرتے
تھے۔ لیکن یہاں پر یہ عسکر۔ ۶۔ اور جو تھے تمام ہوتے تھے کہ عسکر
علم میں انکساری سے کر رہے تھے۔ علم شریف کو اس لئے کہ یہ قصد
یہ ہے کہ میں شکر کہ جائے رکت اس سے صلف کو اور اپنے ہر مقابلہ کو دشمن
۷۔ باب۔ گوناواہ ۱: ۹۔ ۲۔ و حاشیہ ۱۔ ان عباے ظاہر سے یہ امید کرن عبت
نہ کہ وہ حال نہ رہا کہ صلا میں اپنے خیالات کو بدل دس دیکھ صوفی شہاد
نے وہاں جو سرعیت کے نام نہ کر سکے۔ ۳۔ اسوں نے مختلف مذہب کے ہر چوں
میں یکا نیت پیدا کرنے کی کوششوں کے ساتھ کہ یہ بھی از حد کو سنش
کی کہ اس مذہب کے احادیث میں بھی اتحاد۔ یک جہانی اور یک جہتی

میں ہوجائے۔

۱۔ نفوف کے دیانت۔ ۲۔ نفوف میں اس کی حسنی اور یک رنگی سکوا
کہنے کی کہ سنش کی۔ ۳۔ مومنا نے وہم کی سنوی سے جو کی واقف تھے اس
کے منہ پر حجت کر اور : کے لفظ اور سنش کے موبہ ہیں۔ دونوں کے نزدیک
عقب معلوم ہے۔ ۴۔ روح بندہ نہیں۔ ۵۔ با سکی میں کسی رنگین۔ ۶۔ سیات ظل
میں سے ہم سے مجتہد ہوا ہے۔ ۷۔ یہ۔ ۸۔ جو مفلو کا جو مد ہر ہر فطری
نا ممکن ہے۔ ۹۔ جو مدی زنی اور ہر ہر دونوں کے نزدیک غما صحت عبت
یک ہی ہے جس کو سنا حق اور نفوس پر ہر ہر کا نام دسا ہے جس سے
کوئی صفت بھی مسبب نہیں ہو سکتی۔ ۱۰۔ چن چن شکر اس کو در رکت کہ کما ہے
اور مرقہ نائے نفوم کتنا ہے۔

دو گداز نام دیگر در صفات

۱۔ دوں کہیں ہیں کہ بے چوں ہوس کی وجہ سے جس کا مقام لیا
ہے جو یہ مجتہد۔ ۲۔ نفوفہ صفا اور یک صفت سے فطری ماوراء ہے۔
۳۔ ہر ہر کہ کو نام صفا سے ہی دسا تھا ہی نام صفات کا جامع
بتوایا ہے۔ ۴۔ حق بھی کہ ہے کہ اس داس کا ہر دے کے لئے کس قسم کے
اسرار کا کایات۔ ۵۔ استفادے اور نصرت و بیانات اجتماعی اور
انفرادی طور پر فطری تا فص میں اور دواں تک پہنچنے سے حاضر ہیں
چہ نچر ملاحظہ ہو۔

گر عیسائی ہیں دش گرامت
چونکہ ہم در نفوس می ستافت
مرزبان سنش کی مجر گوش حبیب

میں سے کہنے میں جس میں نے اپنے طور پر کیا ہے مسلمان کہتے ہیں کہ اللہ نے محمد کو
 کیا ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح کلمہ اللہ نازل سے تھا۔ مسلمان قرآن اور قرآن
 کو انہیں دیتے ہیں۔ پس عوام کے دل میں اس میں نے کلمہ کیا کہ مختلف
 مذاہب میں فرق صرف نام کا ہی ہے۔ درحقیقت سب مذاہب ایک ہی
 بات دیتے ہیں اور ان کی وحدت ادیان کا شہرہ قبول عام ہو گیا۔ اس کا نتیجہ
 یہ ہوا کہ مختلف مذاہب کے عقیدہ زنی لغت، اب اور اختلافات قابل لغات
 نہ رہے۔ دینی کتابیں ایک دوسرے سے شائیوں میں خلافت حاصل سمجھا
 جیت لگا۔ چنانچہ ہم یہاں جہت اشعار و روایت کو جس جو میں نظر کر کے
 سامی ہیں۔

۱۔ یہ کہ لایا یا اور یہ نہیں چھوٹا ہر جہاد و تحقیق ست مسجد کعبہ
 یعنی سب ایک مسجد کے طور پر ہے۔ وہ ہر نمازوں کو اللہ کے ساتھ
 تمام عبادت محلے کے لئے ہے۔ وہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 عیسائیوں کے گرجے ہوں۔
 ۲۔ دوسرے کہ وہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 یعنی نہیں جہتیں ہیں۔ مسلمانوں کا فرما کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 کعبہ اور وہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی۔
 ۳۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۴۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۵۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۶۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۷۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۸۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۹۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۱۰۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی

۱۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۲۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۳۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۴۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۵۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۶۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۷۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۸۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۹۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۱۰۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی

۱۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۲۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۳۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۴۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۵۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۶۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۷۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۸۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۹۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی
 ۱۰۔ یہ کہ اللہ کے لئے مسجد بنی ہوئی

کامیابی نہیں ہے جو کہ مائیں میں لڑتی تھیں۔ ان کا مذہب سرفلسفہ عقل
 اخلاقی و دروہانیت کا مذہب تھا اور نہ مذہب اور عقل کی جو میوں کو اپنا
 بناتے تھے۔ صفائی مذہب و محبت و خیریت کا مذہب تھا۔ ان کا مذہب تھا کہ
 اس دنیا کی جہنم میں تمام آدمیوں کے دروں کی جہنم میں اپنی جہنم میں
 کے یہاں ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں
 دروہانیت کے جہنم میں ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں
 پر ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں
 جہنم کے جہنم میں ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں
 ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں
 جہنم میں ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں ان کے جہنم میں

ہندوؤں کے مذہب میں اس بات پر زور ہے کہ تمام مذاہب
 کا اصل ایک ہی ہے اور کہ وہ ایک ہی خدا کو جس کرنے کے مختلف راستے
 ہیں۔ جس طرح تم جن کے مذہب مختلف ہونے میں مگر سب کے مذہب کا رنگ
 سفید ہی ہو مائیں اور مزاج مختلف قسم کے ہوں ہیں لیکن دوسری ایک ہی ہوتی ہے
 اور کہ وہ مذہب اور عقل کی ایک شاکر کہتے تھے کہ جب ہم ہی باطنی سکھ
 نفس و ذہن تو ہم۔ یہ بات ہر مائیں کے لیے کہ میں تحقیق رہے کہ
 مختلف مذاہب ایک ہی سچائی کے مختلف پیروں پر زور دیتے ہیں
 ہم جہدوم کے ہر نیم و اس جہد کے گذشتہ باب کی فصل اول میں
 کٹر کا ذکر کرتے ہیں۔ گرو نانک کے ذکر میں انشاء اللہ ان کی جگہ پر کہیں گے۔ یہ
 دونوں ہندو مذہبوں اور انھما ہندو مذہب میں جہت و راستہ کو اپنے دوسرے
 مذہب سے ہم سے ایک طرف دیکھا ہے بالکل مذاہب ایک خدا کی طرف جانے کے مختلف
 تہذیبیں ہیں۔ بی۔ بی۔ کے گرو نانک اور نہ ان کی سے بعض چند فیروں کے ہر سکا ہے۔
 مذہب تھا

کے قریب لائے میں کوشاں تھے اور وحدت ادیان پر زور دیتے تھے ایسے ہندو
 رہنماؤں کے جہنم کی تعداد کم لگتی۔ وحدت الوجود کا عقیدہ و وحدت
 ادیان کے نظریے کو مسلم اور غیر مسلم عوام کے انور میں حکم کر جانا تھا
 بعض باتوں وحالت یہ ہوئی تھی کہ ایک ہی شخص کو مسلمان مسلم اور
 جہد و جہد کہتے تھے۔ مثلاً اگر تیرا دونوں مذہب و وحدت ادیان میں ہوتا تھا
 اور ہندوؤں کی انہوں کو جان چاہتے تھے۔ یہ بات صرف خواص تک ہی
 محدود تھی بلکہ عام میں من۔ حریب ہر طرف پھیلنے پر وہی تھی مثلاً ایک
 معمولی جہنم کی عورت کی نسبت یہ سوال اٹھ کر وہ مسلمان مری تھی
 یا ہندو!

جس طرح صوفیہ باوجود مسلمان ہونے کے وحدت ادیان کی تحریک
 کے حامی تھے اور ساتھ ہی اسلام کی اشاعت میں کوشش کرتے تھے اسی طرح ہندو
 بھی وحدت ادیان کے ہر پاسے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں اور عیسائیوں کو
 جہد و جہد میں کوشش کرتے۔ مثلاً اگر ہمیں نے جہنم کی تائید میں
 کی جگہ کرکٹ وادہ رکاوٹ دے کر کہا کہ مسلمان اگر کرکٹ و تحقیق ایک
 ہی ہیں اس کو کوئی ضرورت نہیں کہ اپنے باب واداکو مذہب ترک کر کے
 مسیحیت کو اختیار کرے بلکہ ہم کو چاہیے کہ مسیحیت کو ترک کر کے اپنے باب
 واداکو مذہب اختیار کر لے۔ یہی پرچار وہ مسلمانوں میں کرنے لگے تھے۔ مثلاً
 بکھارے کمالی کے گرو زید بنوں کے مذہب سے متاثر ہو کر مسلمانوں اور مسلمان
 اور زید بنوں کے راہ وادہ۔ اس نے مذہب وادہ وغیرہ ترک کر دیا اور مسلمان
 غور توں کو ہندوؤں کیوں کے سرور کر دیا تاکہ ان کو اپنے تعلیم دیں
 پھر لکھا ہے کہ احمد خان بن مسلمانک خان لودی صاحب کھنوی کا فرار کی

ہے دیا کہ ہندو عورتیں اپنی مزاروں اور مندر میں بیٹھ کر چلیا کریں کیونکہ مندر بھی
تہیاتی فعل کے مرکز ہو گئے تھے۔

درود سنا دینے میں ہم تحریریں دینی سے روک دیں۔ خوشنسلوں کو ہم چند نبوت
کی طرف راغب کرتے تھے۔ اس پر بھگتی کی تحریک کا اور دعوت ادیان کے
عہدہ کا افسہ دکر دینے کا عزم کر لیا۔ مثلاً وہاں کی اصل بھگتی کی تحریک کو
برہمن کے بیٹے کا گیا۔ تو آپس سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ برف واضح اور شہیم
لفظ میں عطا اسلام کو قبول کرنے کا عندی کرے۔ اس کے انکار پر اس
برہمن کا قبضہ نہ لگایا گیا اور نہ دوسرے۔ برہمن راجہ کے تادیب کے
مقابلے میں اس کو قتل کر دیا۔ ایک اور ایک شخص نے دعوت ہندو ہو گئی تو
اس نے غور کو اپنی قبل کر دیا۔ نہ رو سنا، خلق نے ہر ممکن طور پر
کو متسلل کر کے مشن کو عام کے بلکہ جب میں جی تو ہمتا۔ خیریت۔
پیر برہمنی وغیرہ اور ہندوؤں کے خیالات اور رسوم وغیرہ نے دخل بالیا تھا
ان کا قلعہ فتح کر دے۔

ملاہیں اسی میں سکندر درویدی سب سے زیادہ متعصب اور
کٹر مشن میں تھا۔ اس کی سعادت کے اصول (جیسا ہم ذکر کر چکے ہیں)
حکومت الہی کے اصول تھے۔ اس کے مختصر احضاب کے افسر ہر جگہ
اسی ناک میں رہتے تھے کہ کوئی غیر مشرورع بات کہیں ہونے نہ پائے۔
وہ لوگوں سے سب قسم کے چمکے لکھوا دیتے تھے کہ وہ ایسی باتوں کا ارتکاب
نہ کریں گے جو نہ رعیت کے موجب جائز نہ ہوں۔ اس قسم کی بے تعلقت
کھینے والا سلطان العنان سلطان کہ گوارا کر سکتا تھا کہ مشن سب سے زیادہ
خیالات کو اپن لیں۔ اس نے ہر ممکن کوشش کی کہ وہ ان تمام کارکنان

وحدت ادیان کا طرف نہ جائے لیکن یہ نھر ایک اس کے روکنے سے بھی نہ
رہی۔ ہندو اسلام کے اصول پر بہتر تعلیم حاصل کرنے کے لیے جستجو کرتے
تھے اور سکندر کے شاہی فرمان اس بات کو نہ روک سکتے تھے۔ ایک
صدی کے اندر ہندو ہندوؤں نے فارسی زبان کے اندر مشن کو اپنی
حاکمیت حاصل کر لی چنانچہ ۱۱۱۳ء میں ہندو ہندو سفراء مخصوص دیسی سے
اپنی طرح وائف تھے۔

سکندر درویدی کے بار میں صوفیہ کے گروہ کے خلاف برپا تھے۔
عسفی جسمی اور غلط نفس وغیرہ خیالات بالائے طاق رکھ دیئے
گئے تھے۔ وہاں کہ جگہ عسفی مجزی اور نفس پرستی نے غصب کر لیا تھی۔
اس کی زندگی اور مستی سلاح اور ملک کے لئے نعمان دور نہ ہو رہی
تھی۔ بھگتی کی تحریک سیداب کی مانند ہر جہاں طرف بڑھ رہی تھی۔
ترم ملک میں وحدت ادیان کا وہ بار بار ہو رہا تھا۔ سب لسانی کے بعد
سکندر کے دو بیٹے ایک برہمن کو قتل نام پیش کیا گیا جو ہر باب کو علامہ
کتا تھا کہ سلام حق پہنچے و ساتھ ہی میرا مذہب بھی رستہ ہے۔
سکندر نے مذہب کے مختلف حصوں سے علماء کو اکٹھا کیا اور ان سے
قوت طلب کیا۔ انہوں نے قوت دے دی کہ وہ اس برہمن کو اسلام کی دعوت
دی جائے اور اگر وہ یہ دعوت قبول نہ کرے تو قتل کر دیں جائے۔ اس
کے انکار پر وہ قتل کیا گیا۔ اہل حقان اکبری بعد ازل ۱۵۲۲ء-۱۵۲۳ء
سکندر نے علماء کو اپنی حکومت کے دور دراز مقامات سے اس بیٹے
طلب کیا تھا کیوں کہ یہ تحریک ملک کے قبول و عرض میں سرعت کے
ساتھ پھیل گئی تھی اور سکندر اس مقدمہ کو آزاد گئی مقررہ

شاہ اس تحریر کو ہر سیکہ روکت چاہتا تھا۔ لیکن وحدت ادیان کی تحریک
 شہر کوئی بھی اور نہ ہی رکی۔ چنانچہ مشہور حقیقی صوفی شیخ عبد اللہ شاہ
 کہتا ہے کہ وہ یہ کہ شور اور غوغا جس قدر باگیا ہے کہ کوئی مومن ہے اور
 کوئی کافر ہے۔ کوئی مصلح ہے اور کوئی گنہگار ہے۔ کوئی باطنی ہے ہے
 اور کوئی ظاہری ہے۔ کوئی مشہدات اور پارس ہے اور کوئی لکھنوی ہے۔
 حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سب کے سب ایک ہی لڑی کے دے ہیں۔
 مسکن در کے دے برو ایک اور شخص بقتل کیا گیا جس نے کہا کہ بعد
 ہیے مشہدات تھے اور عتبی قتل کے تھے لیکن اب میں بتاؤں
 ہو گیا ہوں۔ وہ بھی قتل کیا گیا۔ مسکن در کی ہمدون کو شہر کا
 وجہ سے اس کی تھیں سال حکومت میں بھگتی اور وحدت ادیان
 کی تحریک قدرے ٹھٹھاک گئی۔ لیکن اس کی موت کے بعد اکبر کے
 عہد تک۔ تحریک پیش از پیش زور پکڑتی گئیں اور سلطان
 کی طرح ہر مذہب و ملت کو اپنے آگے ہانک دینے لگیں۔ سلطان
 فیروز تغلق اور سکندر کا سادہ تھا۔ عام طور پر یہ کہنا صحیح ہوگا کہ
 مسلمانین دہلی دیکھتے کہ تین جیسے مسکن بھی مزاروں میں جانا موجب
 سعادت سمجھتے تھے۔ مزار کی فرصت اور آراستگی میں وہ مذہب و دین کی
 طرح ہر مذہب دیکھتے تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی سلطنت دہلی کا ہر امیر
 مزاروں کو پناہ تھا اور پھر یہ وہ سروں سے بڑے چڑو کہ مسکن دفت
 کی پیروی کرتا تھا۔ بعض مشہدات میں ہندوؤں کے استخوانوں کی بھی
 پناہ کرتے تھے۔ شاہ سلطان زین الدین بدشاہ شہزادہ ازملہ
 تانہ بک تک طہنت یا شاہ تھا جس نے امراتہ کی یاترا کی

اور میں پیرتھ کی وہ میں مسکن فرخانے بنوائے یکسے کے مسکن و ماہی پناہ
 اور مسکن (۱۸۶۳ء) میں سے کسی نے کسی شخص کو بھی اس میں پناہ کی
 یا تر سے منع نہ کیا۔ اگرچہ یہ شخصانہ ہوتے ۱۸۶۱ء کو یہ کہتے تھے۔
 ان کے ہاں تھے۔ ۱۸۶۱ء

(۵)

وحدت ادیان کی تحریک کا ہندوستان کی تحریک چوٹی کی گلیسیاؤں
 پر کا اثر تھا۔ ہر مذہب و مذہب اب میں مبتلا ہوئے ہر مذہب کی گلیسیا کے
 متعلق ان صدیوں میں پہلی صدیوں میں نہیں آسکتے تھے۔ ہر مذہب
 کے ایام میں گلیسیاؤں کے شاہانہ انجیل پیر کی۔ ہندی نے ہندوؤں کے
 کی وجہ سے مختلف قسم کے واپس دروہیات میں شہر۔ ہندو
 چنانچہ ہمارا کو پلو جس نے مسکن اور مسکن کے اور مسکن
 کا سفر کیا تھا کہ ہندو کے ہندو مسکنوں کے مسکن اور مسکن کی ایک
 بڑی فہم دور دور سے عقیدت فوار مسکن کے ہر مذہب کی نذر کے لئے
 مسکن اور مسکن ہے۔ ہندی اپنے مسکن کے ہندو مسکن کے ہندو
 سنا ہے میں ہیں مسکن شہر کا گاہ تھا۔ مسکن کی مسکن مسکن
 کو پلو کی مسکن ہے اور اس علاقہ سے مسکن مسکن کو مسکن
 موجب ہے۔ مسکن میں مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن
 اس کی مسکن ہے۔ مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن
 میں مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن
 کہ کہ تھا۔ مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن
 مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن مسکن

میں یاوری جوڑ دیکس جس کا ہم باب سوم کی فصل سوم میں ذکر کر آئے
ہیں، لکھتا ہے "ہندوستان کے اس حصہ میں دھڑکی سے شمالی
ناٹا بارتک، کہیں کہیں ایسے لوگ بھی رہتے ہیں جو اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں
لیکن وہ صرف نام کے ہی سنی ہیں۔ ان کو نہ جانتا ہے اور نہ ان کو
مسیحیت کی کچھ خبر ہے۔ ان کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ وہ حب اور متع میں
اور متع میں تو رہیں نیز نہیں کرتے۔ وہاں میں نے تین سو کو بیسہ
دس کے کلیسیا بھی شامل کر لیا ہے۔ اس تعداد میں بہت سے مسلمان
اور بہت پرست بھی شامل ہیں۔" ڈاکٹر راجہ ولس لکھتا ہے "یہ ایک
حقیقت ہے کہ چند دھرم کے معتقدات اور توہمات نے مسیحی کلیسیا کے
نیکوکار کو متاثر کر رکھا تھا۔ اس تواریخی حقیقت سے ہم متاثر نہیں کر سکتے
حق تو یہ ہے کہ جب دو مذاہب ایک دوسرے کے ساتھ ہیں تو ان کا ایک
دوسرے کو متاثر کر دینا ایک ناگزیر امر ہو جاتا ہے" (صفحہ ۱۵۰)۔

دھرم دیان کے نظریہ اور تحقیقی مذہب نے مختلف مذاہب کے
پیروؤں کو باہم مل کر رکھا کر دیا تھا۔ ہر مذہب کے اسناد مذہب
اور مذاہب ہر مذہب کو مل کر رکھا کر دیا تھا۔ ہر مذہب کے اسناد مذہب
اسطوریہ بالا میں ہم دیکھ آئے ہیں کہ مقدس نور رسول سہمہ کے مزار پر
عیسائی، مسلمان اور ہندو دور دور سے جمع ہو جانے لگے اسی طرح
ہندوؤں کے زمرہ حق پر مسلمان اور عیسائی آپ یا کرنے لگے اور مسلمان
کے مزاروں پر ہندو دور دور سے بھی جایا کرتے تھے۔ شمال ہند میں
کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں کوئی مزار ہو اور جہاں سب مذاہب کے
لوگ بحق مدح حق نہ جاتے ہوں۔ یہ مزار نہ صرف بڑے شہروں

میں واقع تھے بلکہ دور رساوہ مقاموں اور حصوں قصبوں میں بھی
پائے جاتے تھے۔ اور سب مرجع ملحق تھے۔ یہ یا مزار کے مقام اور
ہزار شہزادوں مساعیوں و عاؤں کی جہولت کے لئے مشہور تھے
اس عہدیت میں لوہی کسی مذہبی میر کے مزاروں کی تعداد میں بیس
گرہ درگاہ "میں اپنی حرمیں گذارتے اور سنی مائے تھے بڑھاپے
چڑھاپے کے اور اپنی مراد کو حاصل کرنے تھے۔ ساجد فاضل
حمید الدین ناگ لودھ کا لودھ سب الدین باہر مدح سبج کرنے
کے سچ جو دھن کیا تو اس کی لودھ کے رجو غالب عسائی مذہب رکھتی
تھی اور جس کو اس نے ایک مسند شکر کے طور پر دیا تھا) بابا فرید
کو ایک دور میں حضرت کے لودھ رکھتی اور کمال بخشی آپ دیکھ کر
میرے دل کی آرزو پوری ہو گئی تھی۔ اس پر بابا فرید نے کہا "اگر خدا
اس کو راہی عطا کرے"۔ یہ بھی کہ شرف الدین بے اس کو آزاد
کر یا۔

وحدت دیان کی نثر یک غنوی مدنی جی اور ہندو مسلمان اور
عیسائی ایک دوسرے کے ساتھ علقہ رکھنے کی وجہ سے ایک دوسرے
کے مشعرات در دھم سے متاثر ہوئے تھے اور ہر سماج کے لوہات
اور دیگر راتوں نے دوسری سماجوں میں داخل حاصل کر لیا۔ اس دور
میں مسلمانوں کی عام سماجی حاف در خلق زندگی سے مدد ہونی جاری
تھی۔ اس کا اثر حد تا عیسائی کلیساؤں کے اخلاق و عقائد اور رسوم
پر بڑا جوہر ہوا۔ اس مسئلہ میں ہر سماج میں لودھ گذشتہ سے
عام تھے۔ دلوں۔ جنوں کے حسی حقوں۔ جبررسی اور رسوم سری و

گنڈے تھوڑے حاصل کر کے، وقتیں مان کر اپنی روحانی حاجتوں کو پورا کر لیتیں۔ کیونکہ ان میں کسی روحانیت کی زندگی ختم ہو چکی تھی۔ ایک زمانہ وہ تھا جب کلیسا شمالی ہند میں عروج پر تھی اور مسیحیت کا آفتاب اپنی شمعوں سے تمام ملک کو منور کر رہا تھا لیکن سلطنت کے ایام میں مختلف وجوہ کے باعث (جن کا ہم گذشتہ صفحوں میں ذکر کرتے ہیں) جوں جوں زمانہ گزرتا گیا کلیسا کو زوال آتا گیا اسلامی دور میں ممالک ایشیا اور شمالی ہندوستان کی کلیسیاؤں میں وہ تخیلی قوت نہ رہی تھی جو غلامانے ان مختلف ملکوں میں ان کو زمانہ قدیم ہی سے عطا فرمائی تھی۔ فتنہ اور فساد۔ لڑائی اور جنگ اور پریشانی کی فضا جنت طبع اور تخیلی کام کے لئے زہر کا حکم کرتی ہے۔ مسیحوں کی بستی اور غلامی انسانی ذہن کے قیاد کو اور بالخصوص اس کے تخیلی قیاد کو معطل کر دیتے ہیں۔ کلیسا کے شرکاء ہر ملک میں قصر مذلت میں پڑے اپنی زندگی کے بلکہ کاف رہے تھے۔ وہ بے لیں اور مجبور تھے۔ لیں ان سے یہ امید کرنا عبث ہے کہ وہ شمالی ہند کے مختلف مذاہب کے فلسفیانہ تصورات کی جانچ پڑتال کر کے ان کو چھان بین کے بعد کوئی تعبیری شدت دیتے یا ان کی اصلاح کرنے بلان میں جو شیلے طور پر اشاعت و تبلیغ کا کام کرتے سیاسی۔ سماجی اور اقتصادی ذرائع اور غلامی کا اثر انسان کی زندگی کے ہر پہلو پر پڑتا ہے۔ بیکہ جب زندگی کے چشمے ہی خشک ہو جائیں اور جان سے عزیز ایمان۔ معتقدات۔ عبادات وغیرہ ایک ایک کو کے آنکھوں کے سامنے رخصت ہونے نظر آئیں تو انسانی ذہن و فکر و سما میں قدرتی طور پر زوال ہو جاتا ہے۔ پھر سبب غلامی۔

حکومی اور بستی کی حالت سے یوں تک نسل و نسل جاری رہتے تو زوال کا ہونا ایک یقینی امر ہو جاتا ہے۔ ہر ملک کو خط الرجال پڑتا ہے۔ مگر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا اور اگر ملے بھی ہیں تو ان کی آواز ماضی کے متحرکوں کی صدا سے باز گشتہ ہو جاتی ہے۔ اندر ہی حالات بجائے تعجب نہیں کہ مسیحیت ہند کے تعلیم میں بھی کلیسا یا ہندو فلاسفروں اور دوسروں کو براہ منظم اور تعمیری طور پر متاثر نہ کر سکی۔ یہی فحشیت ہے کہ جیسا ہم گذشتہ باب میں بتا چکے ہیں جنوبی ہند کی کلیسیاؤں کی طفیل مسیحیت ہندوست کو اور مغربی ایشیا کے ممالک کی کلیسیاؤں کو اسلامی کشلی ہندوؤں میں کسی حد تک متاثر نہ کر سکی۔ لیکن عام طور پر یہ کمنا درست ہو گا کہ کلیسیا شمالی ہند میں اپنے پرانے استورات و رسوم اور قدیم عقائد کو ہی چھاتی سے نکالے رہی۔ اس کی روحانیت کے نشاندہان، مندروں زمانہ کے ساتھ ملتے جلتے ایسا کہ ہندو مذہب اور عقائد کے تصورات اور ذرائع اور اسلامی روحانیت و خیالات اور عقائد اور تصورات کے استقادات اُسٹے شمالی ہند کی کلیسیا کو متاثر نہ کر سکتے تھے۔

60. TOYNBEE, A.J. .. A Study of History. Abridgement of vols. 7—8 by C.D. Somervell. 1957.
61. TRITTON, S. .. The Caliphs and their Non-Muslim Subjects.
62. UNDERHILL, E. .. Mysticism.
63. WHERRY, E.M. .. Islam and Christianity in India and the Far East.
64. WESTCOTT .. Kabir and the Kabir Panth.
65. WRIGHT, T. .. Early Christianity in Arabia. 1955.
66. Walker, W. .. A History of the Christian Church.
67. WELLS, H.G. .. A Short History of the World.
68. YULE .. Travels of Marco Polo.

Musorie, N. India.

Barakst Ullah.

August, 16th, 1960.

پی۔اے۔ایس۔ پریس لاہور میں باہتمام پرنٹرز و پبلشرس مسٹر
وی۔ایس۔ کے فیملی سیکرٹری پنجاب ریجنس جگ موہانی -
نارنگی - لاہور چھپ کر شائع ہوئی۔

- | | | | |
|-----------------------|---|---------------------------|---|
| 18. FURQUHAR | Outline of the Religious Literature of India | 39. MINGANA | Early Spread of Christianity in India. |
| 19. GIBSON | Decline and Fall of the Roman Empire. | 40. MINGANA | Early Spread of Christianity in Central Asia and the Far East. |
| 20. GILLIUME, A. | Legacy of Islam. | 41. MARGOLIOUTH | Early Development of Mohammedanism. |
| 21. HOWARTH, H.H. | History of the Mongols. Part 3 (The Mongols of Persia). 1888. | 42. MARGOLIOUTH D.S. | Mohammedanism. Home University Library. |
| 22. HOWELLS, G. | The Soul of India. | 43. MUIR, W. | Alkindy. |
| 23. ISHWARI PARSHAD | History of Mediaeval India. | 44. MUIR, W. | The Caliphate. |
| 24. IRVINE | The Indian Empire. | 45. NEALE | History of the Holy Eastern Church. 1926. |
| 25. QBAL | The Development of Persian Metaphysics. | 46. NIZAMI, K.A. | The Life and Times of Sheikh Farid-ud-Din Ganj-Shakar. |
| 26. JOHANNIS, F. | To Christ through the Vedanta. Part 1. Sakra. | 47. NICHOLSON | Literary History of the Arabs. |
| 27. JOHANNIS, F. | To Christ through the Vedanta. Part 2. Ramanuja. | 48. OGILVIE, J.N. | The Apostles of India. |
| 28. JOHANNIS, F. | To Christ through the Vedanta. Part 3. Vallabha. | 49. PRAWLIN, M. | The Mongol Empire: Its Rise and Legacy. Trans. by E. & C. Pal. 3rd. Impression 1953. |
| 29. JOHANNIS, F. | To Christ through the Vedanta. Part 4. Chaitanya. | 50. RAINY, R. | The Ancient Catholic Church. |
| 30. KHUDDA BAKHSH, S. | Politics in Islam. Calcutta 1920. | 51. RADHA KRISHNAN, S. | Indian Philosophy. |
| 31. KREMER | Contribution to the History of Islamic Civilization. | 52. RADHA KRISHNAN, S. | Occasional Speeches and Writings. 1st and 2nd. series. |
| 32. KANWAR SAIN | Indo-Iranian Relations and their Reciprocal Influences. | 53. STEWART | Nestorian Missionary Enterprise. |
| 33. LANE-POOLE | Mediaeval India (Story of the Nations). | 54. SWEETMAN, J. Windrow. | Islam and Christian Theology. London. part 1, vol. 1. 1945; part 1, vol. 2. 1947; part 2, vol. 1. 1955. |
| 34. LAMB, H. | Genghis Khan. | 55. SARKAR, J.A. | Chaitanya's Life and Teachings. |
| 35. LAMB, H. | Tamerlane. | 56. STANLEY, A.P. | Lectures on the History of the Eastern Church. |
| 36. LATOURETTE, K.S. | History of the Expansion of Christianity. Vol. 2. | 57. SMITH, V. | Oxford History of India. 1920. |
| 37. | Mediaeval India, Aigarh Vol. 1 Nos. 3 & 4. | 58. STEEDMAN | Jhang Settlement Report. |
| 38. MCGIFFORT, A.C. | A History of Christianity in the Apostolic Age. | 59. SUBHAN, J.A. | Sufism, its Saints and Shrines. |

ASIAN AND NORTH INDIAN CHURCHES IN MIDDLE AGES.

List of books consulted

The following books in English have been consulted in the preparation of this volume. The names of books in Oriental languages are given in the text.

1. ARNOLD, Thomas .. Preaching of Islam.
2. AHMAD SHAH .. The Bijak of Kabir.
3. AMEER ALI .. The Spirit of Islam.
4. BARNETT .. The Heart of India.
5. BROADBENT, E.H. .. The Pilgrim Church.
6. BROWNE, L.E. .. The Eclipse of Christianity in Asia,
1933.
7. BELL, R. .. The Origin of Islam in its Christian
Environment. 1926.
8. BOER, T.J. .. History of the Philosophy of Islam.
9. BHANDARKAR .. Vaishnavism, Saivism & Minor
Religious Systems.
10. CARPENTER .. Theism in Mediaeval India.
11. DUESSEN .. The System of Vedanta.
12. .. Encyclopedia of Religion and Ethics.
13. .. Encyclopedia of Islam. 1915.
14. .. Encyclopedia Britannica.
15. ELPHINSTONE .. History of India. 9th.ed. 1911.
16. ELLIOT, Charles .. Hinduism and Buddhism. 2 vols.
17. ELLIOT .. History of India as told by its own
Historians. Edited by Dawson.
8 vols.